

سنن ترمذی شریف اور سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کا مجموعہ

# دائِمِ اَدَبِ

تالیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

اگرچہ ساری باتیں





سنن بکات ترمذی، سنن ابی داؤد شریف  
کی منتخبہ اشعار و کتب

# زادِ ہدایت

تالیف

الحافظ القاری مولانا علامہ حسن قادری  
مفتی دارالعلوم جزیب الخاف لاہور

اکبر پبلشرز

زیمپینٹ ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022



﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

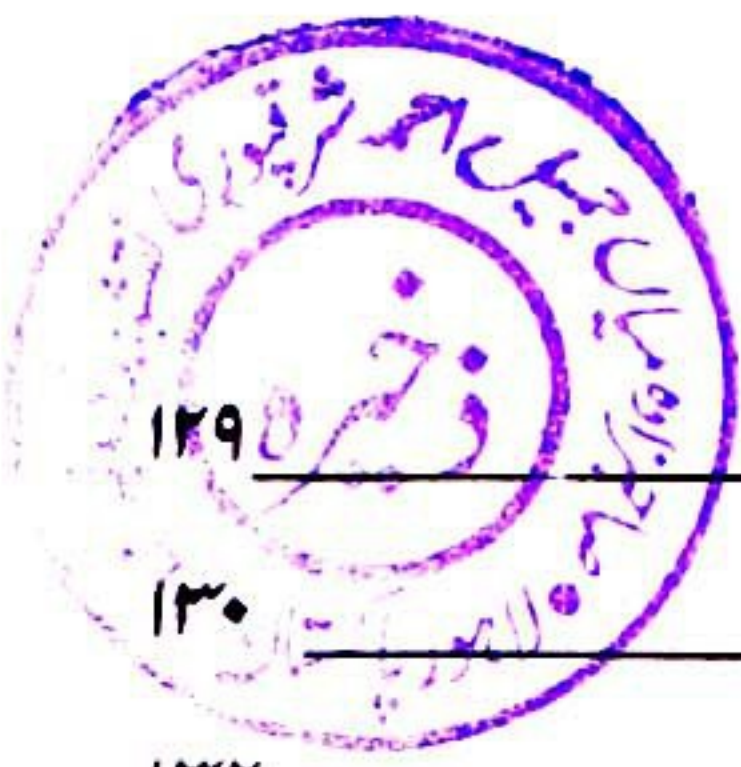
نام کتاب	.....	راہ ہدایت
مصنف	.....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	.....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
اشاعت	.....	اکتوبر 2009ء
تعداد	.....	1100
کمپوزنگ	.....	فرخ علی
ناشر	.....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	.....	250/- روپے

ناشر  
اکبر بک سیلرز  
زینت پبلشرز  
اردو بازار  
لاہور

## ترتیب

- ۱۳ ☆ حرف آغاز \_\_\_\_\_
- ۱۶ ☆ مقدمہ \_\_\_\_\_
- ۲۲ ☆ امام ترمذی \_\_\_\_\_
- ۲۹ ☆ جامع ترمذی \_\_\_\_\_
- ۸۱ ☆ أَبْوَابُ الظَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب) \_\_\_\_\_
- ۸۱ ☆ نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں \_\_\_\_\_
- ۸۲ ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لا جواب کر دیا \_\_\_\_\_
- ۸۵ ☆ گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام \_\_\_\_\_
- ۸۶ ☆ نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے \_\_\_\_\_
- ۸۹ ☆ أَبْوَابُ الصَّلَاةِ (نماز کے باب) \_\_\_\_\_
- ۹۰ ☆ اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے \_\_\_\_\_
- ۹۲ ☆ نمازیں پانچ پڑھو، ثواب پچاس کا ملے گا \_\_\_\_\_
- ۹۲ ☆ جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے \_\_\_\_\_
- ۹۳ ☆ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت \_\_\_\_\_
- ۹۴ ☆ حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے \_\_\_\_\_
- ۹۶ ☆ امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی \_\_\_\_\_
- ۹۷ ☆ أَبْوَابُ الوُثْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۹۸ ☆ حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟ \_\_\_\_\_
- ۹۹ ☆ أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان) \_\_\_\_\_

- ۱۰۰ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ (عیدوں کا بیان)
- ۱۰۰ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)
- ۱۰۲ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کے باب)
- ۱۰۳ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)
- ۱۰۵ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)
- ۱۰۶ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان)
- ۱۰۷ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)
- ۱۰۸ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الرِّضَاعِ (رضاعت کا بیان)
- ۱۱۰ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان)
- ۱۱۱ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان)
- ۱۱۲ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (احکام کا بیان)
- ۱۱۳ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الدِّيَّاتِ (دیتوں کا بیان)
- ۱۱۴ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)
- ۱۱۶ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)
- ۱۱۷ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ (قربانیوں کا بیان)
- ۱۱۸ \_\_\_\_\_ ☆ چند شبہات کا ازالہ
- ۱۲۰ \_\_\_\_\_ ☆ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں
- ۱۲۲ \_\_\_\_\_ ☆ پیش نظر تو مرضی جانانا چاہیے
- ۱۲۳ \_\_\_\_\_ ☆ قربانی و ذبیحہ کے چند مسائل
- ۱۲۵ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ النُّذُورِ وَالْآيْمَانِ (نذروں اور قسموں کا بیان)
- ۱۲۶ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ السَّيْرِ (جہادی سفروں کا بیان)
- ۱۲۷ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان)
- ۱۲۸ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)



۱۴۹ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)

۱۳۰ \_\_\_\_\_ ☆ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟

۱۳۲ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الإِطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان)

۱۳۳ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْأَشْرَبَةِ (پینے کا بیان)

۱۳۴ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)

۱۳۶ \_\_\_\_\_ ☆ کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں

۱۳۷ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)

۱۳۸ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)

۱۳۹ \_\_\_\_\_ ☆ مسائل وراثت کی احادیث

۱۴۰ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

۱۴۱ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهَبَةِ (ولاء اور ہبہ کا بیان)

۱۴۲ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)

۱۴۳ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

۱۴۵ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)

۱۴۶ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

۱۴۷ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

۱۴۸ \_\_\_\_\_ ☆ حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر

۱۴۹ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)

۱۵۰ \_\_\_\_\_ ☆ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت

۱۵۱ \_\_\_\_\_ ☆ لایعنی کام کونسا ہے؟

۱۵۲ \_\_\_\_\_ ☆ فائدہ

۱۵۳ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)

۱۵۴ \_\_\_\_\_ أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

- ۱۵۵ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْاِيْمَانِ (ايمان کا بيان)
- ۱۵۶ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بيان)
- ۱۵۸ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْاِسْتِيْذَانِ (اجازت طلب کرنے کا بيان)
- ۱۵۹ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْاَدَابِ (آداب کا بيان)
- ۱۶۱ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْاَمْثَالِ (مثالوں کا باب)
- ۱۶۱ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ فَصَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت)
- ۱۶۳ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قرأت کا بيان)
- ۱۶۴ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بيان)
- ۱۶۵ \_\_\_\_\_ ☆ موسىٰ عليه السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے
- ۱۶۶ \_\_\_\_\_ ☆ مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے
- ۱۶۷ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بيان)
- ۱۶۸ \_\_\_\_\_ ☆ کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں
- ۱۶۹ \_\_\_\_\_ ☆ سو حج، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب
- ۱۷۰ \_\_\_\_\_ ☆ نیند نہ آنے کا علاج
- ۱۷۱ \_\_\_\_\_ ☆ دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث
- ۱۷۲ \_\_\_\_\_ اَبَوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بيان)
- ۱۷۳ \_\_\_\_\_ ☆ حضرت علی المرتضیٰ محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں
- ۱۷۴ \_\_\_\_\_ ☆ زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے
- ۱۷۵ \_\_\_\_\_ ☆ چراغ و مسجد و محراب و منبر
- ۱۷۶ \_\_\_\_\_ ☆ اے تیری آواز آواز خدا
- ۱۷۷ \_\_\_\_\_ ☆ سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
- ۱۷۸ \_\_\_\_\_ ☆ محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۱۷۹ \_\_\_\_\_ ☆ روشنی کے مینار



- ۱۸۰ \_\_\_\_\_ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے ☆
- ۱۸۳ \_\_\_\_\_ شمائل ترمذی کے حوالہ جات ☆
- ۱۸۴ \_\_\_\_\_ نور وحدت کا ”ٹکڑا“ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ☆
- ۱۸۴ \_\_\_\_\_ چہرہ انور چودھویں کا چاند ☆
- ۱۸۶ \_\_\_\_\_ چہرے کی چمک سبحان اللہ ☆
- ۱۸۸ \_\_\_\_\_ درود یوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں ☆
- ۱۸۹ \_\_\_\_\_ حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا ☆
- ۱۹۰ \_\_\_\_\_ یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے ☆
- ۱۹۰ \_\_\_\_\_ حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہوگئی ☆
- ۱۹۱ \_\_\_\_\_ تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت ☆
- ۱۹۳ \_\_\_\_\_ ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟ ☆
- ۱۹۴ \_\_\_\_\_ کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ☆
- ۱۹۵ \_\_\_\_\_ ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو ☆
- ۱۹۶ \_\_\_\_\_ سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام ☆
- ۱۹۸ \_\_\_\_\_ کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟ ☆
- ۲۰۰ \_\_\_\_\_ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے ☆
- ۲۰۰ \_\_\_\_\_ حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات ☆
- ۲۰۱ \_\_\_\_\_ حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات ☆
- ۲۰۲ \_\_\_\_\_ حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال ☆
- ۲۰۳ \_\_\_\_\_ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے ☆
- ۲۰۴ \_\_\_\_\_ میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا ☆
- ۲۰۵ \_\_\_\_\_ بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ☆
- ۲۰۶ \_\_\_\_\_ حبیب خدا کا نظارہ کروں میں ☆

- ☆ دین کو دینداروں سے حاصل کرو ۲۰۷
- ☆ ترمذی شریف اور فقہی مذاہب ۲۰۹
- ☆ ایک بنیادی اور ضروری بحث ۲۱۰
- ☆ تعدد اور نظریہ میں فرق ۲۱۰
- ☆ فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب ۲۱۱
- ☆ فقہ حنفی کے ایک سو پچیس ۲۱۲
- ☆ اساتذہ قواعد ۲۱۲
- ☆ ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے ۲۱۲
- ☆ امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں ۲۱۳
- ☆ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ۲۱۳
- ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ۲۱۵
- ☆ جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی ۲۱۵
- ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے ۲۱۶
- ☆ جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آجائے تو مانع کو ترجیح ہوگی ۲۱۶
- ☆ ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو ۲۱۷
- ☆ جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا ۲۱۸
- ☆ جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے ۲۱۸
- ☆ جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی ۲۱۹
- ☆ حکم مصلحت راجح کے تابع ہوتا ہے ۲۲۰
- ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے ۲۲۰
- ☆ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا ۲۲۱
- ☆ گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر ۲۲۲

- ۲۲۲ \_\_\_\_\_ زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا ☆
- ۲۲۳ \_\_\_\_\_ حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟ ☆
- ۲۲۳ \_\_\_\_\_ عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیا نہ قبول ہے قضاء نہیں ☆
- ۲۲۴ \_\_\_\_\_ قسم کا دار و مدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر ☆
- ۲۲۴ \_\_\_\_\_ جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے ☆
- ۲۲۴ \_\_\_\_\_ اصل میں بری الذمہ ہونا ہے ☆
- ۲۲۵ \_\_\_\_\_ ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے ☆
- ۲۲۵ \_\_\_\_\_ قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو ☆
- ۲۲۵ \_\_\_\_\_ جہاں تک ممکن ہو کلام کو با معنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے ☆
- ۲۲۶ \_\_\_\_\_ شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو ☆
- ۲۲۶ \_\_\_\_\_ احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے ☆
- ۲۲۶ \_\_\_\_\_ نقصان و ضرر کا ازالہ کیا جائے گا ☆
- ۲۲۷ \_\_\_\_\_ نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا ☆
- ۲۲۷ \_\_\_\_\_ عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا ☆
- ۲۲۸ \_\_\_\_\_ جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟ ☆
- ۲۲۸ \_\_\_\_\_ تائیس تاکید سے بہتر ہے ☆
- ۲۲۸ \_\_\_\_\_ سوال جواب میں لوٹ آتا ہے ☆
- ۲۲۹ \_\_\_\_\_ حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے پچنا زیادہ بہتر ہے ☆
- ۲۲۹ \_\_\_\_\_ جب دو برائیاں باہم متعارض آجائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے ☆
- ۲۳۰ \_\_\_\_\_ عبادت میں ایثار مکروہ ہے ☆
- ۲۳۰ \_\_\_\_\_ جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو..... ☆
- ۲۳۱ \_\_\_\_\_ غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہو گا نہ کہ نادر کا ☆
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے ☆

- ☆ غیہ کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ۲۳۲
- ☆ اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے ۲۳۳
- ☆ الخِذْرَاجُ بِالضَّمَانِ۔ منافع ضمانت کے عوض ہے ۲۳۳
- ☆ اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا ۲۳۴
- ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ۲۳۴
- ☆ مسائل اجتہاد یہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا ۲۳۴
- ☆ ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا ۲۳۵
- ☆ نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی ۲۳۶
- ☆ شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا ۲۳۶
- ☆ قلت و کثرت میں شک لاحق ہو تو قلت کا حکم لگایا جائے گا ۲۳۶
- ☆ کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے ۲۳۷
- ☆ اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا ۲۳۷
- ☆ شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا ۲۳۸
- ☆ عوام کے مسائل و حقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت پہ مبنی ہوتے ہیں ۲۳۸
- ☆ گونگے کا اشارہ معصومہ بیان کی مانند ہے ۲۳۸
- ☆ ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا ۲۳۹
- ☆ اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم باحت پہ کوئی دلیل نہ ہو ۲۴۰
- ☆ تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں ۲۴۰
- ☆ جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے ۲۴۱
- ☆ ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا ۲۴۱
- ☆ ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے ۲۴۲
- ☆ پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا ۲۴۲
- ☆ حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے ۲۴۳

- ۲۴۳ ☆ سب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۴ ☆ اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی \_\_\_\_\_
- ۲۴۴ ☆ جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا \_\_\_\_\_
- ۲۴۴ ☆ شرعی سب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں \_\_\_\_\_
- ۲۴۵ ☆ جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۵ ☆ جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اس کے ضمن میں آئیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی \_\_\_\_\_
- ۲۴۵ ☆ جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا \_\_\_\_\_
- ۲۴۶ ☆ مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۶ ☆ صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۷ ☆ امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۷ ☆ گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴۷ ☆ بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا \_\_\_\_\_
- ۲۴۸ ☆ کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟ \_\_\_\_\_
- ۲۴۸ ☆ حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا \_\_\_\_\_
- ۲۴۹ ☆ حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام و دلائل سے ثابت کرنا ہوگا \_\_\_\_\_
- ۲۴۹ ☆ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں \_\_\_\_\_
- ۲۵۰ ☆ وجو میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۵۰ ☆ متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۵۱ ☆ تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا \_\_\_\_\_
- ۲۵۱ ☆ جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے \_\_\_\_\_
- ۲۵۱ ☆ کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی \_\_\_\_\_
- ۲۵۲ ☆ ہر نص پہ اس کے مطلق و مقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا \_\_\_\_\_
- ۲۵۲ ☆ غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا، مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے \_\_\_\_\_

- ☆ ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا ۲۵۳
- ☆ گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا ۲۵۳
- ☆ مسلمانوں کے امور صواب و صلاح پہ محمول ہوں گے ۲۵۴
- ☆ امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے ۲۵۴
- ☆ عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے ۲۵۵
- ☆ واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے ۲۵۵
- ☆ شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے ۲۵۵
- ☆ شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو ۲۵۶
- ☆ حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے ۲۵۷
- ☆ گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے ۲۵۷
- ☆ آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا ۲۵۸
- ☆ فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے ۲۵۸
- ☆ مشقت آسانی لاتی ہے ۲۵۹
- ☆ ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے ۲۵۹
- ☆ کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا ۲۶۰
- ☆ وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے ۲۶۰

## حرف آغاز

سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) کی بہت ساری احادیث بخاری و مسلم کے مجموعوں میں آچکی ہیں اور بہت ساری احادیث کے حوالے مصباح المشکوٰۃ میں لکھ دیے گئے ہیں اور چونکہ میری ڈائری میں ان چار کتابوں کی احادیث کے کچھ حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اس لیے ان چاروں کتابوں کی منتخب احادیث کے حوالے دو مجموعوں میں یکجا کر دیئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ اس سے پہلے تین مجموعوں میں جن حوالوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے اس میں ان کے علاوہ احادیث کے حوالے جمع ہو جائیں۔ ان حوالوں کی نمبرنگ مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ جہاں ترمذی یا حاشیہ ترمذی کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ہے۔ ترمذی شریف کی احادیث کے تراجم کے لئے مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب کے ترجمے سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ جبکہ سنن ابی داؤد کی احادیث اور ترجمہ کے سلسلہ میں علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ نمبرنگ موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب السنۃ کی ہے اور جہاں اصل کتاب ابوداؤد شریف کا صفحہ یا حاشیہ کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد بھی ایچ ایم سعید کمپنی کی مطبوعہ ہے جبکہ انہی دو بزرگوں کی مترجم کتب سے دونوں میں سے ہر کتاب کا تعارف اور ہر دو اماموں کے حالات بھی لیے گئے ہیں۔ فقہ حنفی کے بنیادی قواعد جو کہ بعض کتب (مثلاً مجلۃ الاحکام العدلیہ جو کہ سلطنت عثمانیہ کی علماء کونسل نے مرتب کی اس کے مقدمہ) میں ننانوے اور مجامع الحقائق میں محمد بن سعید الخادمی

(المتوفی ۱۱۷۶ھ) نے ایک سو چون لکھے اور پھر خود ہی اس کی شرح منافع الدقائق فی شرح جامع الحقائق لکھی۔ اصول الکرخی میں ابوالحسن عبید اللہ بن الحسین الکرخی (متوفی ۳۴۰ھ) نے انتالیس قواعد فقہیہ تحریر فرمائے جس کی شرح ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) نے لکھی اور ہر قاعدہ کے تحت مسائل بھی لکھے۔ اسی طرح ”الاشباہ والنظائر“ میں زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) نے تحریر فرمائی اور حال ہی میں علامہ محمد انور مگھالوی نے فقہ حنفی کے اساسی قواعد کے نام سے بڑی محنت سے ایک سو قواعد کو جمع کیا اور ہر قاعدے کے تحت مسائل بھی بیان کیے چنانچہ اسی کتاب سے اس کام کیلئے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن صرف قاعدہ کی عربی عبارت ترجمہ اور جہاں ضرورت محسوس کی کوئی ایک مسئلہ اور اس قاعدہ کا ماخذ اگر ہوا تو اس کو بیان کر دیا جائے گا۔ زیادہ تر احادیث فقہ حنفی کی تائید کنندہ لکھی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی شبہ پڑے تو شرح معانی الآثار اور فقہ حنفی کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ صحاح ستہ کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے بہت سارے مقررین و خطباء حضرات اپنی تقریروں میں غیر معتبر قصے کہانیاں بیان کر کے اپنا مقصد تو حل کر لیتے ہیں عوام کو بھی خوش کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے ان قصے کہانیوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہمارے مقررین کمزور باتیں بیان کرنے سے جان چھڑائیں اور کتب صحاح ستہ جو کہ ہمارے عقائد کی احادیث کا اپنے اندر ایک عظیم ذخیرہ رکھتی ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کی اپنے آپ کو عادت ڈالیں تاکہ لوگوں میں علمی شعور بھی پیدا ہو اور ہمارے دامن پہ لگا ہوا یہ داغ بھی دھل جائے۔

اس لیے علامہ اقبال کی زبان میں میں یہ عرض کر سکتا ہوں۔

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے

عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے



طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم  
یہ بھی سنو کہ نالہ طائر بام اور ہے  
آتی تھی کوہ سے صدا، راز حیات ہے سکوں  
کہتا تھا مور ناتواں لطف خرام اور ہے  
جذب حرم سے ہے فروغ، انجمن حجاز کا  
اس کا مقام اور ہے اس کا نظام اور ہے  
موت ہے عشق جاوداں، ذوق طلب اگر نہ ہو  
گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے  
شمع سحریہ کہہ گئی، سوز ہے زندگی کا ساز  
نمکدہ نمود میں شرط، دوام اور ہے

سنن ابی داؤد کے حوالے جہاں ختم ہوں گے وہاں سے ایک دلچسپ مضمون غیر  
مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، صحاح ستہ کی احادیث پر مشتمل ہے جس  
میں ان سے بیسیوں سوالات کیے گئے ہیں اس سے پہلے اس انداز میں شاید ان سے  
کسی نے سوالات نہ کیے ہوں۔ لہذا حیرانگی ضرور ہوگی اور یہ میری زمانہ طالب علمی  
کے اس دور کی کاوش ہے جب میں مشکوٰۃ شریف پڑھ رہا تھا۔

## مقدمہ

علامہ غلام رسول سعیدی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور ان کی شریعت کی متاع کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ حیات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال اور آپ کے شب و روز کے معمولات ہی ان کیلئے سرچشمہ ہدایت ہیں۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا۔ خلوت و جلوت، سفر و حضر اور نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ نہیں ہے مگر اس کو حضرات صحابہ نے محفوظ کر لیا۔ وہ حضور ﷺ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سنیوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد تابعین اور ان کے اتباع نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ یوں ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا۔

اکابر علماء ملت اور اسانید شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے بارہا صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا۔ طلب حدیث میں کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں سے

بھی احادیث روایت کر لیتے تھے۔ انہوں نے احادیث کو اپنے سینوں میں اور پھر نوشتوں میں محفوظ کیا۔ ناقلین حدیث کو پرکھنے کیلئے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ مگر حدیث کے ان عظیم کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ علم حدیث کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اگر امت کے پاس آج احادیث کا یہ سرمایہ نہ ہوتا تو دین کی کیا شکل و صورت ہوتی۔

### ضرورت حدیث

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تعبیر و تشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں ہے۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کیلئے اسوۂ رسول کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ لغت عربی ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

### حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

۱- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

۲- ما آتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا۔

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک

۳- قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

۴- لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

تمہارے اعمال کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت

اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ

ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے افعال کا کس

ذریعہ سے علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ

بنایا ہے۔ پس جب تک حضور ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو

حضور ﷺ کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور جبکہ ہمیں اسوہ رسول ﷺ پر اطلاع

صرف احادیث سے ہی ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ

کے لئے بنفس نفیس حضور ﷺ کی ذات ہدایت تھی۔ اسی طرح ہمارے لیے حضور ﷺ

کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حضور ﷺ کی دی ہوئی

ہدایات اور آپ کے نمونہ کیلئے معتبر مآخذ نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر

نا تمام رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے لئے صرف قرآن کو کافی قرار نہیں

دیا بلکہ قرآن کے احکام کے ساتھ ساتھ رسول کے احکام کی اطاعت اور ان کے افعال

کی اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے اور ان کے اقوال اور افعال کو جاننے کیلئے احادیث

کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور ﷺ کی دی ہوئی

ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن کریم کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم مکمل طور

پر مستفید نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے قرآن نازل فرمایا لیکن اس

کے معانی کا بیان اور اس کے احکام کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دی چنانچہ ارشاد فرمایا:

وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم  
ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو  
بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کیے گئے۔

ويعلمهم الكتاب والحكمة

اور رسول (ﷺ) مسلمان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ آیات کے معانی کا بیان اور کتاب و حکمت کی  
تعلیم صرف صحابہ کیلئے تھی تو میں اولاً یہ کہوں گا کہ اسلام صرف صحابہ کا نہیں بلکہ قیامت  
تک کے مسلمانوں کا دین ہے اس لیے جس ہدایت کی انہیں ضرورت تھی ہمیں بھی  
ضرورت ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام جب اپنی بلندی مقام اور جناب رسالت مآب ﷺ  
سے قرب کے باوجود قرآنی احکام کو سمجھنے کیلئے حضور ﷺ کے بیان اور آپ کی تعلیم کے  
محتاج تھے تو بعد کے لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس بیان اور تعلیم کی طرف محتاج ہوں گے۔ ثالثاً  
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته

ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى

ضلال مبين وآخرين منهم لما يلحقوا بهم۔

وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک بہت بڑا رسول

بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور

انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے

اور بعد کے لوگوں کو جو ابھی پہلوں کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآن کی جو تعلیم دی ہے وہ صحابہ کیلئے بھی ہے اور بعد کے لوگوں کیلئے بھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم کی تعلیم دینا اور آیات کے معانی بیان کرنا جس طرح صحابہ کیلئے تھا اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے بھی ہے اور اگر احادیث کو معتبر نہ مانا جائے تو بعد کے لوگوں کیلئے حضور ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کا کس طرح ثبوت ہوگا اور اس آیت کا صدق کیسے ظاہر ہوگا؟

آپ ہی سوچئے اگر حضور علیہ السلام نہ بتلاتے تو ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے یہ ہیئت مخصوصہ مراد ہے۔ مؤذن کی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک نماز اور جماعت کی تفصیل ہمیں کیونکر معلوم ہوتی۔ اسی طرح حج اور عمرہ کا بیان احرام کہاں سے اور کس دن باندھنا ہے۔ وقوف عرفہ طواف زیارت و وداع ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین قرآن میں کہیں نہیں ملتی۔ حد یہ ہے کہ قرآن میں یہ بھی مذکور نہیں کہ حج کس دن ادا کیا جائے۔ زکوٰۃ کا صرف لفظ قرآن میں مذکور ہے لیکن عشر اور زکوٰۃ کی کسی تفصیل کا قرآن میں بیان نہیں۔ پھر ان کی شرعی ہیئت کدائی جس سے فرائض واجبات اور آداب کی تمیز ہو قرآن میں کہیں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے بیان کردہ ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین صرف حضور ﷺ ہی سے ملتی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کو یہ بیان زبان رسالت سے حاصل ہوا اور بعد کے لوگوں کو یہی بیان احادیث نبویہ سے حاصل ہوگا اور جو شخص ان احادیث کو معتبر نہیں مانتا اس کے پاس قرآن کریم کے مجمل اور مبہم احکام کی تفصیل اور تعیین کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین اور معلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث

رسول اللہ پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا۔ دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا اور ہمارے لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا جائے تو حلت و حرمت کے تمام احکام کیلئے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کے نفس مضمون کو سمجھنے کیلئے بھی ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی خاص سوال کے سبب سے کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ مشرکین یا منافقین کی کسی بات کے رد میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ کبھی کسی آیت میں عہد رسالت میں ہونیوالے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ لہذا جب تک اس قسم کی تمام آیات کے پس منظر اور اسباب نزول کا علم نہ ہو ان کا کوئی واضح معنی سمجھ میں نہیں آتے اور اگر فہم قرآن کے لئے احادیث نبویہ کو ایک معتبر ماخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیتان اور معمر بن کر رہ جائیں گی۔

### تدوین حدیث

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے۔ اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے کیونکہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور

تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی وقفہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابوشاہ) نے آ کر عرض کیا۔ اکتب لی یا رسول اللہ۔ میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجئے آپ نے حکم دیا ”اكتبوا لابی فلان“ اس شخص کیلئے یہ خطبہ لکھ دو۔ (۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔ انہی سے روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسبعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ اریب حفظہ فنہتني قریش وقالوا اکتب کل شیء تسبعہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتابۃ فذکرت ذالک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاوما باصبغہ الی فیہ فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الاحق (۲)

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں حفاظت کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر بات لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا تم حضور سے سن کر ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ بھی ایک بشر ہیں آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: لکھا

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲

(۲) امام سلیمان بن اشعث ابوداؤد المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۱۴



کر، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا کثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبداللہ بن عمرو فان کان یکتب ولا یتکب (۱)

صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور ﷺ کی احادیث محفوظ نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمرو کے کیوں کہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

ابوداؤد اور بخاری کی ان روایتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو احادیث قلمبند کیا کرتے تھے۔ رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے ان کا حافظہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے۔ تاہم ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کتب اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ چنانچہ عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

تحدث عند ابی ہریرہ بحديث فاخذ بيده الی بيته فارانا كتابهن حديث النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقال هذا هو مكتوب عندي. (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پر گفتگو ہوئی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا دیکھو

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۷

وہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تمام مرویات لکھی ہوئی محفوظ تھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ابتداً زمانہ رسالت میں احادیث نہیں لکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے احادیث کو لکھ لیا۔ اسی زمانہ میں وہ کسی اور شخص سے ان احادیث کو لکھواتے رہے ہوں گے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تو احادیث لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ قتادہ روایت کرتے ہیں:

كان يبلى الحديث حتى اذاكثر عليه الناس جاء بهجال من  
كتب فالقاها ثم قال هذه احاديث سبعتها وكتبتها عن  
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و عرضتها عليه. (تفسیر العلم، ص ۹۶-۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث لکھوایا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ تعداد میں آئے تو وہ اپنا صحیفہ لے کر آئے اور اس کو ان کے آگے رکھ کر فرمایا۔ یہ وہ احادیث ہیں جن کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا اور انہیں میں آپ پر پیش کر چکا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی احادیث کو لکھ کر صحائف میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے:

يروى ان عبدالله بن عمر كان اذا خرج الى السوق نظر في  
كتبه وقد اكد الراوى ان كتبه هذه كانت في الحديث

(الجامع لاخلاق الراوى و آداب السماع، ص ۱۰۰)

روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کبھی بازار جاتے تو اپنی کتابوں کو دیکھ لیتے تھے۔ راوی تاکیداً کہتے ہیں کہ ان کی وہ کتابیں احادیث پر مشتمل تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں آپ کی نظر سے مستحکم حوالے گزر چکے ہیں کہ یہ حضرات عہد رسالت میں احادیث کو صحائف میں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ اب ہم آپ کے مطالعہ میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ ہر کارِ مصلیٰ ﷺ کے زمانہ اقدس میں بالعموم صحابہ کرام احادیث لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناس من اصحابہ وانا معہم وانا اصغر القوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعبداً اقلیتبوا مقعدہ من النار فلما خرج القوم قلت کیف تحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سبتم ما قال وانتم تنہکون فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحکوا وقالوا یا ابن اخینا ان کل ما سبنا منہ عندنا فی کتاب۔ (۱)

میں دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اور میں ان سب سے عمر میں کم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ جب لوگ باہر نکلے تو میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے حدیث کے معاملہ میں کتنی شدید وعید فرمائی ہے اور آپ لوگ بھی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے: اے بھتیجے ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔

ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ احادیث کو لکھنے اور محفوظ کرنے کا کام عہد

(۱) حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ایتمی المتوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد (ج ۱، ص ۲-۱۵۱)

رسالت میں شروع ہو چکا تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے افعال اور احوال قلمبند کیا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض احادیث میں لکھنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ بعض مواقع کے ساتھ مخصوص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صورتوں میں لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ جن میں قرآن اور حدیث کے اشتباہ کا احتمال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کئے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا اور یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند داری میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نھیک نے آپ کی روایات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۰) احادیث مروی ہیں ان کی روایات کو دوسرے شاگردوں کے علاوہ کریب نے محفوظ کر لیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ دو ہزار دو چھیا سی احادیث کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں مسند داری میں ہے کہ ان کی مرویات کو ابان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں ان کی احادیث کو عروۃ بن الزبیر نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو ایک ہزار چھ سو تیس احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد اور داری میں ہے کہ ان کی روایات کو نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور حضرت جابر جو ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی مرویات کو قتادہ بن دعامة سوسی نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔

(۱) محمد بن سعد کاتب واقفی طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶

(۲) علامہ جلال الدین الخوارزمی الکفایۃ ص ۲۲۹

(۳) محمد بن سعد کاتب واقفی طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۷۲

مذکورۃ الصدر سطور میں چند مثالیں پیش کی ہیں ورنہ صحابہ کرام سے احادیث کا سماع اور روایت کرنے والے تمام حضرات احادیث کو ضبط تحریر میں لے آئے تھے۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسی طرح متفرق طور پر کتابت کے سہارے تدوین حدیث کا کام آگے بڑھتا رہا۔ احادیث کے یہ صحائف اور نوشتے کسی نقطہ پر مشترک اور کسی جہت سے مجمع نہ تھے۔ بغیر کسی ترتیب کے تابعین کرام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت آیا اور انہوں نے احادیث کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کام کیلئے انہوں نے معتمد اور مستند علماء کی ایک کمیٹی مقرر کی جن میں ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علاقوں سے احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ جمع کیا اور ابن شہاب زہری نے ان احادیث کو ترتیب دیا۔ تہذیب سے منظم اور منضبط کیا۔ احادیث کو جمع اور منظم کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرنے کی ابتداء بھی ابن شہاب زہری نے کی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو علم اسناد کا واضح کہا جاتا ہے۔<sup>۱</sup>

احادیث کی ترتیب اور تہذیب کا جو کام ابن شہاب زہری نے شروع کیا تھا۔ اس کام کو ان کے مایہ ناز تلامذہ برابر آگے بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے ایک نامور شاگرد امام مالک بن انس اصحبی نے احادیث کو باب وار ترتیب دے کر پہلا مجموعہ حدیث 'موطا' کے نام سے پیش کر دیا۔

موطا امام مالک کے علاوہ امام اعظم نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے لائق اور قابل صد فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا ہے۔

۱۔ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی ص ۷۳

۲۔ تقدمة المعرفة الكتاب الجرح والتعديل ص ۲۰

ان حضرات کے علاوہ دوسری صدی کے جن دوسرے متعدد بزرگ مصنفین نے فن حدیث میں کتابیں پیش کی ہیں ان میں سے بعض کی کتابیں یہ ہیں: سنن ابوالولید (۱۵۱ھ) جامع سفیان ثوری (۱۶۱ھ) مصنف ابی سلمہ (۱۶۷ھ) مصنف ابی سفیان (۱۹۷ھ) جامع سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) اور تیسری صدی کے جن مصنفین نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کی کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الام للشافعی (۲۰۴ھ) مسند احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) الجامع الصحیح للبخاری (۲۵۶ھ) الجامع الصحیح للمسلم (۲۶۱ھ) سنن ابوداؤد (۲۷۵ھ) الجامع للترمذی (۲۷۹ھ) سنن ابن ماجہ (۲۷۳ھ)

مضبوط اور مستحکم حوالہ جات کی روشنی میں ہم نے آپ کے سامنے عہد رسالت سے لے کر صحاح ستہ کے مصنفین تک تدوین حدیث کا ایک مربوط جائزہ پیش کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلمبند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔ یہاں تک کہ تیسری صدی میں مصنفین صحاح ستہ نے پہلے لوگوں کی خوبیوں کو نئے اضافوں کے ساتھ ضم کر کے ایک جامع اسلوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا۔

حدیث کی ضرورت حجیت اور تدوین پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام وغیرہ پر بھی گفتگو کر لی جائے۔

### تعریف حدیث

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ علم حدیث روایتیہ اور علم حدیث درایتیہ حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس علم کا موضوع خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاب

مقدسہ ہے اور علم حدیث از روئے درایت ذہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں۔ اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔ (۱)

### اقسام حدیث

حدیث کی تعریف کے بعد اس کی بعض ضروری اقسام کی تعریف پیش کی جاتی

ہے۔

مرفوع: جس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا

بیان ہو۔

موقوف: جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مقطوع: جس حدیث میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے رواۃ کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ

حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی

حضور علیہ السلام سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

معطل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

منقطع بمعنی اخص: دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا دو راویوں کو

متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔

مضطرب: سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔

مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ (اس کا

مقابل محفوظ ہے)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں۔ سعیدی غفرلہ

منکر: زیادہ ضعیف راوی جس راویت میں کم ضعیف کی مخالفت کرے۔ (اس کا مقابل معروف ہے)

معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادم ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ



سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں) اور یہ زیادتی حد تو اتر سے کم ہو۔ (۱)  
متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق  
علی الکذب عاۃً محال ہو۔

### اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع اور اقسام کافی زیادہ ہیں یہاں پر بعض ضروری اقسام کو  
بیان کیا جا رہا ہے۔

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح  
بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ  
ہیں۔ سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب جیسے بخاری اور ترمذی وغیرہ۔  
سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد و  
نسائی۔

مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن  
حنبل

معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔  
مستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کیلئے ان  
احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے جیسے مستخرج  
لابی نعیم علی البخاری۔

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو  
ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علیٰ یحسین۔

رسالہ: جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے  
(۱) غریب، عزیز اور مشہور ان میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب الزہد آداب میں اور ابن جریر طبری کی کتاب تفسیر میں۔

جز: جس کتاب میں صرف ایک ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسے امام بخاری کی جز القراءۃ خلف الامام۔

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام

محمد۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیئے جائیں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسة لابن العباس اور اطراف المزنی۔

### طبقات کتب حدیث

شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت، شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں جن کو ہم تلخیص کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔

۱- پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک۔

۲- دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت، شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہے۔ اس طبقہ کی اکثر کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہیں لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

۳- اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے۔ حدیث میں ان کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی

تصانیف میں دوسرے طبقہ کی نسبت ضعیف روایات زیادہ بلکہ بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن دارمی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور تصانیف طبرانی۔

۴۔ چوتھے طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو ہی مطلب ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہیں مل سکی اور یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت خفیہ دیکھ کر ترک کر دیا۔ جیسے دیلمی، ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہ کی تصانیف۔

### مراتب ارباب حدیث

سطور ذیل میں مراتب ارباب حدیث کا بیان کیا جاتا ہے۔

طالب: حدیث کا متعلم

شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً و سنداً اور اس کے روایوں کے احوال

جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

حجتہ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً و سنداً اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً و سنداً اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

### حدیث ضعیف کے افراد

جب حدیث کی سند میں کوئی طعن یا جرح پائی جائے تو وہ حدیث باعتبار سند کے

مطعون اور مجروح ہو جاتی ہے۔ سطور سابقہ میں اس کی چند اقسام بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً

مضطرب، منقطع، معلول، منکر، متروک، مبہم وغیرہم طعن کی یہ تمام اقسام حدیث ضعیف

میں داخل ہیں۔ البتہ ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور حدیث متروک یعنی جس کا

راوی متہم بالکذب ہو باقی اقسام کی بہ نسبت زیادہ شدید ضعف کی حامل ہوتی ہے اور یہ

بھی ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث کی سند میں متعدد وجوہ طعن ہوں۔ مثلاً وہ حدیث معلول

بھی ہو منکر بھی اور متروک بھی لیکن متعدد وجوہ طعن جمع ہونے کے باوجود بھی وہ حدیث ضعیف ہی رہے گی البتہ جس قدر وجوہ طعن زیادہ ہوں گے اس کا ضعف بڑھتا جائے گا۔ بتلانا یہ مقصود ہے کہ سند میں طعن اور جرح کی زیادتی اس کے وضع اور بطلان کو مستلزم نہیں ہوتی حدیث کو صرف اس وقت موضوع قرار دیا جائے گا جب اس کی سند میں کوئی وضاع راوی آجائے۔

### غیر صحیح کی تحقیق

بعض دفعہ محدثین حضرات کسی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لایصح یعنی یہ سند صحیح نہیں ہے۔ اس جملہ سے بعض ناواقف لوگ یہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع یا باطل ہے حالانکہ اصطلاح محدثین میں صحیح، غلط یا باطل کا مقابل نہیں ہوتا بلکہ صحیح کے مقابلہ میں صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف یہ سب شامل ہیں اور جب وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے یہ صحیح لذاتہ نہیں ہے اور ایسی صورت میں یہ صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحت کی نفی تو ضعف کو بھی مستلزم نہیں چہ جائیکہ صحت کی نفی سے وضع یا بطلان کا حکم لازم آئے۔ اس بحث کی نفیس تحقیق اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے رسالہ منیر العینین میں بیان فرمائی ہے۔

### متن اور سند میں احکام کا فرق

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا لیکن فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی میزان الاعتدال

میں بیان فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے عن ابراهیم بن موسیٰ المزوری عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ حدیث طلب العلم فریضۃ کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تمہید میں حافظ ابن البر نے حدیث الصلوٰۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ کو باطل کہا ہے لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ پس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

ان روایات الراوی الضعیف یكون فیہ الصحیح والضعیف  
والباطل فیکتبونها ثم یبیز اهل الحفظ والاتقان بعض ذالك  
من بعض وذاك سهل علیہم معروف عندهم وبهذا احتج  
السفیان الثوری حین نہی عن الروایة عن الكلبي فقیل له  
انت تروی عنه فقال انا اعرف صدقه من كذبه (۱)

ضعیف راوی کی روایات میں صحیح، ضعیف اور باطل ہر قسم کی احادیث ہوتی ہیں۔ محدثین ان تمام روایات کو لکھ لیتے ہیں پھر اہل علم ان کو تمیز دیتے ہیں اور یہ ان کیلئے آسان ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب ان سے کلبی کی روایات قبول کرنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے صدق اور کذب میں تمیز کر لیتا ہوں۔

### حدیث موضوع کا حکم

حدیث موضوع سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث موضوع کو بغیر بیان

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم ج ۱ ص ۲۱

وضع کے بیان کرنا جائز ہے۔ ایک حدیث متعدد ضعیف اسناد سے بیان کی جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک حدیث متعدد موضوع اسانید سے بیان کی جائے تو وہ پھر بھی موضوع رہتی ہے کیونکہ شرک کے ساتھ شرک مل جائے تو وہ پھر بھی شر ہی رہتا ہے۔

### احادیث سے ثابت ہونی والے امور کی تفصیل

احادیث سے جو مسائل اور احکام ثابت ہوتے ہیں جن کا تعلق حلت اور حرمت کے ساتھ ہو وہ چار قسم کے ہیں:

(۱) عقائد قطعیہ جیسے توحید و رسالت اور مبدء و معاد

(۲) عقائد ظنیہ جیسے انبیاء کی ملائکہ پر فضیلت اور قبر کے احوال۔

عقائد قطعیہ: ان کے اثبات کیلئے حدیث متواتر ہونی چاہئے۔ عام ازینکہ تواتر

لفظی ہو یا معنوی۔

عقائد ظنیہ: ان کے اثبات کیلئے اخبار آحاد کافی ہیں۔

احکام: ان کے اثبات کیلئے حدیث صحیح ہونی چاہئے یا کم از کم یہ کہ وہ حدیث حسن

لغیرہ سے کم نہ ہو۔

فضائل و مناقب: اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا بھی اعتبار کر لیا جاتا

ہے۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

انهم قدیر دون عنهم احادیث الترغیب و الترهیب و فضائل

الاعمال و القصص و احادیث الزهد و مکارم الاخلاق و

نحو ذلك مبالا تتعلق بالحلال و الحرام و سائر الاحکام

و هذا الضرب من الحدیث يجوز عند اهل الحدیث

و غیرهم الساهل فيه و رواية ماسوی لبوضوع منه و العبل به

لان اصول ذلك صحیحة مقررة فی الشرع معروفة عند اهلہ

و علی کل حال فان الائمة لا یردون عن الضعفاء شیا یحتجون

به على انفرادہ فی الاحکام۔

حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصص زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث راویت کرتے ہیں اور حلال و حرام کے احکام میں ان سے اصلاً راویت نہیں کرتے اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے راویت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح اور شرع میں ثابت ہے اور احکام سے متعلق حدیث میں جب کوئی ضعیف راوی متفرد ہو تو اس کی راویت سے ہرگز استدلال نہیں کیا جاتا۔

علامہ نووی کی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ فضائل اور مناقب میں ضعیف روایات کو قبول کیا جاتا ہے اور ان کے مقتضی پر عمل بھی ہوتا ہے البتہ احکام میں ضعاف کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن بعض صورتوں میں احتیاط کے پیش نظر احکام میں بھی ضعیف روایات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعاً واما الاحکام کالحلال والحرام والبیع والنکاح والطلاق و غیر ذلک فلا یعمل فیہا الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یكون فی احتیاط فی شیء کہا اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع او الانکحة۔ (۱)

حضرات محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال اور حرام کے احکام مثلاً بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں الا یہ کہ اس میں احتیاط

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم، ج ۱، ص ۲۱

ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔

### حدیث ضعیف کی تقویت

فضائل اعمال اور باب مناقب میں عموماً احادیث ضعیفہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان بعض قرآن کا ذکر کر دیا جائے جن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ضعف جاتا رہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے چنانچہ تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ مرقوم ہے۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے بھی فتح القدر (ج ۱، ص ۲۲۸ مطبع مصر) میں اس کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور علامہ شعرانی لکھتے ہیں:

وقد احتج جمهور المحدثين بالحدیث الضعیف اذا كثرت

طرقه ولحقوه بالصحيح تارة وبالحسن اخرى (۱)

جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو جمہور محدثین اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو گاہ صحیح کے ساتھ اور گاہ حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب کسی حدیث ضعیف کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحه كفا في

التحرير وغيره. (۲)

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث

(۱) امام عبدالوہاب الشعرانی، میزان الشریعۃ الکبریٰ، ج ۱، ص ۶۸

(۲) علامہ ابن عابدین شامی، مرقاۃ المفاتیح، ج ۲، ص ۱



کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جس طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی حدیث ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ امام ترمذی حدیث: اذا اتى احدكم الصلوة والامام على حال الحديث کے تحت لکھتے ہیں: هذا حديث غريب لا نعرف احدا اسنده الا ماروى من هذا الوجه والعمل على هذا عند اهل العلم۔ ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووى اسناده ضعيف نقله ميرك فكان الترمذى يريد

تقوية الحديث بعمل اهل العلم (۱)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ فرما رہے ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات صالحین کے عمل سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے یہ حدیث تقویت پاگئی۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھتے ہیں:

قال البيهقي كان عبد الله بن المبارك يصليها وتداولها

الصالحون بعضهم عن بعض وفي ذلك تقوية للحديث

المرفوع (۲)

علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک صلوٰۃ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے تمام علماء اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے رہے۔ اس

(۱) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ ج ۳ ص ۹۸

(۲) مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۲ھ الاثار المرفوعة ص ۲۳

وجہ سے اس حدیث مرفوع کو تقویت حاصل ہوگئی۔

اس کے علاوہ تجربہ اور کشف سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے اسی بحث میں ابن عربی کے کشف سے ایک حدیث کی تقویت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

### روایات مختلفہ میں مذاق ائمہ

جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوں تو اس سلسلہ میں تتبع اور تلاش سے جو ائمہ اربعہ کا مسلک معلوم ہو سکا ہے۔

وہ یہ ہے کہ امام اعظم ایسی صورت میں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہر روایت پر کسی نہ کسی صورت میں عمل ہو جائے اور جب تطبیق نہ ہو سکے تو اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلام اور اصول روایت کے قریب تر ہو۔ امام شافعی ایسی شکل میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام مالک تعارض کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو اور امام احمد متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

### مشہور حفاظ

سطور ذیل میں ہم چاروں مسلکوں کے مشاہیر حفاظ کے اسماء پیش کر رہے ہیں۔  
 احناف: حافظ ابو بشر دولابی، حافظ اسحاق بن راہویہ، حافظ ابو جعفر طحاوی، حافظ ابن ابی العوام سعدی، حافظ ابو محمد حارثی، حافظ عبد الباقی، حافظ ابو بکر رازی بھاص، حافظ ابو نصر کلابازی، حافظ ابو محمد سمرقندی، حافظ شمس الدین سروجی، حافظ قطب الدین حلبی، حافظ علاؤ الدین ماردینی، حافظ جمال الدین ذیلیعی، حافظ علاؤ الدین مغلطای، حافظ بدر الدین عینی، حافظ قاسم بن قطلوبغا وغیرہم۔

شوافع: حافظ دارقطنی، حافظ بیہقی، حافظ خطابی، حافظ عزالدین ابن سلام، حافظ ابن دینق العید، حافظ عراقی، حافظ ذہبی، حافظ مزنی، حافظ ابن اثیر جزری، سبکی، بیہقی، ابن حجر وغیرہم۔

مالکیہ: حافظ حسین بن اسماعیل، حافظ رحیمی، حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابوالولید الباجی، حافظ قاضی ابوبکر العربی، حافظ عبدالحق، حافظ قاضی عیاض، حافظ مازری، حافظ ابن رشد، حافظ ابوالقاسم سہیلی وغیرہم۔

حنابلہ: حافظ عبدالغنی المقدسی، حافظ ابوالفرج بن الجوزی، حافظ ابن قدامہ، حافظ ابن رجب وغیرہم۔

## امام ترمذی

امام ابو عیسیٰ ترمذی عابد و زاہد بے مثال حافظہ کے مالک اور یگانہ روزگار محدث تھے۔ ادریسی نے کہا ابو عیسیٰ ترمذی ان ائمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جامع توارخ اور علل کی تصنیف کی وہ ایک ثقہ عالم تھے اور ایسا حافظہ رکھتے تھے کہ لوگ حفظ میں ان کی مثال دیا کرتے تھے۔ (۱) امام ترمذی بے حد عبادت گزار اور پرسوز دل کے مالک تھے۔ یوسف بن احمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ کثرت گریہ و زاری کے سبب وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ (۲)

امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد تھے۔ نصر بن محمد خود امام ترمذی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے اور عمران بن علان نے کہا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فوت ہونے کے بعد اہل خراسان کے لئے علم و عمل میں امام ترمذی جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ (۲)

### ولادت اور سلسلہ نسب

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن سلمی ترمذی ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے جو دریائے جیحون کے قریب واقع ہے۔

(۱) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۸

(۲) ایضاً ص ۳۸۹

## کنیت ابو عیسیٰ

امام ترمذی کا نام محمد اور کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ جامع ترمذی میں انہوں نے اپنے نام کی بجائے کنیت کو اختیار کیا ہے اور جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے پوری سند کے ساتھ اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ”عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا“۔ اس روایت کے سبب بعض علماء نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت ابو عیسیٰ سے نہ منع فرمایا ہے نہ اس کو ناپسند کیا ہے بلکہ صرف ایک امر واقعی کا بیان فرمایا ہے کہ واقعہ میں حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔

ثانیاً یہ کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان مزاح کے قبیل سے تھا جیسا کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ کہنے لگا حضور اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دے گا۔ آپ نے فرمایا: ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

کنیت ابو عیسیٰ کے سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی کنیت بھی ابو عیسیٰ تھی۔ جب حضرت عمر کو اس کنیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کنیت کو ناپسند فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا کہ ان کی کنیت حضور نے رکھی تھی تو حضرت عمر نے اس کو حضور کی خصوصیت قرار دیا اور اس کنیت سے بدستور منع کرتے رہے لیکن اس استدلال میں بھی کچھ جان نہیں ہے کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی یہ کنیت خود حضور علیہ السلام نے رکھی تھی اور حضرت عمر کا اس کو حضور کی خصوصیت قرار دینا اس وقت معتبر ہوتا جب حضور علیہ السلام نے اس کنیت سے منع فرمایا ہوتا۔ نیز یہاں اب کا لفظ ابوت کے معنی میں ہے ہی نہیں۔

## امام ترمذی کے ہم نام

امام ترمذی کے ایک ہم نام حکیم ترمذی ہیں۔ بسا اوقات بعض ناواقف لوگ حکیم ترمذی کی روایات کو امام ترمذی کی روایات خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اکثر ضعیف اور غیر معتبر روایات جمع کی ہیں اور امام ترمذی کی جامع صحیح میں اکثر صحیح اور معتبر روایات ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ ترمذی نام کے تین مشاہیر اعلام گزرے ہیں:

- ۱- امام ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع الصحیح المتوفی ۲۷۹ھ
- ۲- ابوالحسن احمد بن الحسن بن جنید الترمذی المتوفی ۲۴۵ھ۔ یہ ترمذی کبیر کے نام سے مشہور تھے اور امام بخاری اور امام ترمذی کے استاذ تھے۔ (۱)
- ۳- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی المتوفی ۳۵۵ھ۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کے قائل تھے۔ اس عقیدہ کے سبب ان کو ترمذ سے نکال دیا گیا۔ پھر یہ بلخ چلے گئے۔ جہاں ان کے ہمنوا مل گئے۔ (۲) ان کی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول بہت مشہور ہے جس میں ۲۸۸ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حافظ سیوطی نے ان پر زیادتی بھی کی ہے۔ (۳)

## اساتذہ

امام ترمذی نے حصول علم کی خاطر خراسان، عراق اور حجاز کے متعدد شہروں کا سفر کیا اور اپنے وقت کے بہترین افاضل، علوم حدیث کے ماہرین اور جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: قتیبہ بن سعید، ابو مصعب، ابراہیم بن عبد اللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ اسدی، سوید بن نصر، علی

(۱) امام عبد اللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۳۶

(۲) امام عبد اللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۵

(۳) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۷

بن حجر، محمد بن عبد الممالک بن ابی شوارب، عبد اللہ بن معاویہ، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابو داؤد۔ (۱)

### تلامذہ

امام ترمذی کے تلامذہ کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان میں سے بعض حضرات کا ذکر کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

ابو حامد احمد بن عبد اللہ بن داؤد مروزی، یثیم بن کلیب شامی، محمد بن محبوب، ابوالعباس محبوبی مروزی، احمد بن یوسف نسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ، داؤد بن نصر بن سہیل بزروی، عبد بن محمد بن محمود نسفی، محمد بن نمیر، محمد بن محمود، محمد بن مکی بن فوج، ابو جعفر محمد بن سفیان بن نصر نسفی، محمد بن منذر ابن سعید ہروی اور امام بخاری۔ (۲)

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں دو ایسی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا امام بخاری نے امام ترمذی سے سماع کیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱- حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ناعفان نأحفص بن غياث بن حبيب بن ابی جبرة عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قول اللہ عزوجل ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها قال اللينة النخلة وليخزي الفاسقين قال استنزلوهم من حصونهم قال وامروا بقطع النخل فحك في صدورهم فقال المسلمون قد قطعنا بعضا وتركنا بعضا فلنستلن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل لنا فیها قطعنا من اجر وهل علينا فیها نزکنا من وزر فانزل اللہ ما قطعتم

(۱) امام ذہبی متوفی ۴۸۷ھ تذکرة الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۷

من لينة اوتركتوها قائبة على اصولها الاية هذا حديث حسن غريب وروى بعضهم هذا الحديث عن حفص بن غياث عن خبيب بن ابي عمرة عن سعيد بن جبیر عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا قال ابو عيسى سماع مني محمد بن اسماعيل هذا الحديث (۱)

۲- حدثنا علي بن المنذرنا ابن فضيل عن سالم بن ابي حفصه عن عطيه عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي يا علي لا يحل لاحدان يجنب في هذا المسجد غيري و غيرك قال علي بن المنذر قلت لضرار بن صردما معني هذا الحديث قال لا يحل لاحد يستطرقة جنبا غيري و غيرك هذا حديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجه وقد سماع محمد بن اسماعيل مني هذا الحديث واستغربه. (۲)

### بے مثل حافظہ

امام ترمذی غضب کا حافظہ رکھتے تھے۔ ان کی قور۔ حفظ سے متعلق ایک واقعہ عام تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے۔ خود امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ سے ان کی احادیث کے دو جز نقل کیے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں وہ میرے ہمراہ تھے۔ مجھے اب تک ان اجزاء کی دوبارہ جانچ پڑتال کا موقع نہیں ملا تھا۔ میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ ان احادیث کی قرأت کریں اور میں سن کر ان کا مقابلہ کرتا جاؤں۔ شیخ نے منظور فرمایا پھر میں نے ان اجزاء کو اپنے سامان میں تلاش کیا مگر وہ نہ

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متونی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح، ص ۴۷۴

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متونی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح، ص ۵۳۵



مل سکے۔ بالآخر میں نے ان اجزاء کی مثل سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیے اور شیخ سے قرأت کی درخواست کی۔ شیخ قرأت کرتے رہے اور میں اپنے ذہن میں ان احادیث کو محفوظ کرتا رہا۔ اتفاقاً شیخ کی نظر ان سادہ کاغذوں پر پڑ گئی اور وہ ناراض ہو کر کہنے لگے تم کو شرم نہیں آتی مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ پھر میں نے سارا ماجرا سنا کر اپنا عذر پیش کیا اور کہا کہ آپ کی سنائی ہوئی تمام احادیث مجھے محفوظ ہو گئی ہیں۔ شیخ نے کہا سناؤ اور میں نے وہ تمام احادیث من وعن سنا ڈالیں۔ شیخ نے دوبارہ امتحان لینے کیلئے چالیس ایسی احادیث پڑھیں جو صرف ان سے روایت کی جاتی تھیں۔ امام ترمذی نے ان احادیث کو بھی اسی طرح ترتیب وار سنا ڈالا۔ اس پر شیخ نے انہیں تحسین و آفرین کرتے ہوئے بے اختیار کہا ”ما رأیت مثلك“ میں نے تمہاری مثل آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ (۱)

### ابن حزم کا انکار

ابو محمد ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ نے الصال میں امام ترمذی کو مجہول قرار دیا ہے کیونکہ غیر مقلدین حضرات کیلئے ابن حزم امام اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے انہیں اس کے انکار پر تعجب ہوا اور انہوں نے ابن حزم کے قول کی تاویلات اور توجیہات کرنی شروع کر دیں لیکن ہمارے لیے یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہے کیونکہ ابن حزم نے محلی میں امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہم مجتہدین کرام کیلئے جگہ جگہ کذب اور سفاہت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ پس جو شخص ان جیسے صحائے امت اور ائمہ دین کیلئے کذب اور سفاہت کے الفاظ لاسکتا ہے ایسے زبان دراز شخص کیلئے امام ترمذی کو مجہول کہہ دینا کیا بڑی بات ہوگی۔

### تصانیف

درس و تدریس کی بے پناہ مصروفیات اور کثرت مشاغل کے باوجود امام ترمذی

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۸

سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں:

- (۱) جامع ترمذی (۲) کتاب العلل (۳) کتاب التاریخ  
(۴) کتاب الزہد (۵) کتاب الاسماء والکنی (۶) کتاب الشمائل النبویہ۔

### وفات

۱۳ رجب ۲۷۹ھ کو مقام ترمذ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس سال جن اور مشاہیر محدثین کا وصال ہوا ان کے اسماء یہ ہیں۔ محدث ابن خلیل بن ثابت، ابو جعفر برجلانی، ابراہیم بن عبد اللہ العبسی الکوفی، محدث مکہ ابو یحییٰ عبد اللہ بن احمد بن ابی مسرۃ، محدث جعفر بن محمد بن شاکر۔ (۱)

(۱) شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ تذکرہ الحفاظ ج ۲، ص ۶۳۵

## جامع ترمذی

امام ابو عیسیٰ ترمذی کی جامع صحیح، ترتیب صحاح کے لحاظ سے نسائی اور ابوداؤد کے بعد آتی ہے لیکن اس کو اپنی جودت ترتیب افادیت اور جامعیت کی وجہ سے جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کے سبب اس کو عام طور پر بخاری اور مسلم کے بعد شمار کیا جاتا ہے چنانچہ حاجی خلیفہ اس کا ثالث الکتب السنۃ کے عنوان سے کشف الظنون میں ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے۔ نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے۔ مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔

شیخ ابواسماعیل ہروی نے کہا کہ میرے نزدیک ابو عیسیٰ ترمذی کی کتاب بخاری اور مسلم کی کتابوں سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے اس کا سبب بتلاتے ہوئے کہا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے سوا ماہرین علوم حدیث کے اور کوئی شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ بخلاف صحیح ترمذی کے کیونکہ یہ کتاب فقہاء، محدثین اور عام علماء کیلئے یکساں مفید ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کے بعد علماء حجاز پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو پسند کیا۔ پھر علماء خراسان پر پیش کیا تو انہوں نے بھی اس کو تحسین کی نظر سے دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو وہ

یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں نبی کلام کر رہا ہے۔ (۱)

تسمیہ صحیح  
صحیح ترمذی کے نام میں اختلاف ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ اس کو سنن ترمذی کہتے ہیں لیکن اس کا زیادہ مشہور نام الجامع الصحیح ہی ہے۔ سنن اصطلاح حدیث میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی ترتیب ابواب فقہ کی طرز پر کی گئی ہو اور چونکہ ترمذی کی ترتیب اسی طور پر ہے اس لیے اس کو سنن کہنا بھی درست ہے۔ رہا الجامع الصحیح کہنے میں ترمذی کے جامع ہونے میں تو کوئی کلام نہیں البتہ صحیح کہنے پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس میں حسن اور ضعیف روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ پھر اس کو صحیح کہنا کیونکر درست ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس کو صحیح تغلیباً کہا گیا ہے۔

### اسلوب

امام ترمذی نے اپنی جامع کی ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اس قدر عمدہ اور مفید ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کو تمام کتب صحاح میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ سطور ذیل میں ہم جامع ترمذی کی چند خصوصیات بمع امثلہ پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد ائمہ مذاہب کے اقوال اور ان کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے سلمہ بن قیس سے ایک روایت ذکر کی: اذا توضات فانثرو اذا ستجموت فاورتر۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:

واختلف اهل العلم فيمن ترك البضضة والاستنشاق فقال طائفة منهم اذا تركها في الوضوء حتى صلى اعادوراً واذالك في الوضوء والجنابة سواء وبه يقول ابن ابى ليلى و عبد الله بن مبارك و احمد واسحاق و قال احمد الاستنشاق او كد

(۱) حافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

من البضضة قال ابو عيسى طائفة من اهل العلم يعيد في  
الجنابة ولا يعيد في الوضوء وهو قول سفیان الثوری و بعض  
اهل الكوفة وقالت طائفة لا يعيد في الوضوء ولا في الجنابة  
لانها سنة من النبي صلى الله عليه وسلم فلا تجب الاعادة على  
من تركها في الوضوء ولا في الجنابة وهو قول مالك وشافعي. (۱)

۲- امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں یہ التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف  
ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔ البتہ دو حدیثیں ایسی  
ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ پہلی  
حدیث یہ ہے: عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم  
بين الظهر و العصر و بين المغرب و العشاء بالمدينة من غير خوف ولا  
مطر۔ لیکن اس حدیث کو اگر جمع صوری پر محمول کر دیا جائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں اسی طرح  
مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا تو یہ  
حدیث ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں رہتی۔ دوسری حدیث یہ ہے: عن  
معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر فا  
جلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه۔ چوتھی بار شراب پینے پر کسی شخص کو بطور حد قتل  
کر دینا بے شک کسی امام کا مذہب نہیں ہے لیکن اگر اس قتل کو تعزیر پر محمول کر دیا جائے تو  
یہ ائمہ مذاہب میں سے کسی کی خلاف نہیں ہے۔ اس تحقیق سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ  
جامع ترمذی کی تمام احادیث معمول بہا ہیں اور انہوں نے اس کتاب میں کوئی حدیث  
ایسی ذکر نہیں کی جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو۔ (۲)

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۰

(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۲۷

(۳) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۷

۳- جب ایک حدیث کئی صحابہ سے مروی ہو تو جس صحابی سے اس حدیث کی روایت مشہور ہو، امام ترمذی اس صحابی کی روایت ذکر کرتے ہیں اور باقی صحابہ کی روایات کی طرف وفی الباب عن فلاں و عن فلاں کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن انس بن مالك قال قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء قال اللهم اني اعوذ بك من الخبث والخبائث۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفي الباب عن علي وزيد بن ارقم وجابر وابن مسعود۔ پھر اپنی روایت کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔ قال ابو عيسى: حديث انس اصح شيء في هذا الباب واحسن۔ امام ترمذی کے اس طریقہ سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ باب کی غیر مشہور روایات بھی علم میں آ جاتی ہیں۔ ثانی یہ کہ بسا اوقات بعض غیر مشہور روایات کی کسی علت کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہی حدیث جس کو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جس کے بعد فرماتے ہیں کہ وفی الباب عن علی و زید بن ارقم و جابر بن مسعود۔ اس میں زید بن ارقم کے بارے میں لکھتے ہیں: و حدیث زید بن ارقم فی اسنادہ اضطراب اور پھر تفصیل سے وجہ اضطراب بیان کر دی ہے۔ ثالث یہ کہ بعض اوقات غیر مشہور روایات کے متن میں کوئی زیادتی یا کمی ہو تو اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ عن جابر بن عبد الله قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان نستقبل القبلة ببول فرايته قبل ان يقبض بعام يستقبلها۔ پھر لکھتے ہیں: وفي الباب عن ابي قتاده و عائشه و عمار۔ اس کے بعد انہوں نے ابو قتادہ کی روایت ذکر کی ہے جس کے متن میں کمی ہے۔ لکھتے ہیں: عن ابي قتاده انه راى النبي صلى الله عليه وسلم يبول مستقبل القبلة اخبرنا بذلك قتيبة قال نابذالك ابن لهيعة۔ اس کے بعد مشہور روایات کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔ و حدیث جابر عن النبي صلى الله

عليه وسلم اصح من حديث ابن لهيعة وابن لهيعة ضعيف عند اهل  
الحديث۔ (۲۱)

۳۔ امام ترمذی کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کی روایت ذکر کرنے کے  
بعد وفی الباب عن فلان کہتے ہیں تو فی الباب کے تحت اس صحابی کا نام ذکر نہیں  
کرتے جس کی روایت اصالتہ باب کے تحت لاتے ہیں لیکن بعض جگہ انہوں نے اس  
طریقہ کے خلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابی سعید الخدری  
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الجنة شجر یسیر الراكب فی  
ظلها مائة عام۔ الحدیث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: وفی الباب عن ابی سعید  
لیکن اس جگہ ابو سعید کی روایت سے وہ روایت مراد نہیں ہے جس کا امام ترمذی پہلے ذکر  
کر چکے ہیں بلکہ ایک اور روایت ہے۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم انه قال له رجل یارسول اللہ ما طوبی قال شجرة  
مسيرة مائة الحدیث (یہ روایت موارد النظمین میں ہے) (۲۳)

۴۔ امام ترمذی مکمل سند بیان کرنے کے بعد انواع حدیث میں سے اس حدیث  
کی نوع کا بیان کر دیتے ہیں کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف ہے۔ مثلاً  
روایت کرتے ہیں: حدثنا بندار حدثنا ابو احمد ناسفیان عن معمر عن قتاده  
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نساءہ فی  
غسل واحد۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث  
صحیح۔ حسن کی مثال یہ ہے: حدثنا علی بن حجرنا عبد الرحمن بن ابی  
الزناد عن ابیہ عروہ بن الزبیر عن المغیرہ بن شعبہ قال رایت النبی

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۶۱

(۳) الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی المتوفی ۸۰۷ھ موارد النظمین رواد ابن حبان ص ۶۵۲

(۴) ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۷

صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین علی ظاہر ہما قال ابو عیسیٰ  
 حدیث المغیرہ۔ حدیث حسن اور ضعیف کی مثال یہ ہے: حدثنا قتیبہ قال  
 ثنا رشدین بن سعد عن عبدالرحمن بن زیاد بن انعم عن عتبہ بن حمید  
 عن عبادہ بن نسیی عن البرحمان بن غنم عن معاذ بن جبل قال رایت  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضاء مسح وجہہ بطرف ثوبہ قال  
 ابو عیسیٰ ہذا حدیث غریب و اسنادہ ضعیف و رشدین بن سعد و  
 عبدالرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی یضعفان فی الحدیث۔ (۳۲۱)

۵۔ اگر کوئی حدیث مضطرب ہو تو تعیین کر دیتے ہیں کہ اضطراب سند میں ہے یا  
 متن میں اور بسا اوقات وجہ اضطراب بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت  
 کرتے ہیں۔ حدثنا جعفر بن محمد بن عمران الثعلبی الکوفی نازید بن  
 حباب عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید الدمشقی عن ابی ادريس  
 الخولانی و ابی عثمان بن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم من توضاء فاحسن الوضوء ثم قال اشهدان لا اله الا الله  
 وحده لا شریک له و اشهدان محمدا عبده و رسوله الحدیث۔ اس حدیث  
 کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں: و ہذا حدیث فی اسنادہ اضطراب اور  
 وجہ اضطراب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن صالح وغیرہ نے زید بن حباب کی مخالفت کی  
 ہے اور سند یوں ذکر کی ہے: عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن ابی  
 ادريس عن عقبہ بن عامر عن عمر اور بعض کا یوں ذکر کیا ہے: عن ابی عثمان  
 عن جبیر بن نفیر عن عمر۔ خلاصہ یہ ہے کہ زید بن حباب کی روایت سے پتہ چلتا

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۱

(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۴

(۳) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۴



ہے کہ ادریس اور ابو عثمان ان دونوں اور حضرت عمر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے اور عبد اللہ بن صالح وغیرہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابو ادریس اور حضرت عمر کے درمیان عقبہ بن عامر کا اور ابو عثمان اور حضرت عمر کے درمیان جبیر بن نفیر کا واسطہ ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث مضطرب السند ہوگئی۔ (۱)

۵۔ جو حدیث معلول ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات اس کی علت خفیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابو الولید الدمشقی ناوید بن مسلم اخبرنا ثور بن یزید عن رجاء بن حیوة عن کاتب المغیرة عن المغیرة بن شعبه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح اعلی الخف و اسفله۔ اس حدیث کے ذکر کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: ہذا حدیث معلول اور وجہ اعلال کے بارے میں فرماتے ہیں: لم یسندہ عن ثور بن یزید غیر الولید بن مسلم۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث دراصل مرسل ہے کیونکہ ثور بن یزید کے تمام شاگرد اپنی اسانید میں مغیرہ بن شعبہ کا ذکر نہیں کرتے اور کاتب مغیرہ کی حضور علیہ السلام سے اس حدیث کی مرسل روایت کرتے ہیں جن سے معلوم ہوا کہ اصل میں یہ حدیث مرسل ہے۔ اس کے برخلاف ثور بن یزید کے صرف ایک شاگرد ولید بن مسلم اس حدیث کو عن کاتب المغیرة عن المغیرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ موصولاً روایت کرتے ہیں اور حدیث مرسل کو موصول بیان کرنا یہی وہ علت خفیہ ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلول قرار پائی۔ (۲)

۶۔ اگر کوئی حدیث منقطع ہو تو امام ترمذی اس کے عدم انقطاع کی تصریح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات عدم انقطاع کی وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت

(۱) ابویسیٰ الترمذی المتونی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۳

(۲) ابویسیٰ ترمذی المتونی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۰

کرتے ہیں: حدثنا علی بن حجرنا اسماعیل بن ابراہیم عن عبد اللہ بن الحسن عن امہ فاطمة بنت الحسين عن جدتهما فاطمة الكبرى قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وقال رب اغفر لي ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك الحديث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عيسى 'حديث فاطمة حديث حسن وليس اسناده بمتصل اور اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن نے حضرت سیدنا فاطمہ الکبریٰ کو نہیں پایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صرف چند ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ (۱)

۷۔ جو حدیث غیر محفوظ اور شاذ ہو امام ترمذی اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ شذوذ بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا عبد الله ابن ابی زیاد نازید بن حباب عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج ثلث حج جحتمین قبل ان یہاجر وجحة بعد ماہا جر الحدیث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: هذا حدیث غریب من حدیث سفیان لانعرفه الامن حدیث زید بن حباب الی ان قال وسالت محمدا عن هذا فلم یعرفه من حدیث الثوری عن جعفر عن ابیہ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتہ لایعد هذا الحدیث محفوظا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شاذ اور غیر محفوظ وہ ہوتی ہے جس میں ثقہ راوی اوثق کی مخالفت کرے یا ایک ثقہ شخص متعدد ثقہ لوگوں کی مخالفت کرے۔ اس حدیث کی وجہ شذوذ امام ترمذی نے امام بخاری سے یہ نقل کی ہے کہ اس حدیث کو دوسرے ثقہ راویوں نے سفیان ثوری سے مرسل روایت کیا ہے اور صرف زید بن حباب نے اس کو سفیان سے موصولاً روایت کیا ہے۔ (۲)

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۳

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۰

۸- جو حدیث منکر ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے: حدثنا بشر بن معاذ العقدي البصري ناايوب بن واقد الكوفي عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نزل على قوم فلايصوم من تطوعا الا باذنهم۔ اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عيسى هذا حدیث منكر لا نعرف احدا من الثقات روى هذا الحديث عن هشام بن عروه۔ خلاصہ یہ ہے کہ منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں غیر ثقہ راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اس سند کے راوی ضعیف ہیں اور ہشام بن عروہ سے اس حدیث کی روایت میں کوئی ثقہ راوی ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ (۱)

۹- بعض دفعہ امام ترمذی ایک اسناد سے ایک صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں اور وہی حدیث بعض دوسری اسانید سے مدرج ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے: حدثنا قتيبة ناالليث عن ابن شهاب عن عبیدالله بن عبد الله ان ابن عباس اخبره ان الصعب بن جثامه اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر به بالابواء او بودان فاهدى له حمارا وحشيا فرده عليه فلما راى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكراهية قال انه ليس بنارد عليك وانا حرم۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں۔ وقد روى بعض اصحاب الزهري عن الزهري هذا الحديث وقال اهدى له لحم حمار وحش وهو غير محفوظ حدیث مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن میں راوی اپنے پاس سے کچھ الفاظ داخل کر دے اور اصحاب زہری کی روایت میں ایسا ہی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں فاهدی له حمارا وحشيا کے الفاظ ہیں اور اصحاب زہری نے لحم کا لفظ زیادہ کر کے اهدى له لحم حمار وحش روایت کیا گیا

(۱) ابو عيسى ترمذی متونی ۲۷۹ ج ۱ جامع ترمذی ص ۱۳۶

۱۰۔ بعض دفعہ امام ترمذی کثرت طرق کا اظہار کرنے کیلئے حدیث ایک سند کے ساتھ مرفوعاً ذکر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ موقوف ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کے وقف کی تصریح کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات و علیہ صیام شہر فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر لا نعرفہ مرفوعاً الا من ہذا الوجه والصحیح عن ابن عمر موقوف قولہ (۲)

۱۱۔ اگر حدیث بعض طرق کے لحاظ سے غریب اور بعض کے لحاظ سے مشہور ہو تو

اس کا بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتوضوء لکل صلوٰۃ طاہراً و غیر طاہراً قال قلت لانس فکیف کنتم تصنعون انتم قال کنانتم وضوء وضوء احدا۔ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث حسن غریب والمشہور عند اہل الحدیث حدیث عمرو بن عامر۔ (۳)

۱۲۔ امام ترمذی عام طور پر حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہذا حدیث حسن صحیح یا ہذا حدیث حسن غریب یا ہذا حدیث حسن صحیح غریب پہلی صورت میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح دو مستقل قسمیں ہیں اور اقسام آپس میں متباہن ہوتی ہیں تو ایک حدیث حسن اور صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیح اور حسن کے جمع ہونے میں کوئی تعدد نہیں اس لئے کہ حدیث کا حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہونا عین ممکن ہے۔ لیکن یہ جواب قطعاً باطل اور

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۵

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۲۷

(۳) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۴

مردود ہے کیونکہ صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ حسن لذاتہ حسن لغیرہ اور ضعیف ایک مقسم کے اعتبار سے متعدد اقسام ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں ان میں سے کوئی سی بھی دو قسمیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ صحیح لغیرہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کے ضبط میں کچھ کمی ہو اور تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا کر لیا جائے اور حسن لذاتہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا نہ کیا جائے۔ اس تقدیر پر ایک روایت کے صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تعدد طرق ہوں اور نہ ہوں اور یہ اجتماع نقیضین ہونے کی وجہ سے محال ہے۔ (۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث کے راویوں کے اوصاف میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض اقوال کے لحاظ سے وہ حدیث حسن اور بعض کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف اور مخدوف ہے۔ ثانی یہ کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی اور ایک سند کے لحاظ سے حسن اور دوسری کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف واؤ مخدوف ہے۔

اس سوال کے چند اور جواب بھی منقول ہیں۔ حافظ عماد الدین نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان متوسط ہے اس لیے ان دونوں قسموں کا ذکر کر دیا۔ شمس الدین جزری نے کہا کہ اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیح کے مشابہ ہو اس لیے اس پر دونوں وصفوں کا اطلاق جائز ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا حسن سے مراد راوی کی صفت عدالت ہے اور صحیح سے مراد اس کی صفت ضبط ہے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور حسن کے بعد صحیح باعتبار تاکید کے لائے ہیں اور بعض

(۱) محمد عبده الفلاح فیروز پوری و عبدالرحمان مبارکپوری صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین ص ۱۴۵ مقدمہ تحفۃ

نے کہا حسن اسناد کا وصف ہے اور صحیح اس کا حکم ہے۔

امام ترمذی جس حدیث کے بعد ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حدیث حسن وہ ہوتی ہے جو طرق متعددہ سے مروی ہو کیونکہ وہ خود کتاب العلیل میں لکھتے ہیں: وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنا به حسن اسنادہ عندنا اذ کل حدیث یروی لایکون راویہ متہما بالكذب ویروی من غیر وجہ نحو ذالک ولا یكون شاذاً فهو عندنا حسن (۱) اور حدیث غریب صرف ایک طریقہ سے مروی ہوتی ہے۔ پس ایک حدیث حسن اور غریب دو متضاد وصفوں کی حامل کیسے ہو سکتی ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب میں فرمایا کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحیں ہیں۔ ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں ہے اور ایک امام ترمذی کی جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی جس جگہ ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں حسن کا لفظ جمہور کی اصطلاح پر ہے لہذا غرابت اس کے منافی نہیں ہے اور جس جگہ فقط ہذا حدیث حسن کہتے ہیں وہ ان کی اپنی اصطلاح پر ہے۔ (۱)

۱۳۔ بسا اوقات امام ترمذی سند کے بعض راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا المقرئ قالنا یحییٰ بن ایوب عن زید بن جبیر عن داؤد بن حصین عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یصلی فی سبع مواطن الحدیث۔ اس کے بعد ذکر کرتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر اسنادہ لیس بذاک القوہ وقد تکلم فی زید بن جبیر من قبل حفظہ۔ اس حدیث میں امام ترمذی نے زید بن جبیر کے حافظہ پر جرح کی ہے۔ (۲)

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۶۵

(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۷

۱۴۔ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی مجہول ہو تو امام ترمذی اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا هنادنا شريك عن ابي فزاره عن ابي زيد عن عبد الله بن مسعود قال سألني النبي صلى الله عليه وسلم مافي ادواتك فقلت نبيذ فقال ثمرة طيبة وماء طهور قال فتوضا منه۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے ابو زید امام ترمذی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: و ابو زيد رجل مجہول عند اهل الحديث۔ (۱)

۱۵۔ اور اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی منکر الحدیث ہو تو اس کی بھی تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا نصر بن علي واحمد بن عبيد الله السلمى البصرى قالانا ابو قتيبه۔ مسلم بن قتيبة عن الحسن بن علي الهاشمي عن عبد الرحمن عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال جاءني جبرئيل فقال يا محمد اذا توضات فانتضح۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: و سمعت محمد يقول الحسن بن علي الهاشمي منكر الحديث۔ (۲)

۱۶۔ عام طور پر جو راوی کنیت یا نسبت کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں۔ ان کے اسماء اور کنی کی وضاحت خاص اہتمام سے کرتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: ابو صالح والد سهيل هو ابو صالح السمان واسمه ذكوان۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں: و ابو ايوب اسمه خالد بن زيد اور نسبت کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ و الزهري اسمه محمد بن مسلم بن عبيد الله بن شهاب الزهري و كنية ابوبكر۔ (۳)

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۹

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۳

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۶۶

(۳) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

۱۷۔ اگر کسی راوی کے اسم میں اختلاف ہو تو اس کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: ابوالملیح بن اسامة اسمہ عامر ويقال زيد بن اسامة بن عمير الهذلي۔ اسی طرح لکھتے ہیں: ابو هريره اختلفوا في اسمه فقالوا عبد شمس وقالوا عبد الله بن عمر۔ (۱)

۱۸۔ اگر ایک وصف کے ساتھ دو راوی مشہور ہوں تو امام ترمذی ان کے اسماء اور مراتب کا فرق بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وصف صنابحی کے ساتھ دو راوی مشہور ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: والصنابحی الذی روی عن ابی بکر الصدیق لیس له سماع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسمہ عبدالرحمان بن عسلة ویکنی ابا عبد اللہ رحل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی الطریق و قدروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث والصنابح بن الاعسر الاحمسی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال له الصنابحی ایضاً وانما حدیثہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی مکاثر بکم الامم فلا تقتلن بعدی۔ یعنی ایک صنابحی تابعی ہیں جن کا نام عبدالرحمان ہے اور دوسرے صنابحی صحابی ہیں جن کا نام صنابح ہے۔ یہ دونوں حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مگر ایک کی روایت مرسل اور دوسرے کی روایت متصل ہے۔ (۲)

۱۹۔ بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کے بارے میں مختلف اساتذہ اور ائمہ حدیث کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا قتیبة وهنا دو ابو کریب واحمد بن منیع و محمود بن غیلان و ابو عمار قالوا و کیع عن الاعمش عن حبيب بن ابی ثابت عن عروة عن عائشه

(۱) ابویسی ترمذی متونی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶

(۲) ابویسی ترمذی متونی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۶



ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعض نساہہ ثم خرج الی الصلوٰۃ ولم  
یتوضوا قال قلت من ہی الا انت فضحکت۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد  
امام ترمذی لکھتے ہیں: سمعت ابابکر العطار البصری یدکر عن علی بن  
المدینی قال ضعف یحیی بن سعید القطان هذا الحدیث وقال هو شبه  
لاشی قال وسمعت محمد بن اسماعیل یضعف هذا الحدیث وقال  
حیب بن ابی ثابت لم یسمع من عروۃ۔ اس حدیث کے تحت امام ترمذی نے  
علی بن المدینی اور امام بخاری کی آراء پیش کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ان دونوں کے  
نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ ان کے علاوہ امام ترمذی، امام ابو زرہ، امام احمد بن حنبل  
اور عبدالرحمن دارمی کی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔ (۱)

۲۰۔ بعض جگہ امام ترمذی اپنے اساتذہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں  
نے ایک روایت ذکر کی۔ حدثنا ہناد و قتیبہ قالنا وکیع عن اسرائیل عن ابی  
اسحاق عن ابی عبیدۃ عن عبداللہ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
لحاجتہ فقال التمس لی ثلثۃ احجار قال فاتیتہ بحجرین وروثۃ  
فاخذ الحجرین والقی الروثۃ وقال انہار کس۔ اس حدیث کو ابو اسحاق سے  
اسرائیل نے بھی روایت کیا ہے اور زبیر نے بھی۔ امام بخاری نے زبیر کی روایت کو  
مناسب خیال کیا ہے اور اسی کی روایت کو اپنی صحیح میں ذکر ہے لیکن امام ترمذی کہتے  
ہیں: واصلح شی فی هذا عندی حدیث اسرائیل وقیس عن ابی اسحاق  
عن ابی عبیدۃ عن عبداللہ لان اسرائیل اثبت واحفظ لحدیث ابی  
اسحاق۔ امام ترمذی کہتے ہیں اسرائیل کی حدیث زبیر سے بہتر ہے کیونکہ زبیر نے  
اخیر عمر میں ابو اسحاق سے سماع کیا ہے اور اس وقت ابو اسحاق کا ذہن مختل ہو چکا تھا اس  
کے بعد امام ترمذی امام احمد بن حنبل کے قول سے اس بات پر شہادت لاتے ہیں کہ

(۱) ابویسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۸

زبیر کی روایت ابو اسحاق سے ساقط الاعتبار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: سمعت احمد بن الحسن يقول سمعت احمد بن حنبل يقول اذا سمعت الحديث عن

زائده و زبیر فلا تبال ان لا تسمع من غیرهما الاحديث ابى اسحاق (۱)

۲۱۔ امام ترمذی اپنی کتاب میں عنوان قائم کرتے ہوئے بسا اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں اور اس کے تحت عام طور پر احادیث مرفوعہ ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللہ نہیں لکھتے لہذا وہاں مرفوع روایات کا التزام نہیں کرتے۔

۲۲۔ کسی حدیث میں مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہو تو اس کو بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل صلاتکم فی بیوتکم الا المكتوبة۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وقد اختلفوا فی رواية هذا الحديث فرواه

موسى بن عقبه و ابراهيم بن ابى النصر مرفوعا و اوقفه بعضهم (۲)

۲۳۔ بعض اوقات حدیث میں کوئی مشکل لفظ ہو تو امام ترمذی اس کا آسان لفظ سے معنی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہتے ہیں۔ اخبرنی بہا ولا تضن بہا علی۔ امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ومعنی قوله ولا تضن بہا علی

يقول لا تبخل بہا علی والصنن والبخیل والصنن المتهم (۳)

۲۴۔ بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کا اختصار کرتے ہیں اور اس کے آخر میں

لکھ دیتے۔ وفي الحديث قصة ياوفى الحديث قصة طويلة۔ اس کی مثال یہ

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۹

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۱

(۳) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

ہے: عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنة وفیہ اهبط منها وفیہ ساعة لا یوافقها عبد مسلم یصلی فیسال اللہ فیہا شیا الا اعطاه ایاہ قال ابو ہریرة فلقیت عبد اللہ بن سلام فذکرت له هذا الحدیث فقال انا اعلم بتلك الساعة فقلت اخبرنی بها ولا تضن بها علی قال ہی بعد العصر الی ان تغرب الشمس فقلت فكیف تكون بعد العصر وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یوافقها عبد مسلم وهو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیہا فقال عبد اللہ بن سلام ایس قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جلس مجلسا ینتظر الصلوة فهو فی الصلوة قلت بلی قال فهو ذالك۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفي الحدیث قصة طويلة۔ (۱)

سنن ابوداؤد میں یہ حدیث مفصل بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے: عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم و فیہ اهبط و فیہ تیب علیہ و فیہ مات و فیہ تقوم الساعة و ما من دابة الا و هی مصیحة یوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلع الشمس شفقا عن الساعة الا الجن و الانس و فیہا ساعة لا یصاد فہا عبد مسلم وهو یصلی یسال اللہ عزوجل حاجة الا اعطاه ایاہا قال کعب ذالك فی کل سنة یوم فقلت بل فی کل جمعة قال فقراء کعب التوراة فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرة ثم لقیتم عبد اللہ بن سلام فحدثتہ بمجلسی مع کعب فقال عبد اللہ بن سلام قد علمت اية ساعة هی قال ابو ہریرہ فقلت له

(۱) ابویسئیل ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

فاخبرنی بها فقال عبد الله بن سلام هي آخر ساعة من يوم الجمعة فقلت كيف هي آخر ساعة من يوم الجمعة وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصادفها عبد مسلم وهو يصلي وتلك الساعة لا يصلي فيها فقال عبد الله بن سلام الم يقل رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلس مجلسا ينتظر الصلوة فهو في صلوة حتى يصلي قال فقلت بلى قال هو ذاك (۱)

۲۵- اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو بسا اوقات امام ترمذی اس تعارض کو اٹھانے کیلئے کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت عائشہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھا کرتے تھے۔ انصاری حضرات کہتے ہیں کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس کے بعد دوسری حدیث انہوں نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ فجر روشن ہونے کے بعد نماز پڑھو کیونکہ اس سے زیادہ اجر ملتا ہے۔ پہلی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ فجر کی نماز جلد پڑھنی چاہئے اور دوسری کا تقاضا یہ ہے کہ تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔ امام ترمذی ان دو متعارض حدیثوں میں تطبیق دینے کیلئے امام شافعی کی طرف سے دوسری حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الاسفار ان يتضح الفجر فلا يشك فيه ولم يرد ان معنى الاسفار تاخير الصلوة۔ یعنی اسفار کا مطلب یہ ہے کہ جب صبح یقینی طور پر متحقق ہو جائے اور اس کا وجود مشکوک نہ رہے نہ یہ کہ نماز کو موخر کر کے پڑھا جائے۔ (۲)

ہمارے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس توجیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ

(۱) ابوداؤد سلیمان بن الأشعث البجستانی المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۱۴۹

(۲) ابویسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۰

جب فجر غیر مشکوک ہو تو زیادہ اجر ملے گا جس کو لازم ہے کہ اگر مشکوک وقت میں فجر پڑھی گئی تو نفس اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بدابہتہ باطل ہے۔ ان متعارض روایتوں میں اصل تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں نفس جواز بیان کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں استحباب بتلایا گیا ہے۔ نیز پہلی حدیث میں عمل کا بیان ہے اور دوسری میں قول کا اور چونکہ قول، عمل پر راجح ہوتا ہے اس لیے تعارض نہ رہا۔

۲۶- اور کبھی امام ترمذی رفع تعارض کیلئے دو متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کا منسوخ ہونا بیان کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ذکر کی کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور تازہ وضو نہیں کیا۔ اس حدیث کے اخیر میں امام ترمذی لکھتے ہیں: وهذا آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان هذا الحدیث ناسخ للحدیث الاول مما مست النار۔ یعنی یہ حدیث پہلی کیلئے ناسخ ہے۔

### جامع ترمذی کے علوم

جامع ترمذی میں امام ترمذی نے احادیث کے ذیل میں جو مباحث ذکر کیے ہیں وہ اپنے اندر متعدد علوم و فنون کو سموئے ہوئے ہیں۔ حافظ ابو بکر بن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ان میں سے چودہ علوم کی نشاندہی کی ہے۔ ہم نے مزید غور و فکر کر کے یہ عدد چوبیس تک پہنچا دیا ہے۔ اس کے باوجود اس عدد کو جامع ترمذی کے علوم کا آخری ہندسہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جامع ترمذی میں مذکور علوم کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۱) بیان مذاہب فقہاء (۲) متروک العمل روایات کی توضیح (۳) ایک حدیث کی روایات کرنے والے تمام صحابہ کا بیان (۴) متن حدیث میں زیادتی اور کمی کا بیان (۵) حدیث کی تصحیح، تحسین اور تضعیف (۶) حدیث مضطرب

(۷) حدیث معلول (۸) حدیث مرسل (۹) متصل اور منقطع (۱۰) شاذ اور محفوظ  
 (۱۱) منکر اور معروف (۱۲) حدیث مدرج (۱۳) اختصار حدیث (۱۴) مرفوع اور  
 موقوف (۱۵) حدیث مشہور اور غریب (۱۶) بیان اسناد (۱۷) اختلاف اسماء  
 (۱۸) اسماء مشترکہ میں امتیاز (۱۹) جرح و تعدیل (۲۰) اسماء، کنیت اور نسبت کی  
 وضاحت (۲۱) ائمہ حدیث کی آراء (۲۲) ائمہ حدیث کا اختلاف (۲۳) تطبیق بین  
 الروایات (۲۴) ناخ اور منسوخ کا بیان اور یہ وہ علوم و فنون ہیں کہ ان میں سے ہر  
 ایک اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

### رموز و اصطلاحات

امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے جن کا وہ  
 اکثر ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان اصطلاحات کی وضاحت کر  
 رہے ہیں۔

(۱) فلان ذاہب الحدیث: اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کو حدیث یاد نہیں  
 رہتی۔

(۲) فلان مقارب الحدیث: ابن السید کی رائے ہے کہ اگر مقارب بالکسر ہو  
 تو یہ الفاظ تعدیل سے ہے اور اگر بفتح ہو تو الفاظ جرح سے ہے لیکن حافظ سیوطی اور  
 حافظ ذہبی کی تحقیق یہ ہے کہ مقارب الحدیث ہر حال میں الفاظ تعدیل میں سے ہے  
 اور یہ لفظ اگر بالکسر ہو تو اس کا معنی ہے۔ حدیثہ مقارب غیرہ اور بفتح کی تقدیر پر  
 اس کا معنی ہے ان حدیثہ یقاربہ حدیث غیرہ بہر حال مقارب مشارک کا تقاضا  
 کرتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کی حدیث دوسرے راوی کی حدیث کے قریب ہے۔

(۳) شیخ لیس بذاک: ای لیس بذاک البقام الذی یوثق بہ یعنی اس  
 کی روایت نامقبول ہے۔ اس اصطلاح پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ شیخ الفاظ تعدیل  
 میں سے ہے اور لیس بذاک الفاظ جرح میں سے ہے اور یہ ترکیب تضاد کو مستلزم ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ایک شخص عدالت کے لحاظ سے کامل ہو اور حافظہ کے لحاظ سے ناقص ہو۔ پس شیخ کا لفظ اس کے کمال عدالت اور لیس بذاک اس کے نقصان ضبط کی طرف راجع ہو اور طبیبی نے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ کا لفظ اس ترکیب میں لغوی معنی میں مستعمل ہے یعنی بوڑھا آدمی اور اس لحاظ سے اس ترکیب پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۴) اسنادہ لیس بذاک: ذاک کا اشارہ مشتغل بالحدیث کے ذہن کی طرف

ہے یعنی اس کے ذہن میں جو قوت اسناد کا تصور ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) هذا حدیث جید: حافظ ابن صلاح جید اور صحیح کو مساوی قرار دیتے ہیں

لیکن بلقینی کہتے ہیں کہ امام ترمذی جید یا قوی کے ساتھ حدیث کو اس وقت موصوف کرتے ہیں۔ جب حدیث حسن کے درجہ سے ترقی کر لے مگر صحیح تک نہ پہنچ سکے اور یہی بات صحیح ہے۔

(۶) هذا اصح من ذالك: اس قسم کے مقامات پر اصح عموماً ارنج کے معنی میں

ہوتا ہے۔ یعنی دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور یہ ان میں اصح ہے یا دونوں حسن ہیں اور یہ ان میں زیادہ قوی ہے یا دونوں ضعیف ہیں اور یہ ان میں کم درجہ کی ضعیف ہے۔ اسی طرح جب هذا اصح شی فی هذا الباب کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس باب کی سب احادیث صحیح ہیں بلکہ بسا اوقات باب کی تمام احادیث ضعیف ہوتی ہیں اور جس حدیث کو امام ترمذی ترجمہ الباب کے اثبات کیلئے وارد کرتے ہیں وہ ان سب میں کم درجہ ضعیف ہوتی ہے اس لیے کہتے ہیں: هذا اصح شی فی هذا الباب۔

(۷) هذا حدیث غریب: امام ترمذی نے کتاب العلل میں غرابت حدیث

کی تین وجہیں بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے۔ اگرچہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے۔ عن حماد بن سلمة عن ابی العشاء عن

ابيه قال يا رسول الله اما تكون الزكاة الا في الحلق فقال لو طعنت في  
فخرها اجزاء عنك۔ (۱)

حماد بن سلمہ کے علاوہ اور کوئی شخص ابوالشعراء سے اس حدیث کی روایت نہیں  
کرتا۔ اس وجہ سے یہ حدیث غریب قرار پائی ثانی یہ کہ ایک متن حدیث متعدد طرق  
سے مروی ہے مگر صرف ایک راوی متن حدیث میں دوسروں کی بنسبت کچھ زیادتی بیان  
کرتا ہے۔ تب بھی وہ حدیث غریب کہلاتی ہے بشرطیکہ وہ راوی ایسا ہو جس کے حافظہ  
پر اعتماد ہو (ورنہ وہ حدیث مدرج ہوگی) اس کی مثال یہ ہے: عن مالك بن انس عن  
نافع عن ابن عمر قال فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكاة  
الفطر من رمضان على كل حرا وعبد ذكر او انثى من المسلمين  
صاعا من تمر او صاعا من شعير۔ امام مالک کے علاوہ دوسرے طرق سے جو  
حدیث مروی ہے اس میں ابن المسلمین کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ زیادتی صرف امام  
مالک کی روایت میں ہے اس لیے یہ حدیث غریب کہلائی۔ ثالث یہ کہ عام ائمہ حدیث  
کے نزدیک وہ حدیث کسی خاص سند سے معروف ہو اور اس کے سوا کسی اور طریقہ سے  
اس حدیث کی روایت کی جائے۔ پھر بھی وہ غریب ہوگی اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا  
ابو هشام و ابو السائب والحسين بن الاسود قالوا نا ابو اسامة عن بريد بن  
عبد الله بن ابي بردة عن جده ابي بردة عن ابي موسى عن النبي صلى  
الله عليه وسلم قال الكافر يا كل في سبعة امعاء والمومن يا كل في  
معا واحد۔ اس حدیث کی جو سند محمود بن غیلان اور امام بخاری اور دوسرے ائمہ حدیث  
کے نزدیک معروف ہے وہ یہ ہے: عن ابي اسامة عن بريد بن عبد الله الخ۔ اور  
امام ترمذی کی سند چونکہ اس سند معروف کے خلاف ہے۔ لہذا اس سند کے ساتھ یہ  
حدیث غریب ہوگئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ جب میں نے امام بخاری کو بتلایا کہ  
(۱) یہ اجازت حالت اضطرار کیلئے ہے۔



ابو کریب کے علاوہ ابو ہشام، ابوالسائب اور حسین بن اسود بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے میں نہیں جانتا تھا کہ اس حدیث کو ابو کریب کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہے۔

(۸) ہذا حدیث حسن: جب امام ترمذی کسی حدیث کے ساتھ صرف حسن لکھتے ہیں یعنی صحیح یا غریب کے الفاظ اس کے ساتھ نہیں ہوتے اس وقت ان کی مراد اس حدیث سے وہ حدیث ہوتی ہے جو شاذ ہو اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور طرق متعدد سے مروی ہو۔

### کتاب العلل

(۹) اہل الراى: اس لقب سے عام طور پر امام ترمذی احناف کا ارادہ کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ احناف کو اہل الراى کس وجہ سے کہتے ہیں تو امام ترمذی کے ساتھ حسن ظن یہی ہے کہ وہ احناف کو ان کی دقت رائے اور اصابت فکر کی وجہ سے اہل الراى کہتے ہیں۔

(۱۰) بعض اہل الکوفة: عام طور پر ان الفاظ سے امام ابو حنیفہ کا اور کہیں کہیں سفیان ثوری کا ارادہ کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے یہ التزام کیا ہے کہ جامع ترمذی میں دنیا بھر کے مجتہدین کا ذکر کیا لیکن ایک جگہ کے سوا اس کتاب میں کسی جگہ بھی امام الائمہ سراج الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ البتہ کتاب العمل میں جابر جعفی سے متعلق امام ابو حنیفہ کی ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو یحییٰ الحماني قال سمعت ابا حنیفہ يقول ما رايت احد الكذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطا بن ابی رباح۔ ہم اس طرز عمل پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ یغفر اللہ لنا وله وسائر المسلمین۔ (۱)

(۱) باب فی اشعار البدن میں امام ترمذی نے ویقول ابو حنیفہ هو مثله کہہ کر امام اعظم کا مذہب ذکر کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۲)

شرائط

حافظ ابوالفضل بن طاہر حازمی شروظ ائمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں پہلے چار طبقات کے راویوں سے استیعاب کیا ہے۔ (۱) کامل الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشيخ (۲) کامل الضبط والاتقان و قليل الملازمة مع الشيخ (۳) ناقص الضبط والاتقان و کثیر الملازمة مع الشيخ (۴) ناقص الضبط والاتقان و قليل الملازمة مع الشيخ۔ ان چار طبقوں کے علاوہ ایک پانچواں طبقہ بھی ہے۔ ناقص الضبط و قليل الملازمة غوائل الجرح جس کو ضعفاء اور مجہولین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے حسب ضرورت اس طبقہ سے بھی روایات کا انتخاب کیا ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کی احادیث کی چار قسمیں ہیں۔

- (۱) وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہیں۔
- (۲) وہ احادیث جو امام نسائی اور امام ابوداؤد کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔
- (۳) وہ احادیث جن کا ابوداؤد اور نسائی نے اخراج کیا اور ان کی علت ظاہر کر دی۔

(۴) وہ احادیث جن کا خود امام ترمذی نے اخراج کیا اور ان کی علت بیان کر دی۔ (۲)

تساہل

احادیث پر کوئی حکم لگانے اور ان کی قسم متعین کرنے میں بعض اوقات امام ترمذی سے تساہل بھی واقع ہوا ہے۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی نا ابو عامر البغدادی نا کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان

(۲) حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

فی الجمعہ ساعة لا یسال اللہ العبد فیہا شیئا الا آتاه اللہ ایاہ قالوا  
یا رسول اللہ ایة ساعة هی قال حین تقام الصلوة الی انصراف منها۔ اس  
حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ قال ابو عیسیٰ حدیث عمرو بن عوف حدیث  
حسن غریب۔ (۱)

امام ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزنی کی اس حدیث کو حسن قرار  
دیا حالانکہ کثیر بن عبد اللہ مزنی وہ شخص ہے جس کے بارے میں امام شافعی اور امام  
ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔ امام ابوزرعہ اس کو واہی الحدیث اور لیس بالقوی  
لکھتے ہیں۔ ابو خاتم لیس بالمتمین کہتے ہیں۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں کہ یہ متروک  
الحدیث ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ یہ شخص سخت جھگڑالو تھا اور ہم میں سے کوئی  
شخص اس سے روایت نہیں کرتا تھا۔ علی بن مدینی، احمد بن حنبل اور ابو نعیم نے اس کو  
ضعیف قرار دیا۔ ابن سعد اس کو ضعیف اور قلیل الحدیث کہتے ہیں۔ ابن سکین نے کہا  
اس کا جو نسخہ عن ابیہ عن جدہ مروی ہے اس میں نظر ہے۔ حاکم نے کہا اس نسخہ میں  
ضعاف اور مناکیر ہیں اور ابن حبان نے کہا اس نسخہ میں موضوع روایات ہیں۔ اس  
شخص کا نام اپنی کتاب میں لینا اور اس سے احادیث کی روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)  
خیال رہے کہ امام ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ کی جس روایت کو یہاں حسن قرار دیا  
ہے وہ عن ابیہ عن جدہ ہی ہے۔

کثیر بن عبد اللہ مزنی کی روایت کو حسن قرار دینا تو ایک تسامح تھا ہی اس سے بڑا  
تسامح یہ ہے کہ امام ترمذی نے اس کی ایک روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور وہ روایت  
بھی عن ابیہ عن جدہ ہے جس کو ابن حبان موضوعات میں سے اور حاکم ضعاف اور  
مناکیر میں سے شمار کرتے ہیں۔ روایت ملاحظہ ہوا۔ حدثنا الحسن بن علی

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۹۷

(۲) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۴۲

الخلال ثنا ابو عامر العقدي ثنا كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف  
المزني عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الصلح  
جائز بين المسلمين الا صلحا حرم حلالا او احل حراما و المسلمون  
على شروطهم الا شرطا حرم حلالا او احل حراما۔ اس حدیث کے بارے  
میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن صحیح (۱)

اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا ابو کریب و  
محمد بن عمرو السواق قالانا یحییٰ بن الیمان عن المنہال بن خلیفہ  
عن الحجاج بن ارطاة عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم دخل قبر الیلافا سرج له سراج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمک  
اللہ ان کنت لا واهاتلاء للقران و کبر علیہ اربعا (۲)

اس حدیث کی سند میں ایک راہی ہے یحییٰ بن یمان اس کو امام احمد بن حنبل  
ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں لیس بحجۃ ابن معین لکھتے ہیں کہ یہ شخص اس کی پرواہ  
نہیں کرتا تھا کہ کوئی حدیث بیان کر رہا ہے۔ احادیث میں اس کو وہم لاحق ہوتے تھے  
اور یہ ثقہ نہ تھا۔ عبد اللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ یعقوب بن  
شیبہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کثیر الغلط تھا اور احادیث میں اس سے خطا ہوتی تھی۔ ابوداؤد  
لکھتے ہیں کہ یہ احادیث مقلوب کر دیا کرتا تھا اور اس سے احادیث میں خطا ہوتی تھی۔  
امام نسائی اس کو کہتے ہیں لیس بالقوی اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات غیر  
محفوظ ہیں اور اسی شخص کی حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث  
حسن۔ (۳)

(۱) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۱۳

(۲) ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۱۳

(۳) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۰۶

اسی طرح بعض دفعہ ایک حدیث منکر ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو شاذ قرار دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ منکر وہ حدیث ہے جس میں ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے۔ اس کو غیر محفوظ بھی کہتے ہیں۔ بہر حال امام ترمذی نے جس منکر حدیث کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا محمد بن عبیدالمحارب بن ناعبد الرحمان بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یفطرن الصائم الحجامة والقیی والاحتلام۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابی سعید الخدری غیر محفوظ۔ (۱)

اس کی وجہ امام ترمذی نے یہ بیان کی ہے کہ اس سند کا ایک راوی عبدالرحمان بن زید اس حدیث کو ابوسعید خدری سے موصولاً روایت کرتا ہے جبکہ دوسرے ثقہ راوی عبداللہ بن زید، عبدالعزیز بن محمد اور دوسرے ثقات اس کو مرسلأ روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کا ذکر نہیں کرتے اور عبدالرحمان بن زید جو ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہے خود ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی نے امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کی شہادتوں سے اس کا ضعف ثابت کیا ہے۔ لہذا یہ حدیث منکر ہوئی اور امام ترمذی کا اس کو غیر محفوظ کہنا محض تساہل ہے۔

بعض اوقات ایک حدیث متصل ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا ہنادنا ہیشم عن ابی الزبیر عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود قال قال عبداللہ ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ماشاء اللہ فامر بلال فاذن ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۲۷

العشاء۔ اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: حدیث عبد اللہ لیس باسنادہ  
باس الا ان ابا عبیدہ لم یسمع من عبد اللہ (۱)

امام ترمذی کا کہنا ہے کہ ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے سماع نہیں کیا۔ صحیح نہیں  
ہے عبد اللہ بن مسعود کی وفات کے وقت ابو عبیدہ کی عمر سات سال تھی اور جب پانچ  
سال کی عمر میں سنی ہوئی احادیث کی روایت جائز ہے جیسا کہ محمود بن ربیع نے پانچ  
سال کی عمر میں حضور علیہ السلام سے سنی ہوئی حدیث کی روایت کی ہے اور حضرت امام  
حسین رضی اللہ عنہ نے چھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث  
کی روایت کی ہے تو یہ کیوں نہیں جائز کہ ابو عبیدہ نے سات سال کی عمر میں اپنے والد  
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہو۔ علامہ  
عینی لکھتے ہیں کہ محدثین نے غیر معروف راویوں کا سات سال کی عمر میں سماع تسلیم کیا  
ہے تو ابو عبیدہ جیسے معروف تابعی کا عبد اللہ بن مسعود جیسے معروف صحابی سے سات سال  
کی عمر میں سماع کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ کراچی میں نے کتاب المدلسین میں اور حاکم  
نے مستدرک میں ابو عبیدہ کی عبد اللہ بن مسعود سے روایت کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے  
معجم اوسط میں سند صحیح کے ساتھ ابو عبیدہ سے عبد اللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح کی  
ہے اور وہ سند یہ ہے: عن زیاد بن سعد عن ابی الزبیر قال حدثنی یونس بن  
عتاب الکوفی قال سمعت ابا عبیدہ بن عبد اللہ یذکر انہ سمع ابا ہ یقول  
كنت مع النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام فی سفر الحدیث۔ اور جب سند صحیح  
کے ساتھ خود ابو عبیدہ کی عبد اللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح موجود ہے تو امام ترمذی کا  
نفی سماع کا قول کرنا تساہل کے سوا اور کچھ نہیں۔ (۲۱۲:۲۱۲)

(۱) حافظ بدرالدین العینی المتونی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۲ ص ۳۰۳

(۲) امام محمد بن اسماعیل بخاری المتونی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷

(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی المتونی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۲۵

(۴) الشیخ الحافظ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتونی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۲ ص ۳۰۲

امام ترمذی کے تساہل کی بحث میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ حدیث ضعیف کو حسن یا صحیح کہنے میں انہوں نے ضرورتاً تساہل کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک یقینی امر ہے کہ جامع ترمذی میں انہوں نے کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کیا۔ محدث ابن جوزی نے جامع ترمذی کی تیس احادیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ ابن جوزی کا تشدد ہے اور اس باب میں ان کی عادت مشہور ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے الذب عن السنن میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی روایت موضوع نہیں۔

### تعداد احادیث

شیخ محمد فواد مصری نے جامع ترمذی کی کل احادیث مقصودہ کی تعداد ۱۳۸۵ بتلائی ہے اور توابع اور شواہد کو شامل کر کے شیخ ابراہیم مصری نے جملہ احادیث کی تعداد ۳۹۵۶ بتائی ہے۔

### اعلیٰ اسانید

امام ترمذی کی جو حدیث اعلیٰ اسانید پر مشتمل ہے وہ ثلاثی ہے یعنی اس میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی ہے اور وہ یہ ہے: حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ابن ابنة اسدی الکوفی ناعم بن شاکر عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر۔ (۱)

ملا علی قاری رحمہ الباری کو اس جگہ ایک تسامح لاحق ہوا ہے اور انہوں نے امام ترمذی کی اس حدیث کو ثنائی قرار دیا ہے۔ یعنی اس حدیث میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ حالانکہ سند حدیث سے ظاہر ہے کہ یہاں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔ اسماعیل بن

(۱) امام ابو یسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۲۹

موسیٰ، عمر بن شاکر اور انس بن مالک۔ (۱)

### کتب صحاح میں جامع ترمذی کا مقام

صحت احادیث اور قوت سند کے اعتبار سے جامع ترمذی کا مقام نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے اور کتب صحاح میں یہ پانچویں درجہ پر آتی ہے کیونکہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالتاً احادیث روایت کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے صرف انتخاب کرتے ہیں۔ نیز امام ترمذی ضعفاء اور مجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔ اسی سبب سے حافظ جلال الدین سیوطی امام ذہبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کا مقام سنن نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے کیونکہ امام ترمذی مصلوب اور کلبی کی روایات کا بھی اخراج کر لیتے ہیں۔ (۲)

البتہ حسن ترتیب، حدیث اور فقہ کے متعدد علوم کے شمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کا نسائی اور ابوداؤد پر مقام ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کے بارے میں یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے مغنی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کو ثالث الکتاب السنہ سے تعبیر کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شاید اسی وجہ سے بخاری اور مسلم کے بعد اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

### شروح

جامع ترمذی کی شروح بھی بکثرت تصنیف کی گئی ہیں لیکن بعض نامکمل رہیں۔ بعض طبع نہ ہو سکیں اور اکثر نایاب ہیں۔ خصوصاً برصغیر میں تو جامع ترمذی کی کوئی معتدبہ اور مشہور شرح دستیاب نہیں ہے۔ سطور ذیل میں چند شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) ملا علی القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۲۳

(۲) الحافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی، ص ۵۶



۱- عارضة الاحوذی: یہ شرح الحافظ ابو بکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی الماکی المتوفی ۵۴۶ھ کی تالیف ہے جو ابن العربی کے نام سے مشہور ہیں۔

۲- المنقح الشذی: یہ شرح حافظ ابوالفتح محمد بن محمد الشافعی المتوفی ۷۳۳ھ کی تالیف ہے۔ یہ ایک مبسوط کتاب ہے۔ ترمذی کے دوثلث سے کم کی شرح دس جلدوں میں کی گئی ہے۔ مصنف اس شرح کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ بعد میں حافظ زین الدین عراقی نے اس کو مکمل کرنا شروع کیا لیکن وہ بھی پوری نہ کر سکے۔

۳- شرح الزوائد علی الصحیحین و ابی داؤد: یہ شرح سراج الدین عمر بن علی ابن المقلن المتوفی ۸۰۴ھ کی تصنیف ہے۔

۴- العرف الشذی: یہ سراج الدین عمر ابن رسلان اللقینی المتوفی ۸۰۵ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۵- شرح الجامع: یہ شرح حافظ زین الدین عراقی متوفی ۸۰۶ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۶- شرح الترمذی: یہ شرح حافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن نقیب الحسبلی کی تالیف ہے۔ یہ شرح بیس جلدوں پر مشتمل تھی مگر ایک فتنہ میں جل کر ضائع ہو گئی۔

۷- شرح الترمذی: یہ شرح الحافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن رجب الحسبلی متوفی ۷۹۵ھ کی تالیف ہے۔

۸- قوت المقتدی: یہ شرح الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

۹- شرح ترمذی: یہ شرح علامہ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار المتوفی ۹۸۶ھ کی تالیف ہے۔

۱۰- نفع قوت المقتدی: یہ شرح علامہ سید علی بن سلیمان الماکی المتوفی

۱۲۹۸ھ کی تالیف ہے۔ (۱)

### مختصرات

شروح کے علاوہ جامع ترمذی کی مختصرات بھی تصنیف کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱- مختصر الجامع: یہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الحسبلی المتوفی ۷۱۰ھ

کی تالیف ہے۔

۲- مختصر الجامع: یہ نجم الدین محمد ابن عقیل الشافعی المتوفی ۷۲۹ھ کی تالیف

ہے۔ (۲)

(۱) ان شروح میں سے اکثر کا تذکرہ حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ نے کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶ میں کیا ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب)

نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُولٍ (حدیث نمبر ۱)

نماز طہارت کے بغیر نامقبول ہے اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں۔

✦ وضو کرنے سے بندہ مومن کے اعضاء سے تمام گناہ (صغیرہ) نکل جاتے

ہیں (حدیث نمبر ۲) اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مُكَاتِرٌ بِكُمْ الْاُمَّمَ فَلَا تَقْتُلَنَّ بَعْدِیْ

میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پہ فخر کروں گا لہذا میرے بعد

ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا

✦ وضو نماز کی چابی ہے (دنیاوی امور کو نماز میں) حرام کرنے والی تکبیر ہے اور

(ان امور کو) حلال کرنے والا کام سلام پھیرنا ہے۔ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُورُ

وَتَحْرِیْمُهَا التَّكْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ (حدیث نمبر ۳) حدیث نمبر ۴ میں ہے:

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الْوُضُوْءُ۔ نماز جنت کی چابی ہے اور

وضو نماز کی کنجی ہے۔

✦ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ (حدیث نمبر ۶)

اے اللہ! میں ضرور رساں اشیاء اور ناپا کیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بیت الخلاء سے نکلنے وقت غفرا تک پڑھا جائے یعنی اے اللہ میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں۔

✦ قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کیا جائے نہ پشت (اِذَا آتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا حدیث نمبر ۸ یہی احناف کا موقف ہے۔ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۹۸)

✦ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا: لَا تَبْلُ قَائِمًا۔ اس بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ بتائے کہ حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرنا کیونکہ حضور علیہ السلام بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ تَبُولَ وَاَنْتَ قَائِمٌ۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے (حدیث نمبر ۱۲) بعض اہل علم نے عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور حدیث نمبر گیارہ میں حضور علیہ السلام کا کھڑے ہو کر بول مبارک فرمانا بھی اس بنا پر تھا کیونکہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر پہ پیشاب فرمایا تھا جہاں اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑے خراب ہو جاتے۔

✦ حضور علیہ السلام پاخانہ و پیشاب کرتے وقت زمین سے قریب ہو کر شرمگاہ سے کپڑا ہٹاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۲)

✦ شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے سے منع فرمایا گیا:

نَهَى اَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ (حدیث ۱۵)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لاجواب کر دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے استہزاء کے طور پر کہا (حاشیہ ۲)

ترمذی (ص ۱۰) عَلَّمَكُمْ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى  
الْخِرَاطَةَ - تمہارے نبی نے تو تمہیں ہر بات ہی سکھا دی ہے یہاں تک کہ قضائے  
حاجت کا طریقہ بھی۔ حضرت سلمان نے (احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے بڑی  
جرات سے) جواب دیا۔

أَجَلُ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ نَسْتَنْجِيَ  
بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ  
نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ (حدیث ۱۶)

ہاں ہاں کیوں نہیں ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں پاخانہ اور پیشاب کے وقت  
قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے،  
تین پتھروں سے کم اور گوبر بڑی کے ساتھ بھی استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ان  
کے اعتراض و استہزاء کا مطلب یہ تھا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اس طرح کی باتیں بھی بتا دیتا  
ہے اور آپ کے جواب کا مقصد یہ تھا کہ یہ کیسے عظیم رسول ہیں جو اتنی شان کے مالک  
ہو کر ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات بتا دیتے ہیں اور کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھتے۔ اگر آپ ہی  
چھپائیں گے تو آپ کے علاوہ ہمیں کون بتائے گا اور دین مکمل کیسے ہوگا) امام ترمذی  
فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا قول یہ ہے کہ صرف پتھر  
سے بھی استنجا جائز ہے اگرچہ پانی استعمال نہ کرے جبکہ پاخانہ اور پیشاب کا اثر زائل  
ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، احمد و اسحاق علیہم الرحمۃ کا  
ہے۔ (جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر نجاست اپنے مخرج سے ایک درہم  
اندازاً بڑھ جائے تو دھونا فرض ہے ورنہ مستحب اسی طرح امام صاحب کے ہاں  
ڈھیلوں کی تعداد بھی متعین نہیں یعنی تین سے کم زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اصل مقصد  
صفائی کرنا ہے جتنوں سے بھی ہو جائے جیسا کہ حدیث ۱۵ پر امام ترمذی نے پورا باب  
باندھا ہے۔ باب فی الاستنجاء بالحجرین یعنی دو پتھروں کے ساتھ استنجا کرنے

کا باب اور اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ حضرت عبداللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے مجھے تین ڈھیلے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ میں دو پتھر اور ایک لید کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ڈھیلے لے لیے اور لید کو یہ کہہ کر پھینک دیا اِنَّهَا رِئَسٌ۔ یہ تو خود ناپاک ہے۔ (ہاں البتہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہیں جیسا کہ حدیث ۲۷ میں آیا ہے)

لید کی طرح ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا اور فرمایا: فَإِنَّهُ زَادَ إِخْوَانَكُمْ مِّنَ الْجِنَّ۔ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے (حدیث ۱۶) پانی سے استنجا کرنے کو علماء نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (یہی مسلک احناف ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورتوں کو فرمایا: اپنے خاوندوں کو پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا کہو مجھے (تو انہیں کہتے ہوئے) شرم محسوس ہوتی ہے۔ پس بے شک حضور علیہ السلام پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے (حدیث ۱۹)

✦ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے اور

نرم جگہ تلاش فرماتے (تا کہ چھینٹوں سے بچا جاسکے) حدیث ۲۰

✦ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (جبکہ وہاں پانی کھڑا ہو

جاتا ہو) اور فرمایا کہ عموماً شبہات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (حدیث ۲۱)

✦ حضرت زید بن خالد اپنی مسواک قلم کی طرح کان پہ رکھتے اور ہر نماز کیلئے

(وضو کرتے وقت) مسواک کرتے پھر اسی جگہ رکھ لیتے تھے۔ (حدیث ۲۳)

✦ بہتر یہ ہے کہ کلی کیلئے علیحدہ پانی لے اور ناک کیلئے علیحدہ۔ البتہ ایک ہی چلو

سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ (جیسا کہ حدیث ۲۸ میں ہے) بعض

اہل علم نے یونہی کہا ہے۔

✦ داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے (یہی احناف کا موقف ہے) حدیث ۲۹

✦ سر کا مسح کرتے ہوئے پہلے آگے سے پیچھے کی طرف (سر کے درمیان میں)

اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف (اطراف میں) حدیث ۳۲

✦ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لیا جائے (حدیث ۳۵) اکثر اہل علم کا اس پر عمل

ہے۔

✦ پاؤں پہ موزے وغیرہ نہ ہوں تو ان کو دھویا ہی جائے گا ورنہ وَيُـلِّـلُ  
لِلْاَعْقَابِ (ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے خرابی ہے) کا کوئی معنی نہیں بنے گا۔  
(حدیث ۴۱)

✦ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ (حدیث ۴۴) عام علماء کے نزدیک یہی  
بہتر ہے۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں جو اس سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ اس کو گناہ  
سے امن نہیں جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔  
(ترمذی ص ۷۱ حاشیہ ۱) باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف  
کان میں تین تین مرتبہ دھونا ہی حضور علیہ السلام کا وضو بتایا گیا۔ (حدیث ۴۸)

گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد  
فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات  
بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ تب آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے مندرجہ ذیل تین کام بتائے۔

۱- اِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلٰی الْمَكَارِهِ۔ تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا۔

۲- كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ۔ مساجد کی طرف زیادہ جانا۔

۳- اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار کرنا۔

آخر میں فرمایا: فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ یہ جہاد ہے۔ اگلی حدیث میں تین مرتبہ اس کو

جہاد قرار دیا گیا۔ (حدیث ۵۱-۵۲) مجمع البحار کے حوالہ سے حاشیہ ترمذی میں ہے۔

وقيل معناها ان هذا الخلال تربط صاحبها عن المعاصي و تكفه عن

الحرام۔ اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ خصلتیں بندے کو گناہ اور حرام سے روک دیتی ہیں (جیسا کہ جہاد سے ظلم و کفر کا خاتمہ ہو جاتا ہے)

✦ وضو کے بعد اعضاء کو تالیے سے پونچھنا اور پانی کو خشک کرنا۔

(حدیث ۵۲-۵۳)

✦ وضو کے بعد کلمہ شہادت اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے پڑھنے والوں کیلئے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔  
دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (حدیث ۵۵)

اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور بہت پاک ہونے والوں میں سے بنا دے۔

✦ وضو میں وسوسے ڈالنے والے شیطان کا نام ”ولہان“ ہے۔ (حدیث ۵۷)

✦ وضو ہونے کے باوجود ہر نماز کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے جبکہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لینا جائز ہے۔ (حدیث ۶۱-۶۰-۵۹-۵۸)

✦ مرد اور عورت ایک ہی برتن کے پانی سے غسل جنابت کر سکتے ہیں۔ (حدیث ۶۲) (اس سلسلہ میں ممانعت مکروہ تتر یہی پہ محمول ہوگی)۔

(لئلا يخالف الحديث الآتي)

✦ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (حدیث ۶۸)

ثابت ہوا جاری پانی یا وہ پانی جو جاری کے حکم میں ہے یعنی وہ درودہ حوض میں نجاست گر جائے اور اس کا وصف نہ بدلے تو ناپاک نہیں ہوتا یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے۔

نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب



ہو رہا ہے اور کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو اس لیے کہ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ  
بَوْلِهِ۔ یہ پیشاب سے احتیاط نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لیے کہ يَمْشِي  
بِالنَّمِيمَةِ۔ چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (حدیث ۷۰)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ قبروں کے اندر کے حالات  
جانتے ہیں بلکہ ان وجوہات سے بھی باخبر ہیں کہ جن سے قبروں میں عذاب ہوتا ہے مگر  
بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔ یعنی جو خود بے خبر ہیں وہ حضور علیہ السلام کے علم کی بھی نفی  
کے درپے ہیں۔ معراج کی اندھیری رات میں تیز رو براق پہ سوار ہو کر جاتے ہوئے  
حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھ لیا۔

جس پاسے ٹر جائیے سرکار نظر رکھدے

بیٹھے نے مدینے وچ دو جگ دی خبر رکھدے

✦ صرف شک پڑھنے سے کہ ہوا خارج ہوگئی ہوگی وضو نہیں ٹوٹتا جب تک

آواز یا ہوا نہ محسوس کرے (حدیث نمبر ۷۵) فقہ کا مشہور قانون ہے۔ الیقین لا يزول  
بالشك۔ شك یقین کو زائل نہیں کرتا۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں اس وقت تک  
وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ بے وضو ہونے کا اس قدر یقین نہ ہو جائے کہ جس پر قسم  
اٹھا سکے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا عجیب استدلال کہ باب باندھا ہے ”بے وضو شخص سلام کا  
جواب دے تو مکروہ ہے“ اور اس کے تحت حدیث وہ لائے ہیں کہ جس میں ہے حضور  
علیہ السلام پیشاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔  
لہذا ترجمۃ الباب یہ ہونا چاہئے تھا کہ پیشاب کرنے والا سلام کا جواب نہ دے یا ننگا  
شخص سلام کا جواب نہ دے۔ (دیکھئے باب ۶۷، حدیث ۹۰)

✦ (بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو) عورت کو غسل کرتے ہوئے بال

کھولنے کی ضرورت نہیں (جبکہ مرد ہر حال میں کھولے گا) (حدیث ۱۰۵)

✦ غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (حدیث ۱۰۷)

✦ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو (حدیث ۱۱۰)

(احناف کے ہاں صرف شرمگاہوں کے مل جانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔

دخول سے غسل واجب ہوتا ہے چاہے انزال نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **الْمَاءُ بِالْمَاءِ**۔ (انزال سے غسل کا واجب ہونا) احتلام کے ساتھ خاص ہے۔ (حدیث ۱۱۲)

لہذا احتلام یاد ہے مگر تری نہیں پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ یہی احناف کا مسلک

ہے۔

✦ **إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ** (احتلام کے مسئلہ میں) عورتیں مردوں ہی کی

طرح ہیں۔ (حدیث ۱۱۳)

✦ مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (حدیث ۱۱۴)

✦ (کپڑے پر منی لگ جائے تو کھرچنے اور رگڑنے کی بجائے دھونا ہی

مناسب ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کو دھویا۔ (حدیث ۱۱۷)

✦ جنبی کا غسل سے پہلے سونا جائز اور کم از کم وضو کر لینا سنت ہے۔

(۱۱۹-۱۲۰)

✦ مرد غسل کے بعد جنبی عورت کے جسم کے ساتھ لگ سکتا ہے۔ (۱۲۳)

✦ حائضہ عورت سے بوس و کنار کی اجازت ہے۔ (۱۳۲) بشرطیکہ اپنے آپ

پہ کنٹرول کر سکتا ہو۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے اور حائضہ مسجد سے کوئی چیز پکڑ

سکتی ہے صرف ہمبستری منع ہے۔ (۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵)

✦ دوبارہ جماع کیلئے کم از کم وضو کر لینا چاہئے۔ (۱۴۱)

✦ (توجہ بٹتی ہو تو) پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے۔ (۱۴۲)

## أَبْوَابُ الصَّلَاةِ (نماز کے باب)

✦ صبح کی نماز کو اجالے میں پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ (۱۵۳) یہ فضیلت صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنے پر نہیں بیان ہوئی۔

✦ ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی تپش سے ہے (۱۵۷) ظہر کی نماز کو جلدی پڑھنے کا اس طرح حکم نہیں دیا گیا۔

✦ نماز عشاء کے بعد بے فائدہ گفتگو مکروہ ہے جبکہ ضروری اور مفید گفتگو کی

اجازت ہے۔ (۱۶۸-۱۶۹)

✦ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ - جنازہ (تب ہے) جب حاضر ہو۔ (۱۷۱)

غائبانہ والے کسی حدیث میں دکھائیں۔ الْجَنَازَةُ إِذَا غَابَتْ -

✦ نماز کو اس کے وقت پہ ادا کرنا افضل عمل ہے۔ (۱۷۳) حضور علیہ السلام

نے ساری زندگی میں دو نمازیں بھی آخر وقت میں نہیں پڑھیں۔ (۱۷۴)

✦ نماز عصر کی خصوصی تاکید کہ جس کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کی اولاد اور مال

ہلاک ہو گئے۔ (۱۵۷)

✦ عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (۱۸۳)

✦ مغرب سے پہلے (اس حدیث کی بنا پر کہ بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ

شَاءَ - ہر دو آذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے۔) دو نفل پڑھنے میں

صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ (۱۸۵)

✦ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت ادا کر لی تو اس کی نماز ہو گئی (۱۸۶) احناف کے ہاں صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی اور سورج طلوع ہو گیا تو نماز نہ ہوگی کیونکہ عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے پہلے بھی ناقص تھا بعد میں بھی ناقص رہا۔ لہذا عصر ہو جائے گی جبکہ صبح کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے کامل تھا تو کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں آ جانے کی وجہ سے نہ ہوئی۔ فقہی مسائل میں احناف کے عقلی و نقلی دلائل کے انبار دیکھنے ہوں تو شرح معانی الآثار امام ابو جعفر طحاوی کی کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

✦ اذان کا آغاز کس طرح ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے خواب (۹۰-۱۸۹)

✦ اذان و اقامت کے کلمات دو دو بار کہے جائیں (۱۹۴) اذان میں ترجیع یعنی کلمات شہادت کو پہلے آہستہ پھر اونچی آواز سے کہنا ابتداء میں صرف تعلیم کے لیے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زید آہستہ آہستہ بولتے تھے اور حضرت بلال بلند آواز سے اذان کہتے جاتے۔

اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے

✦ لَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي۔

مجھے دیکھے بغیر (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوا کرو۔ (۱۹۵)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں ہے: ویقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ۔ امام وقوم (نماز کیلئے) حیّ علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابوقتادہ مرضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری و مسلم میں بھی گزری ہے (بخاری ج ۱ ص ۸۸) جبکہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال بلال قد قامت الصلوٰۃ نهض

فکبر۔ کہ جب حضرت بلال قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوتے اور تکبیر تحریمہ کہتے۔ (اعلاء السنن ج ۳ ص ۳۲۶، کنز العمال ج ۷ ص ۵۴، السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۶، مسند بزار ج ۸ ص ۲۹۸)

نووی شرح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے: یقوم اذا قال المودن قد قامت الصلوٰۃ وبه قال احمد عليه الرحمة (ج ۱ ص ۲۲۱، عمدة القاری ج ۵ ص ۱۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول و عمل تھا۔ جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمة کے بارے میں ہے کہ آپ حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوتے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۰، عمدة القاری ج ۵ ص ۱۵۳)

یعنی شرح بخاری میں قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نماز کیلئے اٹھنا مکروہ لکھا ہے اور اس قول کو مصنف میں ہشام بن عروہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (ج ۵ ص ۱۵۳) اس بارے میں مزید حوالہ جات 'طحاوی'، 'کنز الدقائق'، 'نور الايضاح'، 'تنوير الابصار' در مختار اور رد المختار میں استجاب کے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اقامت کے شروع میں نماز کیلئے کھڑے ہونا مکروہ و نادرست ہے۔ طحاوی نے فرمایا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ قہستانی نے اسے ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے ہونا مکروہ ہے۔ والناس عنها غافلون جبکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ ترمذی شریف ہی میں حضرت ابن مبارک علیہ الرحمة کا قول ہے کہ امام اگر مسجد میں موجود ہو تو اقامت کے وقت لوگ قد قامت الصلوٰۃ پہ کھڑے ہوں۔ (۵۹۲)

(بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ اقامت کے وقت بھی انگلیاں کانوں میں ڈالی جائیں (۱۹۷)

✦ جو اذان کہے وہی اقامت کہے (۱۹۹) یا یہ کہ خود مودن دوسرے کو اقامت کہنے کی اجازت دے دے۔ حدیث میں بلا اجازت و رضامندی مودن کے علاوہ دوسرے شخص کیلئے اقامت کہنے کی ممانعت ہے جو کہ مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے یعنی

بہتر یہی ہے کہ موذن خود ہی اقامت کہے۔ ترمذی میں بعض علماء کا یہ مسلک بیان کیا گیا ہے کہ موذن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے (۲۰۲) اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ بغیر وضو اذان نہ دی جائے۔ لَا يُؤذَنُ إِلَّا مُتَوَضِّئًا

✦ اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے۔ (۲۰۴)

✦ اذان و اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۲۱۲)

### نمازیں پانچ پڑھو، ثواب پچاس کا ملے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم کی گئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔

ثُمَّ نُودِيَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ  
الْخَمْسِ خَمْسِينَ (۲۱۳) ۴

پھر آواز دی گئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور آپ کیلئے (اور آپ کے صدقے پوری امت کیلئے) پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے۔

پھر ایک ایک نماز کا ثواب مزید بڑھایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے۔ (۲۱۵)

مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز کا ثواب اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ عمامہ شریف باندھ کر پڑھی گئی نماز کا ثواب میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن بھر روزے سے رہتا ہے اور ساری رات نوافل ادا کرتا ہے لیکن

جمعہ اور نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ اور جماعت سے اعراض کرتے ہوئے ان کے حق کو ہلکا سمجھے اور ان میں سستی کرتے ہوئے حاضر نہ ہو۔ (۲۱۸)

✦ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والے کو پوری رات کے قیام کا ثواب۔ (۲۲۱)

✦ جو چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرے اس کیلئے دوزخ اور نفاق سے برات کو لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲۲۱)

✦ نماز میں اونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (۲۲۲)

رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مجمع عام میں) فرمایا: **أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**۔ کیا میں تمہیں حضور علیہ السلام کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ **فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ**۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کیا۔

(۲۵۷)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور کئی صحابہ کرام اور تابعین عظام اسی کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم اور ان کے تابعین) کا یہی موقف ہے۔

✦ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام کو رکوع اور سجدے میں پانچ تسبیحات پڑھنی چاہئیں تاکہ مقتدی تین تسبیحات کو پاسکے۔ (۲۶۱)

✦ رکوع اور سجدہ میں قرأت کی ممانعت (۲۶۳) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ریشم سے مخلوط اور پیلے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا ہے۔

✦ سجدے میں چہرہ دو ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ (۲۷۱)

✦ سجدہ سات اعضاء پہ کرنا اور (نماز میں) کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹنا۔

(۲۷۳)

✦ جلسہ ۲ استراحت کے بغیر قیام کیلئے اٹھنا۔ (۲۸۸)

✦ تشہد میں انگلی اٹھانے کا ذکر (۲۹۴)

✦ سلام پھیر کر تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھنا اور اللھم انت السلام..... دعا

مانگنا (۳۰۰)

✦ اگر قرآن مجید نہ آتا ہو تو نماز میں حمد، تکبیر، تسبیح و تہلیل کرتے رہو۔ (۳۰۲)

✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۃ اعراف پڑھی۔

(۳۰۸)

✦ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ حضرت جابر (۳۱۳)

✦ مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت دعا سے پہلے درود شریف پڑھو۔

(۳۱۴)

✦ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی (مسجد اس علی التقویٰ) اس سے مراد

مسجد نبوی شریف ہے۔ (۳۲۳)

✦ تکبیر اولیٰ کو پانے کیلئے تیز چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث میں دوڑنے

کی ممانعت ہے) (۳۲۷)

حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گھل مل

کر رہتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چھوٹے بھائی سے (مزاحاً)

فرماتے:

يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔ اے ابوعمیر تغیر (پرندے) کو کیا ہوا۔ (۳۳۳)



✦ مقرر امام اور صاحب منزل کی اجازت کے بغیر نماز کی امامت نہ کی جائے۔

(۳۵۶)

✦ امام کو اجتماعی دعا کرنی چاہئے ورنہ خیانت ہوگی۔ (۳۵۷)

✦ نماز میں جماعی کوکھانسی کے ذریعے بھی روکا جاسکتا ہے۔ (۳۷۰)

✦ حضور علیہ السلام کی طویل نمازوں (نوافل) کا حال (۳۷۳)

✦ نماز میں سدل ثواب (کپڑے کو سر یا کندھوں پہ اس طرح لٹکانا کہ اس کے

دونوں سرے آپس میں نہ ملیں بلکہ لٹکے رہیں) مکروہ ہے۔ (۳۷۸)

✦ کولہوں پہ ہاتھ رکھ کر چلنا شیطانی چال ہے جس کو عربی میں اختصار کہتے ہیں

اس طرح نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۸۳)

✦ طویل قیام والی نماز افضل نماز ہے۔ (۳۸۷) بعض اس سے اگلی حدیث کی

بنا پر کثرت رکوع و سجود والی نماز کو افضل قرار دیا ہے جس میں ہے کہ جب کوئی شخص اللہ

تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے تو اس کا ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

(۳۸۸)

✦ حضرت علی کسی صحابی سے حدیث سنتے تو قسم لے کر تصدیق فرماتے۔

(۴۰۶) اس حدیث میں توبہ کی نماز کا ذکر بھی ہے۔

✦ بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (۴۰۷)

اس حدیث کی بنا پر امام احمد و اسحاق فرماتے ہیں کہ دس سال کے بعد بچے نے

جتنی نمازیں چھوڑیں ان کی قضا کرے۔

✦ طویل نماز کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک پر ورم آنا (۴۱۲)

✦ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (۴۱۳)

✦ صبح کی سنتوں سے لے کر نماز فجر کی ادائیگی تک گفتگو کرنے کو صحابہ و تابعین

مکروہ سمجھتے تھے۔ (۴۱۸)

✦ صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا جائے (۴۲۳)  
 عند الاحناف سنتوں کی قضا نہیں لہذا یہ سنتیں اگر پڑھے گا تو نوافل ہوں گے۔  
 ہاں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو جائیں اور اسی دن زوال سے پہلے قضا کرے گا تو  
 دونوں کو قضا کرے۔

✦ ظہر کی چار سنتیں نہ پڑھ سکا تو فرضوں کے بعد پڑھ لے۔ (۴۲۶)  
 ان کی فضیلت میں آتا ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعت  
 کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا گیا۔ (۴۲۷)  
 ✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کے بعد کی دو سنتوں کو گھر میں ادا فرمایا۔

(۴۳۲)

✦ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتا ہے (اس لیے نیند میرا وضو  
 نہیں توڑ سکتی) (۴۳۹)

اکل نور و شرب نور و خواب نور

امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی

حضرت بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفیٰ بصرہ کے قاضی تھے اور  
 بنی قشیر (قبیلہ) کی امامت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں اس آیت  
 کی تلاوت کی۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ (المدثر)

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ بڑا تنگی کا دن ہوگا۔

خرمیتا۔ آپ گرے اور روح پرواز کر گئی۔ (راوی کہتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں  
 کسی سے سن کر یہ واقعہ بیان کر رہا ہوں بلکہ چشم دید گواہ ہوں) وَكُنْتُ فِي مَنِّ  
 احْتَمَلَةٌ إِلَى دَارِهِ۔ میں خود ان کو اٹھا کر گھر پہنچانے والوں میں سے ہوں۔ (۴۳۵)  
 ✦ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر رات اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطاؤں کی طرف

بلائی رہتی ہے۔ (۴۴۶)

✦ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے قدرے اونچی آواز سے پڑھنے کا

حکم دیا اور حضرت عمر کو ذرا آہستہ آواز سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ (۴۴۷)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک ہی آیت میں ساری رات گزار دی۔ (۴۴۸)

✦ نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ (۴۵۰) فرمایا گھر میں بھی

نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ (۴۵۱)

## أَبْوَابُ الْوَتْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان)

✦ نماز وتر کو سرخ اونٹوں (ہر نعمت) سے بہتر قرار دیا۔ (۴۵۲)

✦ وتروں کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت (بمعنی واجب) ہے۔ (۴۵۳)

✦ جس شخص کو اپنے اوپر رات کو اٹھنے کا اعتماد نہ ہو اس کو سونے سے قبل وتر ادا

کر لینے چاہئیں۔ (۴۵۵)

✦ حضور علیہ السلام نے رات کے اول درمیان اور آخر میں وتر پڑھے ہیں۔

(۴۵۶)

✦ وتر کی تین رکعتوں کا بیان (۴۵۹) پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں

الکفرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ (۴۶۲)

✦ وتروں کی قضا کی جائے گی۔ (۴۶۵)

✦ نماز چاشت کی بارہ رکعتوں پہ جنت میں سونے کے محل کی خوشخبری (۴۷۳)

✦ فتح مکہ کے موقع پہ (بڑی مصروفیت کے باوجود) حضور علیہ السلام نے

چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۴۷۴)

✦ چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے پڑھنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر

کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۴۷۶)

✦ نماز حاجت، استخارہ اور صلوٰۃ التَّسْبِيح کے ابواب۔ (باب ۱۹-۱۸-۱۷)

حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ (نماز میں) آپ پہ سلام کس طرح بھیجنا ہے (السلام علیک ایھا النبی) یہ فرمائیں (کہ صلوٰۃ علیہ کے حکم پہ عمل کرتے ہوئے) درود شریف کس طرح پڑھیں۔ تب آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم دی۔ (۴۸۳)

اس کے بعد درود شریف کی فضیلت پہ احادیث ہیں۔

یادوں کے چراغوں کی لو اور بڑھاؤں میں  
اب نام ترا آقا آنکھوں سے لگاؤں میں  
کب نور حقیقت کا دیدار مجھے ہو گا!  
کب تک تری فرقت میں اشکوں کو بہاؤں میں  
یہ شے ہو کہ وہ شے ہو مجھ کو نہ طلب ہو گی  
اک تیری محبت کو سینے میں بساؤں میں  
جالی ترے روضے کی کب سامنے آئے گی!  
اللہ کرے در پر اک دن ترے آؤں میں  
مجھ کو بھی میسر ہو ماحول مدینے کا!  
اک گھر تیری بستی میں اے کاش بساؤں میں  
مہلت جو غم گلشن مجھ کو دے نوید اتنی!  
کچھ پھول درودوں کے ہونٹوں پہ اگاؤں میں

(محمد نوید رحمانی)

✦ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفَ بَيْنِ

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَيَّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۸۶) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ درود پڑھے بغیر دعائیں و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

## أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

✦ جمعہ کی افضلیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے (ثابت ہوا کہ بظاہر کوئی چیز خیر نظر نہ بھی آئے مگر مایول کے اعتبار سے اس میں خیریت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور موت بھی۔ قرآن پاک میں ہے: کتب علیکم القتال و هو کرہ لکم و عسی ان تکرہوا شیئا و هو خیر لکم) (۲۸۸)

✦ جمعہ کے دن مقبول گھڑی بعد العصر تا مغرب ہے۔ (۲۸۹)

✦ جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آئے اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی

سے خطبہ سنے تو ایک ایک قدم پہ ایک ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب (۲۹۶)

✦ جمعہ کے دن پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب (۲۹۹)

✦ استن حنانہ از ہجر رسول۔ نالہ می زد ہچوار باب عقول (۵۰۵)

✦ دوران خطبہ اتنا کلام بھی کہ کسی کو کہا ”چپ ہو“ لغو ہے یعنی ثواب کو ضائع

کرنے والا ہے۔ (۵۱۲)

✦ جمعہ کے دن گردنیں پھلانگنے والا ایسے ہے جیسے اس نے دوزخ کی طرف

پل بنا لیا۔ (۵۱۳)

✦ حضور علیہ السلام دوران خطبہ صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

(۵۱۵)

✦ جمعہ کی ایک اذان کا حضرت عثمان کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ (۵۱۶)

✦ جمعہ کے فرضوں کے بعد دو اور چادر رکعتوں کا ذکر (۲۳-۵۲۱)  
 ✦ حضور علیہ السلام کا حکم ماننا آپ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے سے بھی افضل بلکہ دنیا کی ساری دولت خرچ کر دی جائے تو وہ ثواب نہیں مل سکتا جو آپ کے حکم پہ عمل کرنے میں ملتا ہے۔ (۵۲۷)

## أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ (عیدوں کا بیان)

✦ عذر نہ ہو تو عیدین کی نماز کیلئے پیدل چل کر جانا سنت ہے۔ (۵۳۰)  
 ✦ عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں (لہذا نوافل وغیرہ بھی نہ پڑھے جائیں نہ گھر میں اور نہ عید گاہ میں) (۵۳۷)  
 ✦ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں آج کے دور میں میرے نزدیک عورتوں کا نماز عید کیلئے جانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت ضروری جانا چاہے تو اس کا خاوند اسے پرانے کپڑوں میں بغیر زینت کے جانے کی اجازت دے سکتا ہے اور اگر وہ اس طرح جانے سے انکار کرے تو خاوند کو روکنے کا حق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اگر حضور علیہ السلام عورتوں کی آج کی بدعات دیکھتے تو منع فرمادیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا۔ (۵۴۰)

✦ عید گاہ کی طرف نماز عید کیلئے آتے جاتے راستہ بدلنا مستحب ہے۔ (۵۴۱)  
 ✦ عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اس حدیث کی بنا پر علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔ (۵۴۲)

## أَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)

✦ سفر میں سنن و نوافل نہ پڑھنے کی رعایت ہے (۵۴۳) وقت میں گنجائش ہو تو پڑھنے میں ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ

السلام سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور بعد نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حدیث ۵۵۰ کے تحت یہی بات ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ اگرچہ اس میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نہ پڑھے اس نے رخصت پہ عمل کیا اور جس نے پڑھ لیے اس کیلئے زیادہ فضیلت ہے اور اکثر علماء کا مختار مذہب یہی ہے کہ سفر میں نفل پڑھے جائیں۔

✦ دو نمازوں کو جمع صوری کے طور پہ جمع کرنا کہ پہلی کو بالکل آخری وقت میں اور دوسری کو بالکل اول وقت میں ادا کرنا (۵۵۳) حقیقی جمع صرف حج کرنے والوں کیلئے میدان عرفات و مزدلفہ میں جائز ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھا جاتا ہے جبکہ جمع صوری میں بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ہر نماز اپنے اپنے وقت پہ ادا کی جاتی ہے۔

✦ نماز استسقاء کا بیان (۵۵۶) عندالاحناف یہ محض دعا ہے اگر نماز پڑھنا چاہیں تو اکیلے اکیلے پڑھ لیں۔ اس میں نہ جماعت ہے اور نہ خطبہ چادر الثنا بھی کوئی ضروری نہیں کیونکہ دعا میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

✦ صلوٰۃ کسوف کا ذکر (۵۶۰) ہمارے ہاں اس کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کی روایت کو حضرت عائشہ کی روایت پہ ترجیح ہے جس میں زیادہ رکوعوں کا ذکر ہے کیونکہ عورتوں کی بہ نسبت مردوں کی صفیں امام کے قریب ہوتی ہیں اور ویسے بھی کوئی نماز ایسی نہیں جس میں ایک سے زیادہ رکوع ہوں۔

✦ صلوٰۃ الخوف کا بیان (۶۵-۵۶۴)

✦ رات کا وظیفہ رہ جائے تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو پڑھنے کا ثواب ہی ملے گا۔ (۵۸۱)

✦ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ اس کا سر گدھے کا سا ہو جائے (۵۸۲)

✦ نماز میں التفات (ادھر ادھر دیکھنا) شیطان کا پھسلانا ہے۔ (۵۹۰)

✦ مغرب کے بعد کی نماز گھر کی نماز ہے۔ (۶۰۴)

✦ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا اچھا ہے۔ (۶۰۵)

## أَبْوَابُ الزَّكَاةِ (زکوٰۃ کے باب)

✦ دولت والے خسارے میں ہیں مگر وہ جو بہت خرچ کرتے ہیں۔

ہكذا وهكذا وهكذا (۶۱۷)

✦ عالم یا محدث کے سامنے سماع کے طریقے پہ پڑھنا جیسا کہ اعرابی نے حضور

علیہ السلام پر دہرایا اور آپ نے اقرار فرمایا۔ دیکھئے حدیث (۶۱۹)

✦ حضور علیہ السلام شرعی احکام میں جس طرح چاہیں استثناء فرمادیں جیسا کہ

حدیث ۶۲۰ میں ہے۔ تحقیق مزید کے لئے دیکھئے امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ امام سیوطی کی خصائص کبریٰ اور اعلیٰ حضرت کی الامن والعلیٰ۔

✦ ایماندار عامل (حکومتی ملازم) گھر لوٹنے تک مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح

ہے۔ (۶۳۵)

✦ زکوٰۃ امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ (۶۳۹)

✦ غنی و تندرست آدمی زکوٰۃ نہ لے۔ (۶۵۲) لیکن تندرست شخص اگر محتاج

ہے تو اس کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی۔ (ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہ ہمارے لیے صدقہ جائز ہے اور نہ ہمارے

غلاموں کے لئے۔ (۶۵۶)

✦ رشتہ دار کو زکوٰۃ و صدقہ دینے کا دوہرا ثواب ہے۔ ایک ادائیگی فرض دوسرا

صلہ رحمی۔ (۶۵۸)

✦ إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ۔ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق



ہے۔ (۶۵۹)

✦ صدقہ رحمن کے دائیں ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (اجر و ثواب

کے اعتبار سے) پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔ (۶۶۱)

حدیث ۶۶۲ میں ہے: حَتَّىٰ إِنَّ اللَّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ۔ یہاں تک کہ ایک

لقمہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق قرآن مجید میں ہے:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ۔

✦ مال کے ذریعے میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبوبیت بڑھتی گئی

(صفوان بن امیہ) مؤلفہ قلوب کے بارے میں حکم کہ ان کو اب زکوٰۃ دی جائے یا نہ یہ

وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو مال کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاتا تھا۔ حَتَّىٰ

أَسْلَمُوا یہاں تک کہ اسلام لے آئیں۔ (۶۶۶)

✦ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم (۶۷۷)

✦ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ (۶۷۸)

## أَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)

✦ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بھی رمضان شریف کا مہینہ زیادہ تر

اتیس دنوں کا ہوتا تھا۔ (لہذا اس بارے میں ہلال کمیٹی والوں پر روزہ کھالینے کا الزام

حماقت ہے) (۶۸۹)

✦ ایک آدمی کی گواہی پر حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کا اعلان کروا دیا۔

(۶۹۱)

✦ چاند دیکھنے میں مطلع کا اعتبار (۶۹۳)

✦ روزہ دار کا جھوٹ بولنا بہت ہی سخت گناہ ہے۔ (۷۰۷)

✦ حاملہ اور مرضعہ (اسی طرح مسافر) کیلئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت (۷۱۵)

✦ پچھنے لگوانے سے کرنے (جبکہ قصداً منہ بھرنہ ہو) اور احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷۱۹)

✦ بھول کر کھاپی لیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (۷۲۱)

✦ جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۷۲۳)

✦ مسواک کرنے، سرمہ لگانے، بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۷۲۵-۲۶-۲۷)

✦ نفلی روزہ توڑنے پہ قضا کا حکم (۷۳۵)

✦ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے میں کراہت ہے۔ (۷۳۳)

✦ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے سال قبل اور سال بعد کے گناہ معاف (جبکہ

میدان عرفات میں نہ ہو) (۷۵۰) یہی فضیلت عاشوراء کے روزے کی ہے۔

(۷۵۲)

✦ ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے جہاد کے برابر جس جہاد میں مجاہد اپنا

سب کچھ لٹا کر شہید ہو جائے۔ (۷۵۷)

✦ شوال کے چھ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر (۷۵۹) یہی فضیلت ایام

بیض (چاند کی تیرہ چودہ پندرہ) کی ہے۔ (۷۶۰)

✦ روزانہ روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ (۷۶۷)

✦ صوم وصال اور حضور علیہ السلام کی بے مثلیت (۷۷۸)

✦ جنبی شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (۷۷۹)

✦ روزہ دار ناک میں پانی ڈالتے ہوئے (اسی طرح کلی کرتے ہوئے بھی)

مبالغہ سے کام نہ لے۔ (۷۸۸) اعتکاف اور شب قدر کا باب (۷۱-۷۲)

✦ حضور علیہ السلام نے صرف تین دن نماز تراویح پڑھائی۔ (۸۰۶)

## أَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

- ✦ حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کچیل کو اور حج مقبول کا ثواب جنت ہے۔ (۸۱۰)
- ✦ اگر میں نعم (ہاں) کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۸۱۴)
- ✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمروں کا ذکر (۸۱۶)
- ✦ عورت احرام میں نہ نقاب ڈالے اور نہ دستاں پہنے۔ (۸۳۳)
- ✦ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔ (۸۵۵)
- ✦ حضرت عمر نے حجر اسود سے فرمایا اگر میں نے حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تمہیں چوم رہے ہیں تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ (۸۶۰)
- ✦ جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (۸۶۶)
- ✦ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۸۷۴)
- ✦ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز پڑھنا ہے۔ (۸۷۶)
- ✦ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا نام لیا بھی ہے تو کس انداز سے۔ (۹۰۶)
- ✦ حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک حضرت طلحہ کو دے کر فرمایا: اَقْسِمُ بِبَيْنِ النَّاسِ - لوگوں میں (بطور تبرک) تقسیم کر دو (۹۱۲) اس حدیث میں حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈوانا ثابت ہے۔
- ✦ بچہ حج کرے تو والدین کو ثواب ملتا ہے۔ (۹۲۳)
- ✦ حج اکبر قربانی کا دن ہے۔ (۹۵۷)
- ✦ حضرت عائشہ زمزم شریف گھر لے جاتیں اور فرماتی تھیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

كَانَ يَحْمِلُهُ - حضور علیہ السلام بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ (۹۶۳)  
 آج کل زمزم شریف لانے پر بعض سعودی پاکستانیوں کو کہتے ہیں: ہذا ماء  
 ایس فی الباکستان ماء۔ یہ پانی ہی تو ہے، کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا؟

## أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان)

✦ مومن کو کوئی بھی تکلیف آئے خواہ کاٹھا ہی چھبے تو اس کا ایک درجہ بلند ہوتا  
 ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (۶۶-۹۶۵)

✦ بیمار کی عیادت کرنے والا مسلسل جنت کے پھل کھاتا رہتا ہے۔ (۹۶۷)  
 ✦ حضور علیہ السلام کے دور میں جس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا بعد میں اس  
 کے پاس چالیس ہزار درہم مگر پھر بھی موت کی تمنا کرنا چاہتے تھے۔ اگر حضور علیہ السلام  
 نے منع نہ فرمایا ہوتا تو گر گزرتے۔ (۹۷۰)

✦ دعا کے ذریعے بیمار کو دم کرنا۔ (۹۷۳)

✦ اللہ کی راہ میں کل مال کی وصیت کرنے والے کو جس کی اولاد مالدار تھی حضور

علیہ السلام نے تیسرے حصہ کی وصیت پہ بڑی مشکل سے منایا۔ (۹۷۵)

✦ حضور علیہ السلام کو موت کی شدید تکلیف ہوئی۔ (۹۷۹)

✦ موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ ایمان کی علامت ہے۔ (۹۸۲)

✦ موت کے وقت امید و خوف کا ہونا رب کی رحمت کی دلیل ہے۔ (۹۸۳)

✦ موت کی تشہیر کرنے سے پرہیز کیا جائے (یعنی اعلان کرنا کہ فلاں آدمی مر

گیا ہے اس کے جنازے میں شریک ہوں) (۸۶-۹۸۵)

✦ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان بن مظعون کی موت کے بعد ان کا بوسہ

لیا۔ (۹۸۹)

✦ مرنے والے کی اچھائیوں کو بیان کرو اس کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔ (۱۰۱۹)

- ✦ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا (۱۰۲۴)
  - ✦ جنازہ میں تین صفیں ہوں تو مرے والے کی بخشش ہوگئی۔ (۱۰۲۸)
  - ✦ جو جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔
- (۱۰۴۱)

- ✦ قبروں پہ چلنا اور ان پہ بیٹھنا منع ہے۔ (۱۰۵۰)
- ✦ حضرت عائشہ اپنے بھائی کی قبر پہ گئیں (۱۰۵۶) لہذا عورتوں کیلئے زیارت قبور کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جائیں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔
- ✦ مرنے والے کی تعریف اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (۱۰۵۸)

- ✦ جمعرات یا جمعہ کو مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۱۰۷۴)
- ✦ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ (۱۰۷۷)

## اَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

- ✦ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں:
  - (۱) حیا کرنا (۲) عطر لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔ (۱۰۸۰)
  - ✦ رشتے میں دینداری کو ملحوظ خاطر رکھو (نہ کہ مال و جمال کو) (۱۰۸۴-۸۵-۸۶)
  - ✦ منگیتر کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا نکاح کو قائم رکھنے کیلئے زیادہ مفید ہے۔
- (۱۰۸۷)
- ✦ نکاح کرنے والے کو یوں دعا دی جائے بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ (اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کو بھلائی پر جمع فرمائے) (۱۱۹۱)
  - ✦ حضرت صفیہ سے نکاح پہ حضور علیہ السلام نے ستوؤں اور کھجوروں سے ولیمہ

کیا۔ (۱۰۹۵)

✦ نکاح کے خطبہ میں سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ احزاب کی آیت

پڑھنا۔ (۱۱۰۵)

✦ حلالہ میں صحبت کا شرط ہونا۔ (۱۱۱۸)

✦ نکاح شغار (وٹہ سٹہ جس میں حق مہرنہ ہو) منع ہے۔ (۱۱۲۳)

✦ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آ

سکتیں۔ (۱۱۲۵)

## أَبْوَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان)

✦ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ۔ بے شک اللہ تعالیٰ

نے جو رشتہ نسب سے حرام فرمایا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام کیا ہے۔ (۱۱۴۷-۴۸)

✦ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کو مان لیا گیا۔ (۱۱۵۱)

✦ بچپن (دو سال سے کم عمر) کی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۱۵۲)

✦ حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) حاضر

ہوئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے نیچے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پہ بیٹھ

گئیں۔ (۱۱۵۳)

✦ (زنا سے بچنے کی ایک تدبیر کہ) کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس جا

کر حقوق زوجیت ادا کرے۔ (۱۱۵۸)

✦ شوہر بیوی کو بلائے تو وہ تنور سے اٹھ کر بھی اس کی حاجت پوری کرے۔

(۱۱۶۰)

✦ اپنی عورت سے بھی غیر فطری حرکت کرنے کی ممانعت (۱۱۶۴)

- ✦ اپنے خاوند کے سوا دوسرے کیلئے زینت کرنے والی عورت قیامت کی تاریکی کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہوگی۔ (۱۱۶۷)
- ✦ کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر بھی نہ کرے۔ (۱۱۷۰)
- ✦ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔ (۱۱۷۳)
- ✦ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ستاتی ہے تو بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی اس عورت کو کہتی ہے خدا تجھے غرق کرے اس کو تکلیف نہ پہنچا یہ تو تیرے پاس (چند روز کا) مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا (۱۱۷۴) رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہونے والے یہ معاملات حوریں کیسے جان لیتی ہیں۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں کا انکار کیوں؟ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب کہا کہ صرف علم نہیں ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں!  
 اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں  
 ہر لحظہ تسلی ہے، ہر آن تسلی ہے  
 ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں  
 کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں  
 ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں  
 معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت  
 اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں!  
 بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں  
 بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مولانا محمد علی جوہر

## أَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ

### (طلاق اور لعان کا بیان)

✦ حیض کی حالت میں طلاق رجعی (ایک یا دو) دے دی ہے تو اس سے رجوع کر لینا چاہئے (مگر وہ طلاق شمار کی جائے گی) (۱۱۷۵)

✦ حضرت عمر نے فاطمہ بنت قیس کی بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ایک عورت (اگرچہ صحابیہ ہے) کی بات پہ کتاب و سنت کو نہیں چھوڑا جاسکتا ہے نہ معلوم اسے یاد رہا ہو یا بھول گئی ہے۔ (۱۱۸۰)

✦ دل میں طلاق کا خیال لانے سے یا وسوسہ آنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

(۱۱۸۳)

✦ طلاق سنجیدگی اور مذاق دو حالتوں میں ہو جاتی ہے۔

جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ (۱۱۸۴)

✦ بلاوجہ خلع یعنی والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (۱۱۸۷)

✦ عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا

اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کچی بے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

(۱۱۸۸)

✦ دیوانے اور بے سمجھ کی طلاق نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں عطا بن عجلان

ضعیف اور ذاہب الحدیث ہیں مگر صحابہ و تابعین کا اس پہ عمل ہے کہ دیوانے اور مغلوب

العقل کی طلاق نہیں ہوتی لیکن وہ دیوانہ جس کو کبھی ہوش آ جاتی ہو تو اس نے افاقہ کی

حالت میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔ (۱۱۹۱)

ثابت ہوا کہ حدیث کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود اس کی بیان کی ہوئی



حدیث معمول بہ ہو سکتی ہے۔

✦ الطلاق مرتن کا شانِ نزول (۱۱۹۲)

✦ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے (نہ کہ ابعد الاجلین کما قال ابن

عباس رضی اللہ عنہما) (۱۱۹۲)

✦ ایلاء، ظہار اور لعان کی احادیث (۱۱۹۸ تا ۱۲۰۳)

## أَبْوَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان)

✦ حلال و حرام واضح ہے اور شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرو ورنہ حرام کا ارتکاب

کر بیٹھو گے۔ (۱۲۰۵)

✦ وصال کے وقت بھی حضور علیہ السلام کی زرہ بیس صاع غلہ کے عوض گروی

رکھی ہوئی تھی اس کا مطلب ہے آخری وقت تک فقر محمدی اختیار ہی قائم رہا۔ (۱۲۱۳)

✦ خرید و فروخت کے وقت تحریر یوں ہو ”فلاں نے فلاں سے یہ چیز خریدی

ہے جس میں نہ بیماری ہے نہ دھوکہ ہے اور نہ وہ حرام ہے اور یہ مسلمان کا مسلمان سے

سودا ہے۔ (۱۲۱۶)

✦ نیلام عام کرنا جس طرح حضور علیہ السلام نے ایک ٹاٹ اور پیالے کا کیا۔

اس کو بَيْعٌ مِّنْ يَزِيدُ کہتے ہیں یعنی اس سے زیادہ ریٹ لگانے والا کون ہے؟ (۱۲۱۸)

✦ جانور کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے جبکہ نقد و نقد ہو۔ (۱۲۳۷)

✦ شراب سے متعلق دس آدمیوں پہ لعنت، نچوڑنے والا، نچروانے والا، پینے والا،

اٹھانے والا، جس کیلئے اٹھا کر لائی گئی، پلانے والا، بیچنے والا، اس کی قیمت کھانے والا،

خریدنے والا اور جس کیلئے خریدی گئی۔ (۱۲۹۵)

✦ تنگ دست کو مہلت دینے پر بخشش، ایسا شخص قیامت کے دن عرش کے

سائے میں ہوگا يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱۳۰۶-۷)

✦ مسجد میں خرید و فروخت سے منع کیا گیا (جبکہ سامان مسجد کے اندر ہو)۔

(۱۳۲۱)

## أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ (احکام کا بیان)

✦ حاکم غور و فکر سے فیصلہ کرے کیونکہ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے

ہیں ورنہ ایک اجر کا خطا کی صورت میں بھی حقدار ہوتا ہے۔ (۱۳۲۶)

✦ حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا اگر کتاب و سنت میں مسئلہ نہ ملے گا تو

أَجْتَهِدُ رَأْيِي میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خوش ہو

کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی۔ (۱۳۲۷)

✦ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران

ہوگا اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔ (۱۳۲۹)

✦ رشوت لینے اور دینے والا دونوں لعنتی ہیں۔ (۱۳۳۶)

✦ اگر غیر مستحق کے حق میں بھی فیصلہ ہو جائے تو اس کو وہ چیز لینا جائز نہیں

ہے۔ (۱۳۳۹)

✦ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ قسم اٹھائے۔ (۱۳۴۰)

✦ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك كاشان نزول (۱۳۶۳)

✦ اولاد کو عطیہ دیتے ہوئے برابری کرنے کی تعلیم (۱۳۶۷)

✦ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو شفعہ کا حق ختم۔

(۱۳۷۰)

شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے بعض علماء کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ

ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

✦ گرے ہوئے کوڑے کو اٹھانے کی تین سال تشہیر کا حکم دیا گیا۔ (۱۳۷۲)

اگلی حدیث کے تحت اس بارے میں مختلف مذاہب کا بیان ہے۔  
 ✦ جب انسان مر جاتا ہے تو تین کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے  
 ہیں وہ تین اعمال یہ ہیں۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور مرحوم کیلئے دعا کرنے والی نیک  
 اولاد۔ (۱۳۷۶)

✦ مزارعت یعنی حصے پر زمین دینا یا بٹاتی پہ کھیت دینے کے بارے میں مختلف  
 مذاہب (۱۳۸۳) امام صاحب کے ہاں ناجائز ہے جبکہ صاحبین اسے جائز کہتے ہیں  
 اور اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں دیکھئے بہار شریعت ج ۱۵، ص ۹۹ اور فتویٰ صاحبین  
 کے قول پر ہی ہے۔

## أَبْوَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام نے دیت میں کل ایک سو اونٹ مقرر فرمائے۔ (۱۳۸۶)  
 اور نقدی کی صورت میں بارہ ہزار درہم (۱۳۸۸) امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہزار  
 دینار سونے کے یا دس ہزار درہم چاندی ہے۔ لما روی عن عمر رضی اللہ عنہ  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالدية فی قتیل بعشرة الاف درہم  
 کذا فی اللمعات (حاشیہ ۶، ترمذی ج ۱ ص ۲۵۸)

✦ ایسے زخم کی دیت جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے پانچ اونٹ ہے۔ (۱۳۹۰)  
 ✦ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ایک انگلی کی دیت دس اونٹ  
 چھینگی اور انگوٹھا دیت میں برابر ہیں۔ (۹۲-۱۳۹۱)

✦ دیت معاف کرنے پہ اجر ملنے کی بات سن کر تصدیق چاہی کہ واقعی حضور  
 علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور پھر دیت معاف کر دی۔ (۱۳۹۳)

✦ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مسلمان کا قتل ہو جانا ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے  
 زیادہ بھاری ہے۔ (قرآن میں ہے فکانما قتل الناس جمیعا) (۱۳۹۵)

✦ قیامت کے دن (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے قتل و خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ (۱۳۹۶)

✦ ایک مسلمان کے قتل میں تمام اہل زمین شریک ہوں تو سب جہنمی ہیں۔

(۱۳۹۸)

✦ بیٹے سے باپ کا قصاص لیا جائے گا مگر باپ سے بیٹے کا نہیں۔ (۱۳۹۹)

لان الوالد سبب لوجود الولد فلا یكون هو سببا لعدمه . كذا فی اللمعات .

✦ مرتد شادی شدہ زانی اور قاتل کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں۔ (۱۴۰۲)

✦ (قصاص میں مثلہ کرنے کی بجائے) اچھے طریقے سے قتل کرو اور جانور کو

بھی عمدہ طریقے سے ذبح کرو کہ چھری تیز ہوتا کہ ذبیحہ کو راحت ملے۔ (۱۴۰۹)

✦ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے (بقول بعض اہل علم جبکہ مقتول

ذمی نہ ہو) (۱۴۱۲)

✦ اپنے مال (و جان و دین، اہل و عیال) کی حفاظت میں مرنے والا شہید

ہے۔ (۲۱-۲۰-۱۹-۱۴۱۸)

## أَبْوَابُ الْحُدُودِ (ہمز اول کا بیان)

✦ سونے والے پرنابالغ بچے پر اور پاگل پر حد واجب نہیں۔ (۱۴۲۳)

✦ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جبکہ معافی کا کوئی راستہ ہو

حاکم کا غلطی سے معاف کرنا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔ (۱۴۲۴)

✦ جرم کا اعتراف کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے پھر جائے تو اس سے حد

ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کے بارے میں فرمایا کہ

اگر وہ پتھر لگنے سے بھاگنے لگا تھا تو تم نے اسے چھوڑ دینا تھا (گویا کہ وہ اپنے اعتراف

سے پھر گیا تھا۔ ہاں اگر گواہوں سے جرم ثابت ہو تو بھاگنے کے باوجود سزا مکمل کی جائے گی۔ لان ہزبہ رجوع ظاہر و رجوعہ یعمل فی اقرار و لافی رجوع الشہود) (۱۲۲۸-۲۹)

✦ سنگسار کی جانیوالی کا حضور علیہ السلام نے خود جنازہ پڑھایا اور فرمایا۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پہ تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ (۱۲۳۵) جبکہ حدیث ۱۲۲۹ میں ہے کہ اسلم قبیلہ کے شخص کو رجم کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ وقیل فی الجمع بانہ علیہ السلام لم یصل و امر غیرہ بالصلوۃ علیہ ثم دعا لہ بعد عدۃ ایام و صلی الغامدیۃ و امراۃ اخری لتو بتہما کما فی ابی داؤد و فی حدیث الترمذی رقم (۱۲۳۵)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کیا (۱۲۳۶) اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ جب اہل کتاب اپنا جھگڑا مسلمان حکمران کے پاس لائیں تو ان کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے گا۔

✦ شرابی کی سزا صحابہ و تابعین اہل علم کے نزدیک اسی کوڑے طے ہو گئی۔

(۱۲۳۳)

✦ (دوسروں کی عبرت کیلئے) چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن سے لٹکا دینا۔

(۱۲۴۷)

✦ جہاد کے موقع پہ چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے (کہیں وہ دشمن کے ساتھ مل نہ

جائے) (۱۲۵۰)

✦ چوپائے سے بد فعلی کر نیوالے اور لوطی کی سزا (۱۲۵۵-۵۶)

✦ جادوگر کی سزا تلوار کی ایک مار ہے۔ (۱۲۶۰)

✦ کسی کو ہجرہ یا یہودی کہنے کی سزا بیس درے (۱۲۶۲) وقال الطینی فیہ

توریه وایہام لانہ یحتمل ان یراد بہ الکفر والذلة لان الیہود مثل فی الذلة والصغار والحمل علی الثانی ارجح للدرء فی الحدود و علی هذا المخذ (حاشیہ نمبراً ترمذی ج ۱ ص ۲۷۱)

تغزیر کا بیان اور اس کے بارے میں تفصیل (۱۳۶۳)

## أَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان)

✦ سدھارے ہوئے کتے اگرچہ شکار کو مار ڈالیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو تو اس شکار کو کھالو اور تیرا اگر چوڑائی کی طرف سے لگے اور جانور مر جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ (۱۳۶۳)

سدھارے ہوئے کتے کی تعریف کرتے ہوئے علماء فرماتے ہیں کہ اس میں تین اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱- اذا اشلی استشلی۔ جب اس کو شکار کے پیچھے بھگایا جائے تو بھاگ پڑے۔

۲- واذا زجر انجز۔ جب اس کو واپس بلایا جائے تو واپس آ جائے (یا جب اس کو روکا جائے تو رک جائے)۔

۳- واذا اخذ الصید امسک ولم یاکل منه۔ جب کسی جانور کو پکڑے تو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے۔

فاذا فعل ذلك مراراً و اقلها ثلاثاً کان معلماً یحل بعد ذلك قتلها۔ جب ایسا کئی مرتبہ اور کم از کم تین مرتبہ کرے تو وہ سکھایا ہوا یا سدھارا ہوا شکاری کتا ہے۔ (ہکذا قال القاری فی شرح الموطا و کذا قاله الطیبی۔ ترمذی۔ ص ۲۱۷ ج ۱ حاشیہ ۴) اور کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑا جائے (حدیث ۱۳۶۵) مجوسی کے کتے کا شکار کھانے کی اجازت نہیں (۱۳۶۶) اکثر فقہا فرماتے ہیں

کہ شکاری باز نے اگر شکار میں سے کچھ کھا بھی لیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ (۱۴۶۷)

✦ تیر لگا ہوا شکار غائب ہو گیا اور مر گیا تو اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہارے تیر

سے ہی مرا ہے تو کھالو (۱۴۶۸) پانی میں گر کر مرا ہو تو نہ کھاؤ (۱۴۶۹)

✦ چھری کے علاوہ پتھر (یا کسی اور دھاری دار چیز چاہے بانس وغیرہ ہی

ہو۔ ۱۴۹۱) سے جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے (۱۴۷۲) خرگوش کھانا اکثر علماء نے  
جائز کیا ہے اور بعض نے مکروہ۔ ایضاً

✦ کچلی والا درندہ اور بچوں والے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا۔ اسی طرح

زندہ جانور کا گوشت کاٹ لیا (بغیر ذبح کیے) وہ بھی حرام و مردار ہے۔

(۱۴۸۰-۱۴۷۷-۷۸)

✦ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔ (۱۴۸۲)

✦ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ حمل گرا دیتے ہیں اور بینائی ختم کر

دیتے ہیں۔ (۱۴۸۳)

✦ بد کے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ مارا جہاں بھی لگ جائے حلال ہے۔

(۱۴۹۲)

فیہ دلیل علی ان الحيوان الانسى اذا توحش ونفر فلم يقدر علی

قطع مذبحه بصير جميع بدنه كالمذبح (طیبی حاشیہ نمبر ۱، ترمذی ج ۱ ص ۲۷۵)

## أَبْوَابُ الْأَضَاحِي (قربانیوں کا بیان)

✦ قربانی کے جانور کا خون زمین پہ گرنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے۔

(۱۴۹۳)

✦ حضرت علی المرتضیٰ دو دنوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے

اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے اور فرماتے: میں یہ کبھی نہ چھوڑوں گا کیونکہ مجھے

حضور علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ (۱۴۹۵)

✦ چھ ماہ کے چھترے کی (جو دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے) قربانی جائز ہے  
(اسی طرح دنبے کی بھی) (۱۴۹۹)

✦ ٹوٹے سینگھ اور بٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی نہ کی جائے  
(۱۵۰۴) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

✦ ہر سال ہر گھر والوں پر (جو صاحب نصاب ہوں) قربانی (واجب) ہے۔

(۱۵۱۸)

یہ حدیث دلیل ہے احناف کی کہ قربانی کا درجہ وجوب کا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَلِيٌّ كُلُّ أَهْلِ بَيْتِي فِي كُلِّ عَامٍ أَوْ عَلِيٌّ لَزُومٍ كَيْلَيْهِ آتَا هَيْ جَيْسَا كَه حَجِّ كَبَارِئِ مِيں فرمایا: وَاللَّهُ عَلِيٌّ النَّاسِ حَجِّ الْبَيْتِ .

### چند شبہات کا ازالہ

قربانی کے حکم پہ عقل پرستوں کے بعض شبہات کے جوابات

۱۔ بعض ملحد قسم کے دانشوروں نے قربانی سے متعلق عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قربانی مکہ معظمہ کے ساتھ خاص ہے اور وہ بھی کسی عبادت کے طور پر نہیں بلکہ حجاج کی مہمانی کے طور پر ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر صرف اتنا ہی تھا کہ حجاج کی مہمانی ہو جائے تو پھر

✦ نماز عید سے پہلے اور بعد کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ شہر والوں کیلئے

نماز سے پہلے ذبح کرنا ممنوع کیوں ہے؟

✦ ۱۲ ذی الحجہ کی شام کے بعد قربانی ممنوع ہو جانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا

۱۳ ذی الحجہ کو حجاج مکہ میں نہیں رہتے؟

✦ اگر صرف مہمانی مقصود تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی



عمر وغیرہ کے لحاظ سے جو شرائط بیان فرمائی ہیں ان کی کیا ضرورت تھی؟  
 ✦ کیا مہمان کو صرف گوشت کی ضرورت ہوتی ہے؟ اور کسی چیز کی نہیں؟ اس کا  
 انتظام کیوں نہیں کیا جاتا؟

۲- قوم کا اتنا روپیہ جو جانوروں کی قربانی پر ہر سال خرچ ہوتا ہے اور تین روز  
 گوشت کھالینے کے سوا اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا، اگر اس سے رفاہی و فلاحی کام  
 چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: یہ خیال اسی شخص کے ذہن میں آ سکتا ہے جو روحانیت سے مکمل غافل ہو  
 کر صرف مادی خواہشات کی تکمیل کے پیچھے لگ جاتا ہے، مادہ و صورت ہی اس کا  
 اوڑھنا بچھونا اور علم و ہنر کا مقصد و محور بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور عجیب  
 و غریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اعمال کا مسئلہ بھی امن و سکون کے ساتھ  
 صحیح طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے۔ وہ  
 جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو دوسری ضروریات پر خرچ کرنے سے زیادہ اہم  
 سمجھے گا اس سے بھی زیادہ اس خرچ کو اہمیت دے گا جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق  
 درست ہوں اور وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار رہے۔ اطاعت اور نافرمانی سے  
 اجتناب کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو خلوتوں میں بھی انسان کو جرائم سے باز رکھتا ہے اور  
 قربانی سے مقصود اسی جذبہ کو قوت دینا ہے اور اگر قربانی اس استحضار کے ساتھ کی جائے  
 تو اس جذبہ کو فروغ دینے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لن ینال اللہ لحومها ولا دمائها ولكن ینالہ التقویٰ منکم  
 ”اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خون نہیں پہنچتے، ہاں تمہارا  
 تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ قربانی سے گوشت پوست مقصد ہی نہیں بلکہ جذبہ اطاعت اور اللہ کی

رضا کیلئے سب کچھ قربانی کر دینے کا ولولہ پیدا کرنا اصل مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کیلئے یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔

۳۔ مقصود تو ثواب حاصل کرنا ہے جو رفاہی کام کرنے، غریبوں کی مدد کرنے میں زیادہ ہے تو پھر قربانی کرنے پر ہی کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟

جواب: اول تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احکام اسلام کی صورت میں ایسا نظام عطا فرمایا ہے جس میں انسانوں کی مصلحت و فلاح کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے بہتر نظام نہ کبھی وجود میں آیا نہ آسکے گا۔ اس نظام کو مکمل طور پر اختیار اور نافذ کر دیا جائے تو رفاہی کاموں اور غریبوں کی مدد کیلئے ان کے ہمدردوں کو قرآن و حدیث سے ثابت شدہ قطعی احکام میں تحریف و تبدیل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جو احکام بھی نازل فرمائے ہیں ان میں سے ہر حکم میں بے پناہ حکمتیں، مصلحتیں اور آثار و خواص ودیعت فرمائے ہیں اور ہر ایک حکم پر عمل کرنے سے دوسرے کے خواص و آثار اور اس کی روح ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جیسے مادی اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ظاہری صورت بنائی اور اس میں مخصوص روح اور خواص رکھے جو دوسری شے میں نہیں رکھے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی جو ظاہری صورت بنائی اس میں روح بھی گھوڑے کی رکھی، خواص بھی اسی کے ودیعت کئے شیر کی جو ظاہری صورت بنائی، روح اور خواص بھی اسی کے رکھے ایسا نہیں کیا کہ گھوڑے کے کچھ افراد کی ظاہری صورت تو گھوڑے جیسی ہو اور روح و خواص شیر جیسے ہوں اور گھوڑا گھوڑے کی طرح ہنہانے کی بجائے شیر کی طرح دھاڑنا شروع کر دے اور سواری اور نقل و حمل کے کام آنے کی بجائے چیرنے پھاڑنے کا کام شروع کر دے یا اس کے برعکس شیر کی ظاہری صورت میں گھوڑے کی روح و خواص نہیں رکھے کہ شیر گھوڑے کی طرح ہنہانا شروع کر دے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کی جس ظاہری صورت کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے اندر مخصوص روح و خواص رکھے جو دوسرے عمل کی ظاہری صورت میں نہیں رکھے۔ نماز کی اپنی ظاہری صورت ہے جس کی مخصوص روح و خواص ہیں اور روزہ کی اپنی صورت و روح ہے تو جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں پانچ نمازوں میں سے ایک نماز چھوڑ دیتا ہوں اس کی بجائے ایک سال روزے رکھوں گا تو سال بھر بلکہ عمر بھر کے روزے ایک نماز کا بدل نہیں بن سکتے یا کوئی شخص کہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا، اس کے بجائے سال بھر پوری رات نوافل پڑھتا رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ سال بھر کیا عمر بھر کے نوافل ایک روزے کا بدل نہیں بن سکتے۔ بالکل اسی طرح صدقہ و خیرات اور غریبوں کی مدد کیلئے خواہ کوئی شخص اربوں روپے خرچ کر ڈالے یہ دو تین ہزار کی قربانی کا بدل ہرگز نہیں بن سکتے۔

۴- قربانی کی تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں اس کا کم از کم مضر اثر اقتصادیات پر یہ ضرور پڑے گا کہ جانور کم ہو جائیں گے اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں دقت ہوگی، گرانی زیادہ ہو جائے گی۔

جواب: خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور اس کے نظام محکم کا دن رات مشاہدہ کرنے کے باوجود اس قسم کے خیالات کا آنا گناہوں کا وبال ہے۔ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر پڑتا ہے پھر وہ اپنے مشاہدے کیخلاف ہدیٰ بولتا رہتا ہے۔

نظام قدرت ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتا ہے اور جب ضرورت کم ہو جاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے تو اس کے سونٹھ بند ہو جائیں گے اور کنواں خشک ہو جائے گا اور اس کے برعکس جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی نکلتا چلا جائے گا۔

اعداد و شمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پہلے زمانے میں جتنی قربانی کی جاتی تھی اتنی

آج نہیں کی جاتی، صحابہ و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے میں قربانی کا عالم یہ تھا کہ ایک ایک آدمی سو سواونٹ قربانی کیلئے ذبح کرتا تھا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سواونٹوں کی قربانی کی اور تریسٹھ کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ قربانی کی اس قدر زیادتی کے زمانہ میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں بہت سے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور وہ بھی قربانی نہیں کرتے یا بہت کم کرتے ہیں۔ مگر جانور اور گوشت کی گرانی وہاں ہمارے ملک سے زیادہ نظر آتی ہے۔ ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان موجود ہے جہاں گائے کی نہ صرف سالانہ قربانی بلکہ روزانہ گوشت خوری بھی بند ہے مگر کیا کبھی نے دیکھا کہ وہاں گلی گلی گائے پھرتی ہے یا دودھ کی ندیاں بہتی ہیں یا گھی بہت ارزاں ہو گیا ہے؟ جب دس کروڑ سے زائد مسلمان اور انگریزی فوج روزانہ لاکھوں گائے ذبح کیا کرتے تھے، گوشت اور دودھ، گھی وغیرہ کا جو بھاؤ اس وقت تھا اب مکمل پابندی کے باوجود اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل تک تمام سفر گھوڑے پر کئے جاتے تھے اور پوری دنیا کی جنگیں گھوڑوں کے ذریعہ لڑی جاتی تھیں۔ فوج کیلئے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے۔ دور حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ اور سستے ہوئے یا کم ہو گئے اور قیمت بڑھ گئی؟ یہ اللہ کا نظام ہے جو انسانی فہم و ادراک سے بہت بلند و بالا ہے۔

### پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے

یاد رہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارا، جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً تعمیل کی۔ جان، مال، ماں، باپ، وطن، مکان، لخت جگر

غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمایا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ دین کا جو تقاضا بھی سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر عمل کریں گے۔ اپنے اعزہ و احباب، بیوی، بچوں، ماں، باپ، خاندان، قوم کسی چیز کو بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں ترجیح نہیں دیں گے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہئے  
مد نظر تو مرضی جاناناں چاہئے  
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ  
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

(ماخوذ)

### قربانی و ذبیحہ کے چند مسائل

✦ قربانی صرف اپنی طرف سے ہر اس عاقل، بالغ، مقیم مسلمان پر لازم ہے جو صاحب نصاب ہو۔ صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کامل ہو اور اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔

✦ قربانی مندرجہ ذیل جانوروں کی ہو سکتی ہے۔ بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، بھیڑ، مینڈھا، گائے، بیل، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔ پہلے چھ جانوروں میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے جبکہ باقی چھ جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں۔ قربانی کیلئے بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے جبکہ گائے، بھینس، بیل کا دو سال کا ہونا ضروری ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جانوروں کی عمریں اس سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر چھ ماہ کا اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے لیکن اس سے کم عمر کا چاہے جتنا ہی موٹا تازہ کیوں نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

✦ گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں شریک تمام افراد کی نیت اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک کی بھی نیت دنیا کو دکھانے اور گوشت کھانے کی ہوئی تو کسی کی طرف سے بھی قربانی قبول نہیں ہوگی۔

✦ اندھا، کانالنگڑا اور ایسا کمزور اور دبلا پتلا جانور کہ جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو اور قربانی کی جگہ پر اپنے پاؤں سے چل کے نہ جاسکتا ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں جو جانور غلاظت کھاتا ہے اس کو باندھنے سے پہلے اس کی قربانی جائز نہیں۔

✦ جس بھیڑ بکری کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو اور گائے، بھینس کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

✦ قربانی کی جگہ جانور کی قیمت کے برابر اگر کوئی صدقہ و خیرات کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا جیسے نماز کی جگہ روزہ اور روزے کی جگہ نماز قابل قبول نہیں اسی طرح قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات بھی قابل قبول نہیں۔

✦ جانور کے گلے میں چند رگیں ہوتی ہیں جن کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جس جانور کی رگیں کاٹی جائیں اسے ذبیحہ کہتے ہیں۔ ذبح کے وقت چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ (۱) حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس سے سانس آتا ہے۔ (۲) مری: یہ وہ رگ ہے جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ (۳، ۴) دو جین یہ وہ رگیں ہیں جس میں خون کی روانی ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام رگوں کو کاٹنا ضروری ہے لیکن اگر صرف تین رگیں کٹ جائیں تب بھی قربانی درست ہے اس سے کم ہوں تو درست نہیں۔

✦ جانور ذبح کرتے وقت اللہ عزوجل کا نام لینا ضروری ہے مثلاً بسم اللہ اکبر اللہ رحمن اللہ اعظم، اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا اور جانور ذبح کر دیا تو ذبح درست ہو جائے گا اور اگر یاد ہونے کے باوجود بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حرام اور

قربانی ضائع ہو جائے گی۔

✦ قربانی سے پہلے جانور کو چارہ دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں۔ ذبح سے قبل چھری وغیرہ تیز کر لیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

✦ گوشت کی تقسیم اس طرح کرنی چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لیے، ایک عزیز و اقارب کیلئے اور ایک غریبوں و یتیموں کے لئے۔ جانور کی کھال کا صدقہ کرنا ضروری ہے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے یہ غریب، یتیم، بے سہارا لوگوں کا حق ہے اور مدارس اسلامیہ اس کا بہترین مصرف ہیں۔

✦ قربانی کا چمڑا، گوشت اور اس کی کوئی بھی چیز قصاب کو بطور اجرت نہیں دی جاسکتی۔ (بہار شریعت اور دیگر کتب فقہ)

## أَبْوَابُ النَّذُورِ وَالْأَيْمَانِ

### (نذروں اور قسموں کا بیان)

✦ گناہ کی نذر نہ مانی جائے (اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا نہ کیا جائے) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے (۲۵-۱۵۲۴)

اگر کسی نے عید کے دن روزے کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک یہ نذر ہوگی ہی نہیں لیکن ہمارے نزدیک نذر تو ہو جائے گی مگر روزہ عید کے بعد رکھنا پڑے گا۔ لان صوم النحر مشروع باصله غير مشروع بوصفه وهو الاعراض عن ضيافة الله فالنذر به نذر بالطاعة ووصف المعصية متصلا بذاته فعلا لا باسمه ذكر او تحقيقه في اصول الفقه۔

✦ کوئی شخص بچہ ذبح کرنے کی نذر مانتا ہے تو بکری ذبح کر دے۔

✦ امام شافعی کے ہاں نذر میں کفارہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں حلال کو حرام کرنے پہ کفارہ ہے۔ لان النذر ایجاب المباح وهو يستلزم تحريم الحلال و تحريم الحلال یمین بدلیل قوله تعالى يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك . كذا في اللمعات۔

✦ امام محمد علیہ الرحمۃ موطا میں فرماتے ہیں: من نذر نذرا في معصية فليطع الله وليكفر عن يمينه وهو قول ابي حنيفة۔ جس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی وہ اللہ کی اطاعت کرے اور قسم کا کفارہ ادا کرے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا (حاشیہ نمبر ۳، ترمذی ج ۱ ص ۲۷۹)

✦ نذر غیر معین کا وہی کفارہ ہے جو قسم کا ہے۔ (۱۵۲۸)

✦ حضور علیہ السلام اکثر اس طرح قسم اٹھاتے لا و ملقب القلوب دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ (۱۵۴۰)

## أَبْوَابُ السَّيْرِ (جہادی سفروں کا بیان)

✦ جس بستی میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہاں قتال نہ کرو۔ (۱۵۴۹)

کون سمجھائے آج کل کے نام نہاد مجاہدین کو جو مسجدوں کے اندر عین جماعت کے وقت بم چلا کر سینکڑوں نمازیوں کو خون میں نہلا کر مجاہد ہونے کا ”اعزاز“ حاصل کرنے کی ”سعادت“ حاصل کر رہے ہیں۔ خدا را! اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔

✦ ضرورت ہو تو مشرکین کے برتن دھو کر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ (۱۵۶۰)

✦ وضع حمل سے پہلے حاملہ قیدی عورت کے ساتھ صحبت ناجائز ہے۔ (۱۵۶۴)

✦ شبنون کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۱۵۶۹-۷۰)

✦ کافروں کی لاشیں جلانے سے بھی منع فرما دیا گیا۔ (۱۵۷۱)

✦ حضور علیہ السلام مشرکین کے تحائف بھی قبول فرمالتے تھے۔ (۱۵۷۷)



اگرچہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا۔ (ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام خوشی کے موقع پہ سجدہ شکر بجالاتے۔ (۱۵۷۸)

✦ بدفالی کو شرک کہا گیا۔ (۱۶۱۵) فرمایا: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں لیکن فال یعنی اچھی بات مجھے پسند ہے۔ (۱۶۱۵) جیسے کسی کا نام راشد ہو یا نجیح تو اس سے ہدایت اور کامیابی مراد لے لینا۔ (۱۶۱۶)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جانے والوں کو بھرپور نصیحت فرماتے۔ مثلاً یہ کہ تقویٰ اور مسلمانوں کی خیر خواہی، مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ نہ بناؤ..... (۱۶۱۷)

## أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ

### (جہاد کی فضیلت کا بیان)

✦ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے لیکن مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے تو اس کا عمل تا قیامت بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا: بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کیخلاف جہاد کرتا ہے۔ (۱۶۲۱)

(امام غزالی فرماتے ہیں نفس کتے کی طرح ہے جس پہ لالچ کا غلبہ ہے تم نے دیکھا) صرف کتا ہی ہے جو تے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ (ترمذی ج ۲، حدیث ۱۲۳۱) صرف اس لالچ میں کہ یہ بھی میرے ہی پیٹ میں جائے اسی لیے اگر کتا پالنے سے شکار مقصود ہو یا کھیتی باڑی کی حفاظت تو جائز ہے اور نفس کو پالنا تبھی جائز ہے جب اس سے اعمال صالحہ کا شکار کرنا مقصود ہو اور اپنے دین کی حفاظت کرنا مقصود ہو ورنہ جائز

نہیں جبکہ عموماً لوگ گناہ کرنے کیلئے نفس کو پالتے ہیں۔ دیکھو جانور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں تو کھڑے ہو کر، نفس پرستوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہ جائیں کیا ہم ڈنگڑوں سے بھی گئے گزرے ہیں، چنانچہ اخروی نفع و نقصان کی فکر کیے بغیر کھڑے ہو کر کھانا شروع کر دیا، نفس کو راضی کر لیا اور خدا کو ناراض کر لیا۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، کھانے کی آواز آتی ہے تو جانوروں کی طرح بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پہ بچے بوڑھے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور یہ حضرات برتنوں میں اتنا کھانا ڈال لیتے ہیں کہ جتنا کھا بھی نہیں سکتے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، پیشاب آتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گدھے بیل کی طرف کام کر کے اپنے آپ کو مہذب کہلانے والے دراصل اپنے نفس کے پجاری ہیں پھر کہتے ہیں شریعت میں اتنی سختی نہیں ہے۔ خدا اور اس کا رسول تو ہمیں انسان بنانا چاہیں اور ہم نفس کی پیروی میں شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ جائیں۔ پھر یہ دعوائے مسلمانی کبھی ماننا نہ جائے گا۔

✦ اللہ کی راہ میں رونے والا دوزخ میں داخل نہ ہوگا جب تک دودھ واپس تھنوں میں نہ چلا جائے۔ (۱۶۳۳)

✦ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو لوگوں سے اللہ کے نام پہ مانگے اور اس کو کچھ نہ دیا جائے۔ (۱۶۵۲)

## أَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

✦ والدین کو چھوڑ کر (یا ان کی اجازت کے بغیر) جہاد پہ جانے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: انہی کی خدمت میں رہ کر جہاد کر (یعنی ان کی خدمت میں ہی تیرے لئے جہاد کا ثواب ہے) (۱۶۷۱)

✦ اکیلے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۱۶۷۳)

✦ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ۔ جنگ ایک دھوکہ ہے (یعنی جنگ میں دشمن کو چکمہ دے

کرحملہ کرنے کی اجازت ہے) (۱۶۷۵)

✦ حضور علیہ السلام کے انیس غزوات کا ذکر (۱۶۷۶)

✦ لڑائی کے وقت حضور علیہ السلام نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ

الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ۔ اے اللہ! اے کتاب کو اتارنے والے جلد

حساب لینے والے دشمن کے لشکر کو شکست دے اور ان کے قدم اکھیڑ دے۔ (۱۶۷۸)

✦ فتح مکہ کے موقع پہ جھنڈا سفید رنگ کا اور عمامہ شریف سیاہ رنگ کا حضور

علیہ السلام نے سیاہ جھنڈا بھی استعمال کیا۔ چھوٹے سفید اور بڑا سیاہ۔ (۱۶۷۹-۸۰)

✦ پسندیدہ اور ناپسندیدہ گھوڑے (۹۸-۹۶-۱۶۹۵) گھوڑوں کے بارے

میں بھی حضور علیہ السلام پوری معلومات رکھتے تھے۔ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

✦ جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا گیا۔ (۱۷۰۸)

✦ حضور علیہ السلام نے کافر کی لاش بیچنے سے انکار فرمادیا۔ (۱۷۱۵)

✦ جہاد سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا۔ (۱۷۱۸)

## اَبْوَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب تن فرمایا اور فرمایا:

حضرت سعد کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ

فرماتے ہیں: میں نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے کسی گیسوؤں والے کو حضور علیہ السلام

سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ (۱۷۲۳-۲۲)

شرح جمال طور رسول کریم ہیں

قلب و نظر کا نور رسول کریم ہیں

اقلیم عقل آپ کی ضو سے ہے مستنیر

اذھان کا شعور رسول کریم ہیں

پیکر ہے ایک عکس تصور سے بھی حسین  
 پیش نظر ضرور رسول کریم ہیں  
 انسانیت ہے آپ کی نسبت سے سرفراز  
 ہر عیب سے نفور رسول کریم ہیں  
 غرقاب انفعال ہے حسن مہ و نجوم  
 جلوہ نما حضور رسول کریم ہیں  
 بخشا خروش برق مجاہد کی تیغ کو  
 جان دل غیور رسول کریم ہیں  
 راسخ جہان ان کی ضیا سے ہے تابناک  
 ہر قلب کا سرور رسول کریم ہیں

(راسخ عرفانی)

✦ جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا قیامت کے دن اس کی طرف اللہ  
 تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (۱۷۳۰) عورتیں اس میں شامل نہیں (۱۷۳۱)  
موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے  
 ارشاد فرمایا: جس دن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اس دن ان پہ اونی  
 چادر اونی ٹوپی اور اونی شلوار تھی اور آپ کی نعلین مبارک مرے ہوئے گدھے کی کھال  
 کی تھی۔ (۱۷۳۲)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی  
 آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

✦ سیاہ عمامہ مبارک کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا۔ (۱۷۳۵-۳۶)  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے۔ عمامہ کے ساتھ

ایک نماز پڑھنا بغیر عمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے اور فرمایا کہ شملہ لٹکانا افضل ہے  
 دائمی سنت نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کبھی شملہ چھوڑا ہے اور کبھی نہیں چھوڑا اور کبھی  
 گردن کے نیچے سے گزارا ہے..... اسی طرح کبھی شملہ مبارک سینہ پہ بھی رکھا ہے  
 دائیں طرف (حاشیہ نمبر ۲، ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

✦ حضور علیہ السلام انگٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (۱۷۴۱) امام حسن  
 و حسین بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے (۱۷۴۳) گویا انگٹھی پہننا سنت ہو خواہ دائیں ہاتھ  
 میں ہو یا بائیں ہاتھ میں۔ معلوم ہوا ایسی باتوں کو خلاف سنت نہیں کہا جاسکتا۔ لہذا عمامہ  
 باندھنا سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو ورنہ تو جس طرح کے کپڑے کا حضور علیہ السلام  
 نے عمامہ باندھا اسی طرح کا کپڑا بھی ہونا چاہئے اور اس سنت پہ کس طرح عمل ہو سکے  
 گا۔ حضور علیہ السلام کی انگٹھی پہ محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھے ہوتے تھے (۱۷۴۵) اور  
 نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا (۱۷۴۰) ایک روایت میں جزع یا عقیق کا ذکر ہے۔

(۱۷۳۹)

- ✦ مہندی اور رسمہ بہترین خضاب ہے۔ (۱۷۵۳)
- ✦ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے
- (۱۷۵۵) حضور علیہ السلام کے بالوں کے چار گچھے تھے۔ (۱۷۸۱)
- ✦ مصنوعی بال لگوانے والوں پہ لعنت فرمائی گئی۔ (۱۷۵۹)
- ✦ حضور علیہ السلام نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا (۱۷۶۸)
- ✦ سونے کی ناک لگوانا یا دانتوں پہ سونا چڑھوانا جائز ہے۔ (۱۷۷۰)
- ✦ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی ہوتی تھیں۔ (۱۷۸۲)
- ✦ ہمارے اور کفار کے درمیان فرق ٹوپوں پہ عمامہ باندھنا ہے۔ (۱۷۸۴)
- ✦ لوہے کی انگٹھی اہل جہنم کا پہناوا ہے اور پیتل کی انگٹھی سے بتوں کی بدبو آتی  
 ہے۔ (۱۷۸۵)

✦ حضور علیہ السلام کا محبوب ترین کپڑا یعنی دھاری دار چادر تھی۔ (۱۷۸۷)  
(ترمذی شریف کی پہلی جلد کے حوالے یہاں پر اختتام پذیر ہوئے)

## أَبْوَابُ الإِطْعَمَةِ ( کھانوں کا بیان )

- ✦ کیا حضور علیہ السلام نے خرگوش کا گوشت کھایا؟ صرف قبول فرمایا۔ اکثر علماء جائز کہتے ہیں۔ بعض نے مکروہ کہا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔ (۱۷۸۹)
- ✦ گوہ، بجوا اور گھوڑے کے گوشت کا حکم (۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۱۷۹۰)
- ✦ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے میں برکت ہے۔ (۱۸۰۱)
- ✦ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ (۱۸۱۵)
- ✦ حضور علیہ السلام نے ایک کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ (۱۸۱۷)
- ✦ نجاست خور جانوروں کا گوشت اور دودھ کھانے پینے سے منع فرمایا گیا (۱۸۲۲) لیکن اس وقت جبکہ نجاست کا اثر گوشت اور دودھ میں ظاہر ہو۔ اگر اسے باندھ کر اثر زائل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں (زیلعی) کیونکہ حضور علیہ السلام نے مرغی تناول فرمائی ہے (حالانکہ عموماً مرغی نجاست کھاتی ہے) (۱۸۲۷)
- ✦ حضور علیہ السلام کو حلوبہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا۔ (۱۸۳۱)
- ✦ گوشت دانتوں سے نوچنا اور چھری سے کاٹ کر کھانا دونوں طرح جائز ہے۔ (۳۶-۱۸۳۵) حضور علیہ السلام کا پسندیدہ ترین گوشت ران تھی (۱۸۳۷)
- حضرت عائشہ فرماتی ہیں پسند کی بات نہیں بلکہ گوشت پکتا ہی کبھی کبھی تھا تو ران کے جلدی پک جانے کی وجہ سے اس کو لے لیتے۔ (۱۸۳۸)
- ✦ سرکہ بہترین سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں۔
- (۲۱-۱۸۳۹)
- ✦ تربوز اور کلڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔ (۲۲-۱۸۳۳)

✦ اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهُ - وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔

(۱۸۴۶)

✦ کدو شریف کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پسندیدگی۔ (۱۸۴۹)

✦ رات کا کھانا ضرور کھاؤ اگرچہ تھوڑا ہی ورنہ جلد بوڑھے ہو جاؤ گے۔

(۱۸۵۴)

✦ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تری کو چہرہ انور بازوؤں اور سر پہ

ملنا۔ (۱۸۶۰)

## أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کا بیان)

✦ دنیا میں شراب کا عادی آخرت کی شراب طہور سے محروم رہے گا۔ (۱۸۶۱)

✦ شرابی کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں اگر توبہ کر لے تو تین مرتبہ تک

توبہ قبول ہے۔ چوتھی مرتبہ ناقبول اور اسے دوزخیوں کی پیپ سے پلایا جائے گا۔

(۱۸۶۲)

✦ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔ (۱۸۷۸)

✦ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت (سوائے زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی پینے

کے ہاں جبکہ کوئی عذر ہو) (۱۸۷۹) اور کھڑے ہو کر کھانا تو کھڑے ہو کر پینے سے بھی

زیادہ برا ہے۔

✦ پانی وغیرہ پیتے ہوئے تین سانس لینا زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا

ہے۔ دو سانسوں میں بھی پانی پیا جا سکتا ہے۔ پانی میں پھونکنا منع ہے اور برتن میں

سانس لینا بھی مکروہ ہے۔ (۱۸۸۳-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹)

✦ کوئی چیز تقسیم کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو چاہے بائیں طرف اشراف

ہی بیٹھے ہوں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی

بارگاہ میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا جبکہ بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں کیا اور اس کے بعد سب سے پہلے اعرابی کو دیا اور فرمایا: **الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ**۔ دایاں پھر دایاں ہے یعنی زیادہ حقدار ہے۔ (۱۸۹۳) ایمن کو ہر دو جگہ رفع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی **الْأَيْمَنُ أَحَقُّ** اور نصب بھی یعنی اعطی الایمن۔

✦ **سَاقِي الْقَوْمِ الْآخِرُهُمْ**۔ پلانے والا سب سے آخر میں پئے۔ (۱۸۹۴)

✦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ (۱۸۹۵)

## أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)

✦ مادہ اشتقاق کا اثبات حدیث پاک سے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمن ہوں میں نے رحمت کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ (۱۹۰۷)

✦ اولاد کی محبت میں انسان بخیل، بزدل اور جاہل بن جاتا ہے (حسن و حسین اللہ تعالیٰ کے پھول ہیں) (۱۹۱۰)

✦ بچیوں، بہنوں کی تربیت پہ جنت کا وعدہ حضور علیہ السلام کا جنت میں ساتھ نصیب ہوگا اور یہ دوزخ سے آڑ ہو جائیں گی۔ (۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱) (۱۹۱۱)

✦ جس نے چھوٹوں پہ رحمت نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۱۹۱۹)

✦ **الدِّينُ النَّصِيحَةُ**۔ دین از اول تا آخر خیر خواہی کا نام ہے۔ (۱۹۲۵)

✦ تین جگہ پہ جھوٹ (توریۃ کلام کرنا) جائز ہے (۱) خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کرے (۲) لڑائی کے موقع پہ (۳) لوگوں میں صلح کراتے وقت۔ (۱۹۳۹)



- ✦ مسکرا کر بات کرنا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، بھولے ہوئے کو راہ بتانا، راستے سے پتھر کاٹنا اور ہڈی (وغیرہ) اٹھانا، دوسرے کے ڈول میں پانی بھر دینا یہ سب صدقہ کے کام ہیں یعنی ان پہ صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (۱۹۵۶)
- ✦ مسلمان بخیل اور بد اخلاق نہیں ہوسکتا۔ (۱۹۶۲)
- ✦ اپنے اہل و عیال پہ خرچ کرنے کا ثواب بھی صدقہ کے برابر ہے۔ (۱۹۶۵) بلکہ اللہ کی راہ میں جانور پہ خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ (۱۹۶۶)
- ✦ امام و موذن قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پہ ہوں گے۔ (۱۹۸۶)
- ✦ حضور علیہ السلام کا مزاج فرمانا۔ (۹۲-۹۱-۹۰-۱۹۸۹)
- ✦ ایک شخص کے منہ پر حضور علیہ السلام نے اس کی خاطر مدارت فرمائی اور اس کے جانے کے بعد اس کی برائی کا اظہار فرمایا (تاکہ لوگ اس کے شر سے بچیں)۔

(۱۹۹۶)

- ✦ دوستی اور دشمنی میں میانہ روی رکھو، ہوسکتا ہے دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست بن جائے۔ (۱۹۹۷)
- ✦ قیامت کے دن مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ بے حیا اور بدگو سے نفرت فرماتا ہے۔ (۲۰۰۲)
- ✦ اللہ تعالیٰ نعمت دے تو اس کا اثر جسم پہ ظاہر ہونا چاہئے۔ (۲۰۰۶)
- ✦ لوگوں کی رائے پہ چلنے کی بجائے خود مستقل مزاج بنو اور پراعتما د شخصیت کے مالک ہو جاؤ۔ (۲۰۰۷)

- ✦ میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔ (۲۰۱۰)
- ✦ بوڑھوں کی تعظیم کرنے والے کی بڑھاپے میں تعظیم کی جاتی ہے۔ (۲۰۲۲)
- ✦ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سوائے دو ناراض مسلمانوں اور مشرک کے سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (۲۰۲۳)

✦ اللہ کے ہاں مومن کی عظمت و حرمت کعبہ سے زیادہ ہے۔ (۲۰۳۲)  
 ✦ محسن کی زبان سے تعریف کر دینا (اگر بدلہ میں دینے کیلئے کچھ نہ ہو) اس کا  
 شکر یہ ادا کرنے کے مترادف ہے۔ (۲۰۳۳-۳۵)

### کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں

مندرجہ بالا باب میں حکمت و دانائی کی بے شمار باتیں تھیں اور اگلے باب میں  
 طب سے متعلقہ تعلیمات نبوی ہیں تو ان کے درمیان حضرت لقمان حکیم کا یہ فرمان بہت  
 خوب رہے گا۔ ملاحظہ ہو۔

مذرت علی کثیر من الانبياء ففدت منهم ثبانی حکم  
 میں نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے آٹھ چیزوں کا فائدہ  
 حاصل کیا۔

۱- اذا كنت في الصلوة فاحفظ قلبك۔ جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی  
 حفاظت کر۔

۲- واذا كنت في مجالس الناس فاحفظ لسانك۔ جب تو لوگوں کی مجلس  
 میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔

۳- واذا كنت في بيوت الناس فاحفظ بصرك۔ اور جب تو لوگوں کے  
 گھروں میں ہو تو اپنی نگاہ کی حفاظت کر۔

۴- واذا كنت على الطعام فاحفظ معدتك۔ اور جب تو کھانے پہ ہو تو  
 اپنے معدے کی حفاظت کر۔ اثنان فلا تذکرهما۔ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا کبھی  
 تذکرہ نہ کر۔

۵- اساءة الناس اليك۔ لوگ تیرے ساتھ برائی کریں تو اس کو یاد نہ رکھ۔

۶- واحسانك الى الناس۔ لوگوں کے ساتھ احسان کر کے یاد نہ رکھ۔

واثنان فلا تنسهما۔ اور دو چیزوں کو کبھی نہ بھلا۔

۷- اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اس کی ذات کو کبھی نہ بھلا۔

۸- والدار الاخرۃ۔ آخرت کو ہمیشہ یاد رکھ۔

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو  
جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو  
اک بات بندہ عاجز کی رہے یاد  
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

## أَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کس بیمار کیلئے کیا چیز مفید ہے۔ چنانچہ  
حضرت علی کی خرابی صحت کے باعث فرمایا: کھجوریں کھانے کی بجائے چقدر اور جو کا  
استعمال کرو۔ (۲۰۳۷)

✦ ہر بیماری کی اللہ تعالیٰ نے دوا اتاری ہے سوائے بڑھاپے کے لہذا علاج کیا  
کرو۔ (۲۰۳۸)

✦ حساء یا ہریرہ (سیرہ یا پتلا حلوا) دل کو طاقت دیتا ہے۔ (۲۰۳۹)

✦ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ (۲۰۴۱)

✦ حرام اشیاء سے علاج کرنا منع ہے کیونکہ یہ بذات خود بیماری ہیں تو ان میں  
شفا کیسے ہو سکتی ہے۔ (۲۰۴۶)

✦ مہندی کے ذریعے زخم وغیرہ کا علاج کرنا۔ (۲۰۵۴)

✦ جھاڑ پھونک بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ (۲۰۶۵)

✦ درد کی جگہ پہ سات مرتبہ ہاتھ پھیرو اور یہ الفاظ پڑھو: اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ  
وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کے  
ساتھ میں اس درد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ (۲۰۸۰)

✦ موت کے سوا کوئی اور بیماری ہو تو سات بار یوں کہا جائے: **أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ**۔ اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرماتے۔ ان شاء اللہ مریض تندرست ہو جائے گا۔ (۲۰۸۳)

✦ بخار والا جاری نہر میں پانی کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوں کہے: **بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقَ رَسُولِكَ** اللہ کے نام سے اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول ﷺ کو سچا کر۔ طلوع صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے یہ عمل کرے۔ تین دن تک تین تین غوطے لگائے۔ اگر ٹھیک نہ ہو تو پانچ دن سات دن بالآخر نو دن میں شفا ہو جائے گی۔ (۲۰۸۴)

✦ زخم کا علاج راکھ سے کرنا جس طرح کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے احد کے دن بوزیا جلا کر حضور علیہ السلام کے زخم میں رکھی۔ (۲۰۸۵)

✦ مریض کا دل خوش کرنے والی باتیں کرو اس سے اگرچہ کچھ نہ ہوگا لیکن اس کا دل تو خوش ہو جائے گا۔ (۲۰۸۷-۸۹)

## أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)

علم الفرائض کو کل علوم کا نصف قرار دیا گیا ہے اور سب سے پہلے اسی علم کے اٹھ جانے کی خبر دی گئی اسی لیے حکم ہوا: **تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِمُوا النَّاسَ**۔ اس کو سیکھتے سکھاتے رہو۔ مطلقاً علم کی اہمیت کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے خوبصورت اشعار ملاحظہ ہوں:

تَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَيْنَ لَاهِلِهِ      وَفَضْلٌ وَعَنْوَانٌ لِّكُلِّ الْمُحَامِدِ  
علم حاصل کیا کرو کیونکہ عالم کے لئے اس کا علم زینت دوسروں پر فضیلت اور قابل تعریف بننے کا ایک اہم ترین عنوان ہے۔

وكن مستقيدا كل يوم زيادة من العلم واسبح في بحور الفوائد  
اور ہر روز علم میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والا بن جا اور ہر وقت علمی فوائد  
کے بحر بے کراں میں غوطہ زنی کرنے والا بن کر رہا کر۔

تفقه فان الفقه افضل قائد الى البر والتقوى واعدل قاصد  
اللہ عزوجل کے دین میں فقہت پیدا کیا کر کیونکہ دین میں فقہت کا ہونا نیکی  
اور تقویٰ کے راستے کا بہترین راہبر اور راہ اعتدال کا بہترین اصول ہے۔

هو العلم الهادي الى سنن الهدى هو الحصن ينجي من جميع الشدائد  
علم ایسی دولت ہے جو راہ ہدایت کی راہبری کرتا ہے اور ایسا مضبوط قلعہ ہے جس  
میں داخل ہونے سے آدمی اپنی تمام مشکلات سے نجات پالیتا ہے۔

فان فقيها واحدا متورعا اشد على الشيطان من الف عابد  
بلاشبہ اکیلا فقیہ جو متقی بھی ہو وہ شیطان کے مقابلے میں ایک ہزار عبادت  
گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔

### مسائل وراثت کی احادیث

✦ آیہ میراث کا شان نزول (۹۶-۲۰۹۲) آیہ کلالہ کا شان نزول (۲۰۹۷)  
✦ ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن ہو تو بیٹی کیلئے نصف پوتی کیلئے چھٹا  
حصہ (فلہا الثلثین) اور باقی جو (ایک ثلث) بچ گیا وہ حقیقی بہن کیلئے۔ (۲۰۹۳)  
✦ حضور علیہ السلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا چھینٹا پڑا تو بے ہوش کو  
ہوش آ گیا (تو حضور علیہ السلام بحکم و اذن الہی دافع البلیات ہوئے لہذا درود تاج میں  
دافع البلاء کے لفظ کو سن کر چیس بہ جبیں ہونا اور اس کو گمراہی کہنا خود جاہل و بے دین  
ہونے کی دلیل ہے۔ (۲۰۹۷)

✦ مقررہ حصہ وراثت متعلقہ افراد کو دے کر جو بچ جائے وہ سب سے زیادہ  
قریبی رشتہ داروں کیلئے ہے۔

✦ دادے دادی کی وراثت کا مسئلہ (۲۱۰۰-۲۰۹۹)

✦ دادی جس کو بیٹے کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا گیا۔ (۲۱۰۲)

✦ (ذوی الارحام کی میراث کا بیان) جس کا اور کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں

وارث ہوگا۔ (۲۱۰۳) آزاد کردہ غلام کو بھی دیا جائے گا ورنہ بیت المال میں جمع کر دیا

جائے گا۔ (۲۱۰۶) جس کے ہاتھ پہ وہ ایمان لایا وہ دوسروں (عام لوگوں) سے زیادہ

حق دار ہے۔ (۲۱۱۲)

✦ عورت تین قسم کی وراثت کی وارث ہوتی ہے۔

(۱) عَتِيقَهَا: اپنے آزاد کردہ غلام کی (۲) لَقِيْطَهَا: اپنے لقیط (گرا پڑا بچہ جو

اس نے اٹھا لیا ہو) (۳) وَوَلَدَهَا الَّذِي لَا عَنَتَ عَلَيْهِ: اور اپنے اس بچے کی جس

پہ اس نے لعان کیا۔ (۲۱۱۵)

## أَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بیماری

میں جس میں وہ زندگی سے مکمل مایوس ہو چکے تھے۔ فرمایا: وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى

يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَبْضُرُ بِكَ الْحَرُونَ - تم میرے بعد زندہ رہو گے یہاں تک کہ کچھ

لوگوں کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ کو نقصان۔ (۲۱۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح عراق تک زندہ رہے اور یوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تمہارے

ذریعے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان، حرف بحرف صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو غیب اور مستقبل کی باتوں پر مطلع فرماتا ہے۔ کون کب

اور کہاں مرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں بتایا اس لئے یہ کہنا کہ ان

باتوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا یہ جہالت اور تعصب ہے۔ البتہ ذاتی علم خاصہ خداوندی

ہے۔ وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے یہ عقیدہ شرک ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء و اولیاء کا علم عطیہ خداوندی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ لعل کا لفظ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا جائے تو وہ امید کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں آتا ہے۔ (کلمة لعل من اللہ وورسولہ تحقیق - مجمع) ترمذی ص ۳۲ ج ۲ بین السطور) اسی حدیث میں مرثیہ کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ یرثی لہ رسول اللہ۔ حضور علیہ السلام کو سعد بن خولہ کے مکہ میں مرنے کا افسوس ہوا۔

## أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهَبَةِ (ولاء اور ہبہ کا بیان)

ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پہ اسلام لایا۔ اب اس نو مسلم نے اس کے یا کسی دوسرے کے ہاتھ پہ موالات کی یعنی یہ کہا کہ میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور مجھ سے کوئی جنایت ہوگئی تو دیت تیرے ذمہ ہوگی۔ تو یہ موالات صحیح ہے اور یہ دونوں طرف سے ہو سکتی ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۴ ص ۱۷۵)

✦ ولاء کو پہچنا اور ہبہ کرنا منع ہے۔ (۲۱۲۶)

✦ اولاد کی شکل والدین پہ نہ بھی ہو تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (۲۱۲۸)

✦ قیافہ شناس نے دو شخصوں کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا اور کہا یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دو شخص حضرت زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید تھے۔ حالانکہ انہوں نے سر (اور چہرے) ڈھانپ رکھے تھے۔ اس واقعہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بڑی خوشی کے ساتھ بیان کیا: دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ۔ اتنے خوش کہ چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جاہلیت میں حضرت اسامہ بن زید کے

نسب کے بارے میں شک کیا جاتا تھا کیونکہ حضرت اسامہ کا رنگ قدرے سیاہ تھا اور حضرت زید کا سفید تو اس قیافہ سے نسب کی تائید ہوگئی اس لیے حضور علیہ السلام مسرور ہوئے۔ مجمع البحار حاشیہ ۳، ترمذی ج ۲، ص ۳۴ (حدیث ۲۱۲۹) امام ترمذی فرماتے ہیں: وقد احتج بعض اهل العلم بهذا الحديث في اقامة امر القافة - بعض علماء نے اس حدیث کے مطابق قیافہ لگانے کو درست قرار دیا ہے۔

✦ ہد یہ دینے سے دل کا کھوٹ دور ہو جاتا ہے۔ (۲۱۳۰)

✦ باپ بیٹے کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے (عند الاحناف اس لیے تاکہ بوقت حاجت اس کی ضروریات پہ خرچ کرے جس طرح کہ دیگر اموال اس کے مفاد میں خرچ کرتا ہے کیونکہ باپ بوقت ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ لمعات) (۲۱۳۲)

## أَبْوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)

✦ تقدیر کے مسئلہ پہ بحث مباحثہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اَمْ بِهَذَا اَمْرْتُمْ اَمْ بِهَذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ - کیا تمہیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے یا میں تمہاری طرف اسی بات کیلئے بھیجا گیا ہوں؟ پھر فرمایا: اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ - تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف کیا تو ہلاک ہو گئے۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس بارے میں جھگڑا مت کرنا۔ (۲۱۳۳)

✦ باوجودیکہ اچھی بری تقدیر لکھ دی گئی ہے پھر بھی عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کیلئے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ (۲۱۳۶)

✦ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ - تقدیر کو دعائے ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۲۱۳۹)



✦ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔ لہذا یہ دعا کرتے رہنا چاہئے: **يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ**۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پہ قائم رکھ۔ حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا کیا کرتے۔ (۲۱۴۰)

✦ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو دو کتابیں دکھائیں جن میں جنتیوں اور دوزخیوں کی مکمل فہرست تھی بلکہ ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے بھی نام تھے (۲۱۴۱)

تو دانائے ماکان اور مایکوں ہے  
مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں

✦ نہ بیماری (اپنے آپ) متعدی ہوتی ہے اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی ہامہ کی۔ (۲۱۴۳)

ہامہ رات کو اڑنے والا ایک پرندہ ہے۔ بعض نے کہا الو ہے جس سے لوگ بدفالی لیتے تھے اور صفر انسان کے پیٹ میں ایک جانور ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے جو بھوک کے وقت تڑپتا ہے اور بعض دفعہ انسان کی جان لے لیتا ہے (طیبی) یا صفر کے مہینے کے بعض اوقات میں جنگ کو جائز سمجھنا اور بعض اوقات میں ناجائز سمجھنے کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ اہل عرب کا عقیدہ تھا۔

✦ جس جگہ موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے تاکہ بندہ وہاں جا کر مرے۔ (۲۱۴۶) یعنی موت کا جو مقام لکھ دیا گیا ہے اسی مقام پہ آئے گی۔

✦ علاج معالجہ بھی تقدیر الہی میں سے ہے (لہذا جھاڑ پھونک یا دوائی دارو کو بطور اسباب استعمال کیا جائے ورنہ موثر حقیقی تو اللہ کی ذات ہی ہے) (۲۱۴۸)

✦ قدریہ اور مرجحہ فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۲۱۴۹)

قدریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے افعال ان کی اپنی قدرت سے ہیں یعنی

اللہ کے ارادے اور قدرت کا اس میں کوئی دخل نہیں جبکہ مرجحہ کہتے ہیں انسان مجبور محض ہے سب کچھ تقدیر الہی سے ہی ہوتا ہے۔ (حاشیہ ۵۴، ترمذی ج ۲ ص ۳۷)

✦ **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ**۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔

(۲۱۵۵)

## أَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

✦ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بلوائیوں کو خطاب (۲۱۵۸)

✦ مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

(۲۶۲)

✦ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو فرمایا: اِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا۔ میں تمہارے درمیان اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہمارے درمیان حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے (لہذا ایسا کلام بے ادبی کے زمرے میں نہیں آتا) (۲۱۶۵)

✦ ظالم کو ظلم سے نہ روکنا سب کیلئے تباہی کا باعث ہے۔ (۲۱۲۸)

✦ بھرے دربار میں ایک شخص نے حاکم وقت ( مروان ) کو کہا خَالَفْتُ

السُّنَّةَ۔ تو سنت کا مخالف ہے۔ (۲۱۷۲)

✦ **إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةً عَدَلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ**۔ سب سے بڑا

جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (۲۱۷۴)

✦ زمین کے تمام مشارق و مغارب حضور علیہ السلام کو دکھا دیئے گئے اور

قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے یہ بھی بتا

دیا کہ میری امت کہاں تک حکومت کرے گی اور کس طرح ان میں آپس کے اندر فتنہ و

فساد برپا ہوگا۔ (۲۱۷۵-۷۶) قیامت تک کے واقعات کی خبر دینا (۲۱۹۱)

✦ جس کا لین دین اچھا ہے وہ اچھا انسان ہے اور جس کا لین دین اچھا نہیں وہ برا انسان۔ آلا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ آلا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ (۲۱۹۱)

✦ قرب قیامت زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو کمینہ ابن کمینہ ہے۔ (۲۲۰۹)

✦ جب میری امت پندرہ باتوں میں مبتلا ہو جائے گی تو مصائب میں گھر جائے گی۔ وہ پندرہ باتیں حدیث ۱۲-۲۲۱۱ میں دیکھئے۔ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگ مروائے۔ (۲۲۳۰)

✦ ہمارے بادشاہ کو دیکھو اس نے فاسقوں کا لباس پہن رکھا ہے۔ (۲۲۲۳)

✦ خلافت قریش میں ہی رہے گی۔ (۲۲۲۷) قُرَيْشٌ وَوَلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (اس پہ اعلیٰ حضرت کی کتاب ”ام العیش فی الائمة من قریش“ کا مطالعہ کیجئے)۔

✦ فتنہ دجال کے بارے میں طویل حدیث (۲۲۴۰) حضرت تمیم داری کا دجال کے بارے میں واقعہ جس کو حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا اور بیان بھی کیا۔ (۲۲۵۳)

✦ ترمذی میں ایک ہی حدیث ثلاثی ہے۔ ملاحظہ ہو ج ۲ ص ۵۲

✦ خراساں سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو بیت المقدس میں گاڑ دیئے جائیں گے یعنی بیت المقدس فتح ہوگا ایسے لشکر کے ذریعے جس کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ (۲۲۶۹)

## أَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)

✦ اچھی خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔

(۱) اچھی خواب جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔ (۲) شیطان کی طرف سے ہے (۳) انسان کے اپنے خیالات۔ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ

کردائیں طرف تھتھکارے (اور تعوذ پڑھے) اور یہ خواب لوگوں سے بیان نہ کرے۔  
خواب میں قید دین پہ ثابت قدمی ہے اور طوق (یا تھکڑی) کو ناپسند فرمایا گیا۔

(۲۲۷۰-۷۷-۸۰)

✦ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيًّا۔  
رسالت و نبوت ختم ہو گئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ہے..... صرف  
مبشرات یعنی اہل اسلام کے خواب ہیں۔ (۲۲۷۲)

✦ لَهُمُ الْبَشَرَىٰ سے مراد مومن کا اچھا خواب ہے۔ (۲۲۷۵)

✦ أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ۔ سحری کے وقت کی خوابیں زیادہ سچی ہوتی  
ہیں۔ (۲۲۷۴)

✦ شیطان خواب میں بھی حضور علیہ السلام کا روپ نہیں دھار سکتا۔ (۲۲۷۶)

✦ خواب میں قمیض دیکھنا دینداری کی علامت ہے۔ (۲۲۸۵)

✦ کسی مردہ کو سفید لباس میں دیکھنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔

(۲۲۸۸)

✦ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی  
خواب دیکھا ہے (اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو تعبیر بیان فرماتے۔ کبھی اپنے خواب بھی  
بیان فرماتے۔ (۲۲۹۴)

## أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ ( گواہیوں کا بیان )

✦ خَيْرُ الشُّهَدَاءِ مَنْ أَدَّى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا۔ گواہوں میں

بہترین گواہ وہ ہے جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دے۔ (۲۲۹۷)

✦ بھائی کی بھائی کے حق میں گواہی کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ (۲۲۹۸)

ولم يختلفوا في شهادة الاخ لآخيه انها جائزة

✦ عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِشْرَاكَ بِاللَّهِ۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ (۲۳۰۰)

✦ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ۔ کیا میں

تمہیں تمام بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ عرض کیا: کیوں نہیں

یا رسول اللہ۔ فرمایا: الْإِشْرَاكَ بِاللَّهِ وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَ شَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ

الزُّورِ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا

جھوٹی بات کرنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مرتبہ فرمایا کہ ہم چاہ رہے تھے کاش

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ (۲۳۰۱)

✦ فرمایا: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو اس سے متصل ہوں پھر

وہ جو ان سے ملے ہوئے ہوں (صحابہ و تابعین کا زمانہ) ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ

يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمْنَ وَيُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا۔ پھر ایسی قوم

آئیگی جو اپنے اندر نہ ہونے والی باتوں کی کثرت کا دعویٰ کریگی اور موٹا ہونا پسند کریگی

اور بن مانگے گواہی دینے پر تیار ہو جائے گی (یعنی جھوٹی گواہی دینے پہ ہر وقت تیار

رہیں گے) پیچھے جو یہی الفاظ آئے ہیں وہ تعریفی ہیں کہ وہ لوگ جو واقعتاً گواہ ہیں، وہ

گواہی کو نہ چھپائیں گے بلکہ چاہیں گے کہ اس امانت کو ادا کریں اور یہاں مراد ہے

جھوٹی گواہی پر کمر باندھے رکھنا۔ (۲۳۰۲)

## أَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

✦ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں نقصان کا شکار ہیں ایک

فراغت اور دوسری تندرستی۔ (۲۳۰۳)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کون ہے

جو مجھ سے (پانچ) کلمات سیکھ کر عمل کرے یا اسے نکھائے جو عمل کرے میں نے عرض

کیا: حضور میں سیکھوں گا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پانچ باتیں بتائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حرام کاموں سے بچو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔

(۲) اللہ کی تقسیم پہ راضی رہو امیر ترین ہو جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو مومن ہو جاؤ گے۔

(۴) لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو مسلمان ہو جاؤ گے۔

(۵) زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (۲۳۰۵)

### حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو رو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر کر لیتے۔ پوچھا کیا۔ آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے تو نہیں روتے (اور قبر کو دیکھ کر کیوں روتے ہیں) فرمایا: حضور علیہ السلام کا فرمان (یاد آ جاتا) ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ آسان ہو جائے گا ورنہ کام بہت مشکل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْطَعُ مِنْهُ۔ میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (۲۳۰۸)

✦ لوگوں کو خوش کرنے کیلئے معمولی جھوٹی بات کرنے والا بھی ستر سال جہنم میں

کرتا رہے گا۔ (۲۳۱۴)

✦ فضول بات اور بخل بھی دوزخ میں جانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ (۳۲۱۶)

✦ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَبَرُّكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔ انسان کے اسلام کی خوبی

میں سے یہ بھی ہے کہ ہر فضول بات کو ترک کر دے۔ (۲۳۱۸)

✦ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (۲۳۳۶)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے لگے تو تین مرتبہ رو رو کر

بے ہوش ہو گئے۔ پھر (ریاکار) سخی عالم اور شہید کے دوزخ میں جانے کی حدیث بیان فرمائی۔ (۲۳۸۲) اس حدیث کا امیر معاویہ پہ اثر یہ ہوا کہ.....

✦ اللہ کیلئے دنیا میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پہ ہوں

گے جن پہ انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔ (۲۳۹۰)

✦ إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ - تیرا ثواب تیری مصیبت کے ساتھ

ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے۔ (۲۳۹۶)

✦ مومن مرد اور عورت کو مال و اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ

وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتے ہیں کہ ان پہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (۲۳۹۹)

✦ جب دنیا میں مصائب کی زندگی گزارنے والوں کو آخرت میں جزا ملے گی تو

آرام و سکون کی زندگی گزارنے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے

قینچیوں سے کاٹے جاتے (اور آج انہیں بھی ان کی طرح جزا ملتی) (۲۴۰۲)

✦ قیامت کے دن نیکو کار نادم ہوگا کہ کاش زیادہ نیکیاں کرتا اور گناہ گار نادم

ہوگا کہ کاش میں گناہوں سے بچتا۔ (۲۴۰۳)

## أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)

✦ پانچ سوالوں کا جواب دیئے بغیر انسان کی خلاصی نہ ہوگی (۱) زندگی کیسے

گزاری۔ (۲) جوانی کہاں ضائع کی۔ (۳) مال کہاں سے کمایا۔ (۴) کہاں خرچ

کیا۔ (۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔ (۲۴۱۷)

✦ قیامت کے دن حضور علیہ السلام کو تین جگہ تلاش کیا جائے گا۔

(۱) پل صراط پر (۲) میزان پر (۳) حوض کوثر پر۔ (۲۴۳۳)

✦ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے

ایک گڑھا ہے۔ (۲۴۶۰)

✦ جو دنیا سے بے رخی برتا ہے دنیا اس کے پاس لوٹدی بن کر آتی ہے۔

(۲۴۶۵-۶۶)

✦ جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ بچ گیا جو اپنے پاس رکھ لیا..... (۲۴۷۰)

✦ کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر (۲۴۷۷)

✦ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی پہچان

لیا۔ اَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲۸۵)

✦ بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کر نیوالے ہیں۔ (۲۴۹۹)

✦ باہمی تعلقات کو اچھا رکھنا روزہ نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔

(۲۵۰۹)

اور باہمی تعلقات کو کشیدہ کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس کی دنیا و

آخرت میں سزا دی جائے۔ (۲۵۱۱) ء

✦ پہلے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ (۲۵۱۷)

✦ شبہات والی چیزوں کو چھوڑ کر بے شبہ چیز کو اختیار کرو۔ (۲۵۱۸)

اس بارے میں ایک تقریر ملاحظہ ہو۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت

اس نصیحت کے بیس نکات ہیں جن میں سے انیسواں نکتہ چونکہ اس حدیث سے

متعلق ہے اس لیے اس کو یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: يَا بَنِيَّ اَنْ تَعْمَلَ بِخَمْسَةِ اَحَادِيثٍ جَمَعْتُهَا مِنْ خُسْرِ مِائَةِ اَلْفِ:

(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ اَمْرٍ مَّا نَوَى

(۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنيهِ

(۳) لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

(۴) اِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا



يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمِنَ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ  
وَعِرْضِهِ. وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَرَاءٍ يَرْعَى  
حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، أَلَا إِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى! أَلَا  
وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمًا! أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ  
صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَهِيَ الْقَلْبُ.

(۵) الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

زندگی بھران پانچ احادیث پر عمل کرنے کی کوشش میں رہنا جن کو میں نے پانچ  
لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے عمل کیلئے چنا ہے۔

(۱) تمام اعمال کا آخرت میں نتائج کے لحاظ سے نیت پر دار و مدار ہے اور ہر ایک  
شخص کو اس کے عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی مراد ملے گی جس کی عمل  
کے آغاز کے وقت اس نے نیت ہوگی۔ اس حدیث کو امام بخاری اپنی صحیح میں سات بار  
اور امام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الامارۃ میں روایت کیا ہے۔

(۲) انسان کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی اور اچھائی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور  
بے ضرورت کاموں کو ترک کر دے۔

لا یعنی کام کون سا ہے؟

لا یعنی اس کام کو کہتے ہیں جن کی انجام دہی سے انسان کو نہ دنیا کا فائدہ ہو اور نہ  
آخرت کا کوئی فائدہ ہو۔

اور صوفیاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ لایعنی کاموں کے ارتکاب سے آدمی  
کے اعمال کا نور ضائع ہو جاتا ہے اور دل کا سرور تباہ ہو جاتا ہے اور آدمی اسی طرح کے  
لا یعنی کاموں میں آگے بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔  
اس لئے لایعنی کام میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور آدمی کی عقلمندی یہ  
ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں سے مکمل اجتناب کرے جو اس کو لایعنی اور بے کار کاموں

میں مبتلا کر دیں۔

(۳) تم میں سے کوئی بھی شخص حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی یہ عادت نہ بن جائے کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے دوسرے مومن بھائیوں کیلئے بھی پسند کیا کرے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے احکامات میں حلال اشیاء بھی واضح ہیں اور حرام اشیاء بھی واضح ہیں اور ان دونوں یعنی حلال و حرام کے درمیان ایسے امور ہیں جو مشتبہات میں سے ہیں اور جن کی حقیقی صورتحال سے عام لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ ہاں جس کو اللہ تعالیٰ بتا دے اس کو معلوم ہو سکتا ہے اور جو شخص شبہات والی اشیاء سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص ان شبہات والی اشیاء میں پڑ گیا اور ان میں الجھ گیا وہ یقیناً حرام کے راستے پر چل نکلے گا اور اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی چرواہا اپنے جانور کسی دوسرے کی حدود میں چرائے تو خطرہ یہ ہے وہ غیر کی حدود میں داخل ہو جائے گا۔

خبردار! ہر ایک مالک کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی محرمات اور منع کردہ اعمال اور اشیاء ہیں اور وہی شخص اللہ تعالیٰ کی محرمات کی صحیح معنوں میں پاسداری کر سکتا ہے جو اس کی حدود پر رک جاتا ہے۔

خبردار! ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے اور وہ لوتھڑا اس قدر اہم ہے کہ اس کی درستگی ساری جسم کی درستگی ہوتی ہے اور اس لوتھڑے کی خرابی سارے جسم کی خرابی کا باعث بن جاتی ہے اور اس لوتھڑے کا نام انسانی دل ہے۔

(۵) تم میں سے صحیح معنوں میں مسلمان وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ اور

زبان سے دوسرے مسلمان ہر طرح محفوظ ہوں۔

فائدہ

ایک مسلمان کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کے محفوظ ہونے کا مطلب ایک تو

یہ ہے کہ کسی کو گالی نہ دی جائے اور کسی کو مارا پیٹا نہ جائے اور دوم یہ ہے کہ کسی کی غیبت، چغلی، بہتان، گالی دینا بھی زبان سے نقصان ہے اور کسی کی طرف استہزاء کے انداز میں اشارے کرنا۔

اور سوم یہ کہ انگلیوں کے اشاروں سے کسی کی توہین کرنا یا ہاتھ کے اشاروں سے کسی مومن کو ایذا پہنچانا مراد ہے۔ (مجموعۃ الوصایا)

## أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)

✦ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت

ہے۔ (۲۵۲۹)

ایک حدیث میں اتنی مسافت بتائی گئی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے

یعنی پانچ سو سال۔ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (۲۵۳۰)

✦ جنتی مرد کو سو مردوں کے برابر جماع کی طاقت دی جائے گی۔ (۲۵۳۶)

✦ اگر جنت کی ناخن برابر کوئی چیز دنیا میں ظاہر ہو جائے تو دنیا جگمگاٹھے اور اگر

کوئی جنتی زمین کی طرف جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی ماند

پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ (۲۵۳۸)

✦ جنتی لوگ تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (۲۵۴۵)

✦ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں حضور علیہ السلام کی

امت کی ہوں گی اور باقی چالیس تمام امتوں کی۔ (۲۵۴۶)

✦ جنت میں بازاروں کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کی اپنی شان کے مطابق گناہ گار

بندے سے سرگوشی۔ (۲۵۴۹)

✦ اہل جنت کو کہا جائے گا میں تم سے راضی ہو گیا اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

(۲۵۵۵)

✦ سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور مقام جابہ سے صنعاء تک اس کیلئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا خیمہ نصب کیا جائے گا۔ سر پر ایسا تاج ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دے گا۔ (۲۶۵۲)

✦ جنت میں اولاد کی خواہش بھی آن واحد میں پوری کر دی جائے گی۔ (۲۵۶۳) (مگر کوئی ایسی خواہش کرے گا ہی نہیں)

✦ جب اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جائے تو جنت خود کہتی ہے کہ یا اللہ! سے جنت عطا کر دے۔ اسی طرح جو شخص دوزخ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرے تو دوزخ خود دعا گو ہوتی ہے کہ اے اللہ! اس کو مجھ سے بچالے۔ (۲۵۷۲)

## أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

✦ دوزخ کی ستر ہزار لگائیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ کر لائیں گی۔ (۲۵۷۳)

✦ جہنم سے ایک گردن بلند ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی، جو دیکھیں گی، دو کان ہوں گے جو سنیں گے، زبان ہوگی جس سے بول کر کہے گی مجھے ہر متکبر و سرکش، شرک اور تصویریں بنانے والے پہ مسلط کیا گیا ہے۔ (۲۵۷۴)

✦ ایک چٹان ستر سال بعد دوزخ کی تہہ میں پہنچی۔ (۲۵۷۵)

✦ کافر کی زبان ایک فرسخ تک نکل آئیگی۔ اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔ پانی پینے لگے گا تو منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔ جو کچھ پیٹ میں ہوگا کٹ کر باہر آ جائے گا۔ (۲۵۷۷ تا ۲۵۸۴)

✦ حضور علیہ السلام آخری جنتی اور آخری جہنمی کو بھی جانتے ہیں۔

(۲۵۹۵-۹۶)

- ✦ جنت میں زیادہ غرباء ہوں گے اور دوزخ میں نساء۔ (۲۶۰۲)
- ✦ کم ترین عذاب اس کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھول (ابل) رہا ہوگا۔ (۲۶۰۳)

## أَبْوَابُ الْإِيمَانِ (ایمان کا بیان)

- ✦ ایمان کے بہتر سے کچھ زائد دروازے ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ تکلیف وہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور سب سے بلند دروازہ کلمہ طیبہ پڑھنا ہے۔

(۲۶۱۳)

- ✦ زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

(۲۶۱۶)

وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَىٰ مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا  
حَصَائِدُ السِّنِّيهِمْ

- ✦ انما يعمر مساجد الله..... میں تعمیر مسجد سے مراد مسجد کی بار بار حاضری

ہے۔ (۲۶۱۷)

- ✦ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ (۲۶۱۸-۱۹)

- ✦ جس نے نماز کو (انکار کے ساتھ) چھوڑا اس نے کفر کیا۔ (۲۶۲۱)

- ✦ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے ایمان کا مزہ پالیا۔

(۱) جسے اللہ اور اس کا رسول تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ (۲) محض اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا۔ (۳) اسلام کے بعد کفر میں لوٹنا، اس کو اتنا ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔ (۲۶۲۳)

- ✦ اسلام غربت کے ساتھ شروع ہوا اور غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا اور غرباء کیلئے (جنت کی) خوشخبری ہو۔ (۲۶۲۹) غرباء ہی میرے بعد میری سنت کے فساد کی

اصلاح کریں گے۔ (۲۶۳۰)

✦ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت ہو پھر پورا نہ کر سکے تو گناہ گار نہیں ہے۔

(۲۶۳۳)

✦ مومن پہ طعن طعن کرنے والا قاتل کی طرح ہے۔

لَا عِنُّ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ (۲۶۳۶)

✦ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ . جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ

جنت میں داخل ہو گیا۔ ابتدائے اسلام کے وقت اوامر و نواہی کے اترنے سے پہلے کی

بات ہے۔ یا آخر کار جنت میں جائے گا۔ (۲۶۳۸)

✦ یہودی اکہتر فرقوں میں بڑے عیسائی بہتر ہیں اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ

جائیں گے۔ (۲۶۴۰)

## أَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

✦ جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود اس کو چھپایا تو

قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (۲۶۴۹)

✦ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے وہ خود بھی

گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۲۶۵۲)

✦ جس نے اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے علم حاصل کیا اس کا ٹھکانہ

جہنم ہے۔ (۲۶۵۵)

✦ قرآن کو کافی سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث کا انکار کر دیا جائے۔

(۲۶۶۳)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا

نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا . (الحشر) جو کچھ حضور علیہ السلام تمہیں دئے لے لو اور جس سے

روکیں رک جاؤ۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی اور سنت کی تشریحی حیثیت کو واضح فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

(۲۶۶۳)

✦ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے زیادہ کوئی بھی احادیث روایت کرنے والا نہیں ہے۔ (۲۶۶۸)

✦ بنی اسرائیل سے روایات لینے کی اجازت (بشرطیکہ ان کی روایات اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں) (۲۶۶۹)

✦ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ۔ نیکی پر رہنمائی کرنیوالا نیکی کرنیوالے کی طرح ہے۔ (۲۶۷۰)

✦ جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس طریقے پہ عمل کرنیوالے تمام لوگوں جتنا ثواب ہوگا۔ (۲۶۷۵)

✦ تم پہ میرے اور میرے خلفاء راشدین مہدین کے طریقے کا اتباع لازم ہے۔ (۲۶۷۶)

✦ جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا۔ (۲۶۷۸)

وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ أَحْبَبَنِي۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

✦ ایک شخص دمشق سے ایک حدیث لینے کیلئے مدینہ آیا۔ (۲۶۸۲)

✦ اچھا اخلاق اور دین کی سمجھ یہ دو عادتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

(۲۶۸۳)

✦ الْكَلِمَةُ الْحَكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا۔

دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں بھی پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(۲۶۸۷)

## أَبْوَابُ الْإِسْتِئْذَانِ (اجازت طلب کرنے کا بیان)

✦ باہمی محبت کے بغیر کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا اور باہمی محبت سلام

کو عام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۲۶۸۸)

✦ سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (۲۶۹۴)

✦ ہمارے غیر (یہود و نصاریٰ) سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں

ہے۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں

کے اشارے سے۔ (۲۶۹۵)

✦ مسلم و غیر مسلم کی مخلوط مجلس ہو تو سلام کرنے میں مسلمانوں کی نیت کر لی

جائے۔ (۲۷۰۲)

✦ حضرت زید نے حضور علیہ السلام کے حکم سے یہودیوں کی زبان سیکھی۔

(۲۷۱۵)

✦ بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام کی آنکھیں اور کان جواب دے چکے تھے۔

(۲۷۱۹)

✦ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُرَدُّوْنَ كَالسَّلَامِ ہے۔ (۲۷۲۱)

✦ گلے مل کر بوسہ لینے سے منع فرمایا (جیسا کہ آج کل عربی کرتے ہیں)

(۲۷۲۷)

✦ مریض کی پوری عبادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اس کی

خیریت پوچھی جائے۔ (۲۷۳۱)

✦ مصافحہ کرنے سے فوراً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲۷۲۸)

✦ حضرت زید کے ساتھ حضور علیہ السلام کی محبت کہ دوڑ کر ان کو گلے لگایا اور

بوسہ لیا (۲۷۳۲) یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔ (۲۷۳۳)



✦ عکرمہ بن ابی جہل کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: مرحبا بالراکب  
المہاجر مہاجر سوار کا آنا مبارک ہو۔ (۲۷۳۵)

کوہ فاراں پہ خورشید غار حرا، جب ہوا جلوہ گر دیکھتے دیکھتے  
پر تو نور حق سے درخشاں ہوا نجم بخت بشر دیکھتے دیکھتے  
دیکھتے دیکھتے انقلاب آ گیا، پھول مہکے چمن پر شباب آ گیا  
ڈھل گئے رنگ قوس قزح میں سبھی، رنگ شام و سحر دیکھتے دیکھتے  
جس طرف سے بھی گزرے شہ ذی حشم، جس نے بھی سرور دیں کے چومے قدم  
آسماں ہو گئی، کہکشاں بن گئی، ایک اک رہگزر دیکھتے دیکھتے  
واپس آئے تو بستر ابھی گرم تھا اور زنجیر در میں تھی جنبش ابھی  
فرش سے عرش تک، عرش سے فرش تک، ہو گیا طے سفر دیکھتے دیکھتے  
کملی والے کا یزدانی احسان ہے، ابن آدم پہ باران فیضان ہے  
پتھروں سے بھی بدتر جو انسان تھے ہو گئے وہ گہر دیکھتے دیکھتے

(یزدانی جالندھری)

## ابوابُ الأَدَابِ (آداب کا بیان)

✦ چھینک آنے پہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا۔ (۲۷۳۸) ابن عمر رضی  
اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی حضور علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی۔

✦ چھینک آئے تو کپڑے یا ہاتھ سے چہرہ ڈھانپ لیا جائے اور آواز کو پست  
رکھا جائے۔ (۲۷۴۵)

✦ نماز میں چھینک، جمائی، اونگھ، حیض، قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے۔

(۲۷۴۸)

✦ حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا ملعون ہے۔ (۲۷۵۳)

✦ ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے اور موئے زیر ناف اتارنے کی مدت چالیس دن مقرر کی گئی۔ (۲۷۵۸)

✦ مونچھیں نہ کٹوانے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۷۶۱)  
 ✦ حضور علیہ السلام داڑھی مبارک کی سینٹنگ فرمایا کرتے۔ (۲۷۶۲)  
 (داڑھی کے بارے میں تفصیل دیکھئے۔ ترمذی، ج ۲، ص ۱۰۵، حاشیہ ۱)  
 ✦ سواری کی اگلی سیٹ کا وہی زیادہ حقدار ہے جو سواری کا مالک ہے۔

(۲۷۷۳)

✦ عورتوں کا نابینا شخص سے بھی پردہ کرنا۔ (۲۸۷۸) اَفْعَمِيَا وَاِنْ اَنْتُمَا  
 اَلْسْتُمَا تُبْصِرَانِه۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ (امہات  
 المؤمنین) کو فرمایا جب نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں انہوں  
 نے عرض کیا حضور کیا وہ نابینا نہیں؟ فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو؟  
 ✦ مردوں عورتوں میں سے ایک دوسرے کی مشابہت کرنے والے لعنتی ہیں۔

(۲۷۸۴)

✦ خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت ایسی ایسی (زانیہ) ہے۔ (۲۷۸۶)  
 ✦ تین چیزیں قبول کر لی جائیں تکیہ، تیل (خوشبو) دودھ (۲۷۹۰)  
 ✦ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اوڑھیں۔ (۲۸۱۲)  
 ✦ حضور علیہ السلام کی کالی کمبلی کا ذکر جو سیاہ بالوں کی بنی ہوئی تھی۔ (۲۸۱۳)  
 ✦ حضور علیہ السلام نے سیاہ رنگ کے موزے پہنے۔ (۲۸۲۰)  
 ✦ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا۔ فرمایا:  
 اِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ۔ یہ مسلمان کا نور ہے۔ (۲۸۲۱)  
 ✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بچڑے (یا

بُنَيَّ) (۲۸۳۱)

## أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ (مثالوں کا باب)

✦ سیدھے راستے کی پہچان ایک مثال کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی زبان سے خود بیان فرمائی۔ (۲۸۵۹)

✦ حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں اور جبریل و میکائیل علیہ السلام ایک مثال کے ذریعے حضور علیہ السلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ (۲۸۶۰)

✦ حضور علیہ السلام نیند کرتے ہوئے خراٹے لیتے تھے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَقَدَ نَفَخَ (۲۸۶۱)

✦ حضرت یحییٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ پانچ باتوں کا حکم دیا۔ (۲۸۶۳)

✦ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ ہوائیں اس کو ہمیشہ ہلاتی رہتی ہیں۔ مومن کو بھی مصائب پہنچتے رہتے ہیں۔ اگلی حدیث میں مومن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے۔ (۲۸۶۶-۶۷)

✦ امت محمدیہ کی مثال یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کام کر نیوالے کی سی ہے۔ جس کو اجرت یہود و نصاریٰ سے زیادہ ملی حالانکہ انہوں نے مزدوری زیادہ کی ہے مگر اجرت کم ملی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔ (۲۸۷۱)

## أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت)

✦ سورۃ فاتحہ کی مثل نہ تورات میں ہے اور نہ زبور و انجیل میں۔ (۲۸۷۵)

✦ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت (۲۸۸۱-۸۲)

✦ ہر شی کا ایک دل ہوتا ہے وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يَسْ - قرآن کا دل سورۃ یسین

ہے۔ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب۔ (۲۸۸۷)

✦ قبر سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز (۲۸۹۰)

✦ اللہ تعالیٰ بندے کی دو رکعتوں (میں قرآن پڑھنے) کو جس طرح سنتا (توجہ فرماتا) ہے اس سے زیادہ کسی چیز کو نہیں سنتا، نیکی ہمیشہ انسان کے سر پہ سایہ فگن رہتی ہے جب تک بندہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور بندہ قرآن سے فارغ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے جس قدر قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور وقت میں نہیں ہوتا۔ (۲۹۱۱)

✦ إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ۔  
قرآن سے خالی سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (۲۹۱۳)

✦ قرآن کی کوئی آیت یا سورۃ بھلا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ (۲۹۱۶)

✦ اس شخص کا ایمان نہیں جو قرآن کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھے۔

(۲۹۱۸)

✦ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ آواز سے قرآن پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ (۲۹۱۹)

✦ حضور علیہ السلام سونے سے پہلے سورۃ زمر اور بنی اسرائیل کی تلاوت فرماتے تھے۔ (۲۹۲۰) اسی طرح مستحبات کی بھی یعنی جن سورتوں کے شروع میں سج، یسج اور سبحان کے الفاظ آتے ہیں۔ (۲۹۲۱)

✦ صبح کے وقت تعوذ و سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے والے پہ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو شام تک اس کیلئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ اسی دن مر گیا تو شہید مرا، اسی طرح شام کو پڑھنے والا بھی۔ (۲۹۲۲)

✦ کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار کا دیا جانا اللہ کی نعمت ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی۔ (۲۹۲۳)

✦ کلام الہی کو دوسرے کلاموں پر ایسے ہی فضیلت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو

اپنی مخلوق پر۔ جو قرآن کی وجہ سے دیگر ذکر و دعائیں نہ کر سکا اللہ تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (۲۹۲۶)

## أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قرأت کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہوتی مثلاً الحمد لله رب العالمین پر وقف فرماتے۔ پھر الرحمن الرحیم پہ پھر مالک یوم الدین پہ (۲۹۲۷)

✦ سورۃ ہود میں اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٍ بھی حضور علیہ السلام نے پڑھا۔ (۲۹۳۱)

✦ سورۃ روم میں ضَعْفٌ كَوْضَعٌ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ (۲۹۳۶)

✦ قرآن مجید سات حروف (قرأت) پہ نازل ہوا۔ (۲۹۳۳) قال الطحاوی كانت السبعة في اول الامر لضرورة اختلافهم لغة فلما ارتفعت بكثرة الناس عادت الي واحد۔ مجمع (حاشیہ ۳ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۲)

ابتداء میں سات قرأت کے اندر پڑھنے کی اجازت تھی۔ زبان کے اختلاف کی ضرورت سے جب یہ اختلاف نہ رہا تو اب ایک ہی قرأت میں پڑھا جائے۔ یعنی جس ملک میں جو قرأت رائج ہے وہی پڑھی جائے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ مثلاً پاکستان میں امام عاصم کی قرأت بروایت حفص پڑھی جائے۔ (بہار شریعت جلد نمبر ۱)

✦ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و ترووں کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر نے کعبہ شریف میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔ (۲۹۳۶) حضرت عبداللہ کو حضور علیہ السلام نے چالیس دنوں میں قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا۔ (۲۹۳۷)

✦ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد ابتداء سے کچھ حصہ اسی وقت پڑھ لیا جائے (جس کو قراء حضرات الحال المر تل کہتے ہیں) اور یہ الفاظ بھی اس حدیث میں ہیں اور

ان کی تعریف یہ ہے الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كَلَّمَا حَلَّ  
ارْتَحَلَ۔ جس کا مفہوم گزر چکا۔ (۲۹۴۸)

## أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

### (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان)

✦ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے والا اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے۔ (۲۹۵۰)

✦ عدی بن حاتم کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ

يَجْعَلَ اللَّهُ يَدَهُ فِي يَدِي. مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں  
دے گا۔ پھر کیا ہوا ایسے ہی ہوا جیسے زبان اقدس سے نکلا تھا۔ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ  
بات ہو کے رہی۔ (۲۹۵۳)

✦ حضور علیہ السلام کی امت نبیوں کے حق میں گواہی دے گی۔

وَكذلك جعلنكم امة وسطا (۲۹۶۱)

✦ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ دعا عبادت ہی ہے۔ (۲۹۶۹)

✦ مباہلہ کے دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی، فاطمہ اور حسین کو بلوایا اور

دعا کی اللَّهُمَّ هُوَ لَأَهْلِي۔ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ (۲۹۹۹)

✦ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام کا شراب پی

کر نماز ادا کرنا۔ (۳۰۲۶)

✦ قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول پر صحابی کی ران ٹوٹنے لگی۔

(۳۰۳۳)

✦ نماز قصر اللہ کا تحفہ ہے اس کو قبول کرو۔ (۳۰۳۴)

✦ جمعہ اور عرفہ کا دن بھی عید کے دن ہیں۔ (۳۰۴۴)

✦ حضرت عمر کی خواہش پہ شراب کے بارے میں پے درپے تین آیات نازل

ہوئیں۔ (۳۰۴۹)

✦ حضور علیہ السلام جانتے ہیں کہ کس کا باپ کون ہے؟ (۳۰۵۶)

✦ نیکی کا ارادہ کرنے سے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیکی کرنے کے

بعد دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے جبکہ گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو گناہ نہیں لکھا جاتا

اور گناہ کرنے کے بعد ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ (۳۰۷۳)

موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

آیت پڑھی: فلما تجلی ربہ للجبل ..... پھر جب (موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر)

رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا۔ حضرت حماد فرماتے ہیں اس

طرح اور راوی (سلمان) نے انگوٹھے کا کنارہ دائیں ہاتھ کی انگلی کے پورے پہ رکھا

(یعنی اتنی سی تجلی سے) پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(۳۰۷۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کی میدان بدر میں دُعا: اے اللہ! اگر یہ جماعت (بدر میں)

ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی۔ (۳۰۸۱)

✦ سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی ایک وجہ (۳۰۸۶)

✦ مسجد میں آنے جانے والے کے ایمان کی گواہی دو۔ (۳۰۹۳)

✦ سونے کی صلیب کو بت قرار دیا گیا۔ اتخذوا احبارہم ورهبانہم کا

مطلب ہے کہ اپنے پیشواؤں کی حلال و حرام کردہ باتوں پہ عمل کرتے تو اس طرح

انہوں نے ان کو رب بنا لیا۔ (۳۰۹۵)

✦ جب فرعون غرق ہوا تو جبریل علیہ السلام اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے

تھے کہ کہیں وہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر اللہ کی رحمت نہ حاصل کرے۔ (۳۰۱۸)

✦ نماز پڑھنے سے گناہوں کی معافی۔ ان الحسنات یذهبن السیات۔

(۳۱۱۵)

✦ ایک حسینہ عورت کو نماز کے دوران لوگوں کا دیکھنا۔ (۳۱۲۲)

✦ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ .

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (۳۱۲۷)

✦ حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ۔ (۳۱۴۹)

✦ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی دس آیات پہ عمل کی وجہ سے جنت کا حصول۔

(۳۱۷۳)

✦ حضور علیہ السلام نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر لوگوں کو بلایا۔ (۳۱۸۶)

✦ سورۃ فاطر کا نام سورۃ الملائکہ بھی ہے۔ (باب نمبر ۳۵)

✦ سام اہل عرب کا حام حبشہ والوں کا اور یافث روم والوں کا باپ ہے۔

(۳۲۳۱)

مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں

کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا۔

فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور

مغرب کے درمیان ہے۔ (۳۲۳۲)

✦ یہ کہنا کہ میری تعریف کرنا زینت ہے اور میری برائی کرنا عیب ہے صرف

اللہ ہی کی شان ہے۔ (۳۲۶۷)

✦ حضور علیہ السلام جب کسی کو جہاد پہ بھیجتے تو مسجد لوگوں سے اور سیاہ جھنڈوں

سے بھر جاتی۔ (۳۲۷۴)



- ✦ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کا دیدار کیا (دو مرتبہ) (۳۲۷۹)
- ✦ بیٹے نے باپ کو کہا تو واپس نہیں جاسکتا یہاں تک کہ اپنی زبان سے کہے کہ تو خود ذلیل ہے اور حضور علیہ السلام عزت والے ہیں چنانچہ اس نے اقرار کیا۔ (۳۳۱۵) یہ وہ ذلیل ہے جس نے کہا تھا: لَسْنَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْزَمَنَاءُ الْأَذَلَّ - یعنی رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول۔
- ✦ مشرکین نے کہا ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص کا نزول فرمایا۔ (۳۳۶۴)
- ✦ تمام مخلوق سے زیادہ طاقتور وہ انسان ہے جو خفیہ طور پر صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ (۳۳۶۹)

## أَبْوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بیان)

- ✦ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ معزز چیز کوئی نہیں ہے۔ (۳۳۷۰)
- ✦ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ. تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ (۳۳۷۵)
- ✦ حلقہ ذکر کو فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت ان پہ سایہ فگن رہتی ہے ان پہ اطمینان قلب اترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (۳۳۷۸)
- ✦ اللہ تعالیٰ محفل ذکر کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے مباہات فرماتا ہے۔

(۳۳۷۹)

- ✦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور پھر چہرے پہ مل لیتے۔ (۳۳۸۶)

- ✦ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھنے سے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی۔
- بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ..... (۳۳۸۸)

✦ بستر پر لیٹتے وقت کوئی بھی سورت پڑھ لی جائے تو ساری رات فرشتہ حفاظت

کرتا ہے۔ (۳۳۰۷)

✦ حضرت عمیر بن ہانی ہر روز ایک ہزار سجدہ (پر مشتمل) نماز ادا کرتے اور

ایک لاکھ بار تسبیح کرتے۔ (۳۳۱۵)

✦ حضور علیہ السلام کی ایک طویل دعا۔ (۳۳۱۹)

✦ بازار میں داخل ہوتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی

ہیں دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کیے جاتے ہیں۔

(۳۳۲۸-۲۹)

✦ مجلس کے گناہوں کے کفارے کی دعا (۳۳۳۳)

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی

خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس سواری کیلئے ایک چوپایہ لایا گیا۔ آپ نے اس پہ

سوار ہوتے ہوئے دعا پڑھی اور پھر ہنس پڑے۔ میں نے عرض کیا آپ کس بات پہ

ہنستے ہیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا

چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا

يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرُكَ. (۳۳۳۶)

بے شک تیرا رب اس بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ یہ (مندرجہ بالا)

کلمات کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخشنے والا

نہیں ہے۔

✦ تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) اولاد کی خلاف باپ کی دعا (۳۴۴۸)

✦ غصے کے وقت اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے۔

(۳۴۵۲)

✦ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ (۳۴۵۵)

✦ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ کہنے سے پڑھنے والے کیلئے جنت میں

ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (۳۴۶۴)

سوچ، سوچہ اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب

یہ اس شخص کیلئے ہے جو صبح و شام سو سو مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ سو سو مرتبہ الحمد للہ

کہے۔ سو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور سو سو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ (۳۴۷۱) رمضان شریف

میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے دوسرے دنوں میں ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے سے زیادہ

ثواب ہے۔ (۳۴۷۲) دن میں دس مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہنے سے دس کروڑ

نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ اِلٰهًا وَّاحِدًا

اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ (۳۴۷۳)

✦ حضور علیہ السلام چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

(۱) غیر مطمئن دل (۲) نامقبول دعا (۳) نہ سیر ہونے والے نفس

(۴) غیر نافع علم سے۔ (۳۴۸۲)

✦ آیہ کریمہ لا الہ الا انت سبحانک۔ جو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے

پیٹ میں پڑھی ہر مقصد کو پورا کرنے والی ہے۔ (۳۵۰۵)

✦ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام والی حدیث جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں

داخل ہو جائے گا۔ (۳۵۰۷)

✦ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ (۳۵۱۰)

✦ حضرت ابو امامہ سے مروی ایک جامع دعا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا

سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... (۳۵۲۱)

### نیند نہ آنے کا علاج

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: بستر پہ جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْأَرْضِينَ وَمَا  
أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ  
كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ  
وَجَلَّ تَنَاوُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.

اے اللہ! سات آسمانوں اور جن پہ وہ سایہ فلگن ہیں ان کے رب، سات  
زمینوں اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان کے رب، شیاطین اور جن کو  
انہوں نے گمراہ کیا ہے ان کے رب اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ  
عطا فرما کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے تیری پناہ میں  
آنے والا غالب ہے اور تیری بڑی تعریف ہے اور تیرے سوا کوئی معبود  
نہیں ہے۔ (۳۵۲۳)

✦ اللہ سے صبر کا طالب ہونا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۲)

(آخری حدیث)

✦ روح حلق تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا رہتا ہے۔ (۳۵۳۷)

✦ گناہ آسمان تک پہنچ جائیں یا زمین ان سے بھر جائے تو بھی توبہ کرنے سے

اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ شرک نہ کرے۔

(۳۵۴۰)

✦ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔ ننانوے رحمتیں اللہ کے

پاس ہیں۔ (جن کا ظہور قیامت کو ہوگا) (۳۵۴۱)

دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث

جو اللہ سے بخشش مانگتا رہے وہ گناہ پہ مصر نہیں کہلاتا۔ (ولم یصروا علی

ما فعلوا) اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (۳۵۵۹)

✦ نیا لباس پہن کر پرانا صدقہ کر دیا جائے تو موت اور موت کے بعد بھی اللہ کی

حمایت حفاظت اور پردے میں رہے گا۔ (۳۵۶۰)

✦ حضرت عمر نے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام نے

فرمایا: اَيُّ اَخِي اَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ اے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں

یاد رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ (۳۵۶۲)

✦ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اس دعا سے اتر جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنِّ سِوَاكَ

اے اللہ! مجھے رزق حلال عطا فرما کر حرام سے بچالے اور اپنے فضل سے

اپنے علاوہ ہر غیر سے بے نیاز کر دے۔ (۳۵۶۳)

✦ حضور علیہ السلام کی دعا سے ساری عمر کیلئے بیماری دور ہوگئی۔ (۳۵۶۴)

✦ حافظے کو مضبوط کرنے کیلئے شب جمعہ کو چار رکعات نوافل پڑھنے کی ترکیب

اور اس کے بعد دعا۔ (۳۵۷۰)

✦ دعائے وسیلہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتُوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ ..... (۳۵۷۸)

✦ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ

ہے۔ (۳۵۸۱)

✦ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(پڑھنے والے) کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ (۳۵۹۲)

✦ ذکر کرنے والوں کے پاس صرف بیٹھنے والا بھی بد بخت و محروم نہیں ہوتا۔

هُم الْقَوْمُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ (۳۶۰۰)

✦ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا عبادت کے حسن سے ہے۔

(۳۶۰۳)

✦ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ (ایضاً)

مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے لیکن اس کی عطا کے حصول کیلئے دینی اسباب و وسائل کا استعمال شرعی حکم ہے اور اس سے صرف نظر نہیں ہو سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ جوتا ٹوٹے گا تو موچی ہی سے صحیح کرائیں گے۔

## أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان)

✦ یارسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب سے واجب (ثابت) ہے۔ فرمایا: وَأَدَمُ

بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔ جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۳۶۰۹)

✦ حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو ہمارے دل اجنبی ہو گئے اور مدینہ شریف

تاریکی میں ڈوب گیا۔ (۳۶۱۸) ہو کنایۃ عن عدم وجدان النورانية والصفاء

الذی کان حاصل من مشاهدته و حضوره صلی اللہ علیہ وسلم لتفاوت

حال الحضور والغیبة کذا فی اللمعات (حاشیہ نمبراً ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳)

لا کما قال اهل التشیع فی بغض الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین۔

✦ باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (باب ۲) وہ

صحابی جو حضور علیہ السلام کے سن پیدائش (عام الفیل) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوئے ان سے پوچھا گیا: أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عمر کے لحاظ سے) آپ بڑے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ فِي الْمِيلَادِ۔ بڑے تو حضور ہی ہیں لیکن پیدائش میری پہلے ہوئی ہے۔ (۳۶۱۹)

✦ بحیرہ راہب کا واقعہ اس نے حضور علیہ السلام پر بادل کو سایہ فگن دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہیں۔ (۳۶۲۰)

✦ مکہ مکرمہ کے درخت و پتھر بھی حضور علیہ السلام پہ سلام بھیجا کرتے تھے۔

(۳۶۲۶)

✦ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرخ لباس میں لمبے بالوں والے کسی شخص کو حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۵)

✦ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار کی طرح نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔

(۳۶۳۷)

حضرت علی المرتضیٰ محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے مختصر الفاظ میں ہمارے آقا علیہ السلام کا جو حلیہ مبارک بیان فرما دیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ حب علی علامت ایمان ہے اور بغض علی علامت نفاق ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بَادَةُ الْفَت حَيْدِرٍ فِي مِثْلٍ جَاتَا هَوْنًا

خُلْدٌ فِي جَانِبِ سَامَانَ كَيْ جَاتَا هَوْنًا

نَارُ دُوزَخٍ فِي مِثْلٍ مَجْهِي بَهْجِنِ وَالْأَلَا هُوَ كُونًا

أَعْنُورٌ فِي مِثْلٍ عَشَقَ عَلِيٌّ دَلَّ فِي مِثْلٍ جَاتَا هَوْنًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں: آپ نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت پست

تھے بلکہ درمیانہ قد تھا۔ آپ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگھریالے تھے

اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ کچھ گھنگھریالے تھے۔ چہرہ مبارک نہ تو بالکل پر گوشت تھا اور نہ ہی مکمل طور پر گول تھا بلکہ کچھ گولائی تھی۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں، مونڈھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ بھی پر گوشت تھی۔ بدن مبارک پر معمول سے زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھی۔ چلتے وقت قوت کے ساتھ چلتے گویا کہ ڈھلوان جگہ میں چل رہے ہوں۔ کسی طرف متوجہ ہوتے تو نظر بھر کر توجہ فرماتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ خاتم النبیین تھے۔ سب سے زیادہ سخی دل اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ کے ساتھ معاشرت رکھنے والا مانوس ہو کر فدا ہو جایا کرتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۸)

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب  
 سراپائے اقدس کی تفصیل ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ انا کے آخر  
 میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے مناقب ہیں جو  
 ہماری کتاب یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافتِ راشدہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔  
زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا:

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ



الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيكَائِيْلُ وَأَمَّا  
وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ (۳۶۸۰)

ہر نبی کے دو وزیر آسمان پہ اور دو وزیر زمین پہ ہوتے ہیں۔ پس میرے  
آسمانی وزیر جبریل امین و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر  
و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

وزیر ای فی السماء و وزیر ای فی الارض  
ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (ﷺ)

✦ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں ابوبکر و عمر رضی اللہ  
عنہما کی تنقیص کرنے والا حضور علیہ السلام کا محبت نہیں ہو سکتا۔ (۳۶۸۵)  
✦ حضرت عمر کا جنت میں عالیشان محل (۳۶۸۸-۸۹)  
✦ حضرت عثمان غنی کے ساتھ بغض رکھنے والے کی حضور علیہ السلام نے نماز  
جنازہ ادا نہ فرمائی۔ (۳۷۰۹)

✦ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اِنَّ عَلِيًّا مَنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَوَلِيُّ  
كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔ علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ (۳۷۱۲)  
✦ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاَهُ۔ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔

(۳۷۱۳)

علی امام من است و منم غلام علی  
ہزار جان گرامی فدا بنام علی

چراغ و مسجد و محراب و منبر

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (ایک  
ہی حدیث میں خلفائے راشدین کی تعریف کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ابوبکر پہ رحمت فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

ہجرت کے موقع پر مجھے اپنی اونٹنی پہ سوار کیا اور اپنے مال سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔  
 (۲) اللہ تعالیٰ حضرت عمر پہ رحم فرمائے۔ وہ حق بات کہتا ہے۔ اگرچہ کڑوا ہو اور  
 حق بات کہنے نے اس کی یہ حالت کر دی ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا۔  
 (۳) اللہ تعالیٰ حضرت عثمان پہ کرم کرے اس سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا  
 کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ حضرت علی پہ کرم فرمائے۔ اے اللہ! وہ جدھر رخ کرے حق بھی  
 ادھر ہی ہو جائے۔ (۳۷۱۴)

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابو بکر و عمر عثمان و حیدر  
 ✦ علی دنیا و آخرت میں نبی علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ (۳۷۲۰)  
 پنجابی زبان کا ایک دوہڑا شان صدیق و علی میں یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔  
 میں کی دساں شان علی دی جنہوں آکھیا نبی نے بھائی  
 کوثر اتے علی دا قبضہ ہتھ علی دے جنت آئی  
 پر جنت و بیچ او سے جاناں جنہوں علی نے ٹکٹ پھرائی  
 علی نے ٹکٹ وی اودوں دینا جدوں مہر صدیق نے لائی

اے تیری آواز، آواز خدا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے طائف کے دن  
 حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی جس پر لوگوں نے کہا۔ اپنے چچا زاد  
 بھائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی طویل ہو گئی ہے تو اس پر حضور علیہ السلام نے  
 ارشاد فرمایا:

مَا اَنْتَبَحِيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَنْتَبَحَاهُ (۳۷۲۶)

میں نے اس (علی) سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی کی

ہے۔

اے تیری آواز ، آواز خدا

اور ”سرگوشی“ تیری راز خدا

✦ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق عورتوں میں حضرت خدیجہ اور

بچوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اسلام لائے۔ (۳۷۳۴)

✦ وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُو أَبِيهِ۔ چچا باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔ (۳۷۶۱)

✦ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جو انان جنت کے سردار ہیں۔ (۳۷۶۸)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام حسن سے زیادہ حضور علیہ

السلام سے مشابہ کوئی نہ تھا۔ (۳۷۷۶-۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اس کے دربار میں لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی

ناک پہ مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ مَا رَأَيْتَ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا۔ اس جیسا حسن میں نے

کبھی نہیں دیکھا۔ (۳۷۷۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام حسن

رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے حضور علیہ السلام کے

سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔ (۳۷۷۹) گویا کہ دونوں شہزادوں کو کھڑا کیا جاتا تو

حضور علیہ السلام کی زیارت ہو جاتی۔

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں

غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

✦ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں سانپ گھس گیا پھر نکلا پھر گھسا دو تین بار ایسا

ہی ہوا۔ (۳۷۸۰)

✦ حضرت ام سلمہ نے چادر میں داخل ہونے کی التجا کی تو حضور علیہ السلام نے

فرمایا: أَنْتِ عَلِيٌّ مَكَانِكَ وَأَنْتِ إِلَيَّ خَيْرٌ۔ تو اپنی جگہ پر رہ اور تو میری طرف

(سے) بہتر ہے۔ (۳۸۷۱، ۳۷۸۷)

✦ مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ۔ ابن مسعود جو کچھ بھی تمہیں بیان کریں ان کی تصدیق کرنا (۳۷۹۹) علم چار آدمیوں سے ڈھونڈوان میں ایک ابن مسعود ہیں۔ (۳۸۰۴) ابن مسعود اتنی کثرت سے حضور علیہ السلام کے گھر آتے جاتے تھے کہ لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ وہ اہل بیت سے ہیں۔ (۳۸۰۶)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا پھر تم اس کی نافرمانی کرتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔ (۳۸۱۲)

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا جس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پہ کس وجہ سے فضیلت دی ہے حالانکہ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے تو حضرت عمر نے جواب دیا:

لَاَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
أَبِيكَ وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنْكَ فَأَثَرْتُ حَبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ حَبِّي

(۳۸۱۳)

کیونکہ زید تمہارے باپ سے زیادہ اور ان کے بیٹے اسامہ تم سے زیادہ حضور علیہ السلام کو محبوب تھے تو میں نے حضور علیہ السلام کے محبوب ترین کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ بوقت وصال بھی حضور علیہ السلام حضرت اسامہ کے لئے دعا فرما رہے تھے۔ (۳۸۱۷)

حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ کی ناک کا فضلہ خود صاف کرنے کا ارادہ

فرمایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: حضور میں کرتی ہوں (۳۸۱۸)۔ حضرت اسامہ کی محبوبیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے بیان فرمایا (۳۸۱۹)

ان کے جو غلام ہو گئے      خلق کے امام ہو گئے

حضرت اسامہ کے والد کی بات بھی سن لیں کہ ان کے بھائی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیج دیں (ان کے والدین و اعزہ ان کو ملنے کیلئے بہت بے تاب ہیں) فرمایا: اگر تمہارے ساتھ جاتا ہے تو میں منع نہیں کرتا لیکن حضرت زید نے عرض کیا: یا رسول اللہ وَاللّٰهِ لَا اخْتَارُ عَلَيْكَ اَحَدًا۔ آپ کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا اور آپ پہ کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ ان کے بھائی نے بھی حضرت زید کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی۔ (۳۸۱۵)

روئے بدرالذبحی دیکھتے رہ گئے	چہرہ واضحی دیکھتے رہ گئے
حسن خیرالوریٰ میں خدا کی قسم	ہم جمال خدا دیکھتے رہ گئے
ہم گنہگار پہنچے درپاک پر	زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے
رک کے سدرہ کی منزل پہ روح الامین	رفعت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
چاند دو ٹکڑے ہو کر تصدق ہوا	دشمن مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
جو سکندر ہوا ان کے دربار سے	وہ کرم وہ عطا دیکھتے رہ گئے

✦ بلی کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ کی کنیت بلی والا پڑ گئی۔ (۳۸۲۰)

✦ حضرت جابر کے لئے حضور علیہ السلام نے ایک رات میں پچیس مرتبہ دعا

فرمائی۔ (۳۸۵۲)

روشنی کے مینار

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِارْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا

## لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۳۸۶۵)

میرا کوئی صحابی زمین کے کسی خطہ میں انتقال کر جائے تو وہ قیامت کے دن اس خطہ کے لوگوں کا قائد اور (مینارہ) نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔

کیا دیکھتے ہو دامن اغیار کی طرف  
انگلی نہ بدترین عدو بھی اٹھا سکا  
کیا ذکر عاصیوں کا کہ میدان حشر میں  
کتنا ہجوم خلق ہے شہر حبیب میں  
وہ ناخدا ہیں خیر سے اب دیکھتا ہوں میں  
انصاف کیش آج بھی حیراں ہیں دیکھ کر  
گل ریز راہ گلشن طیبہ کو چھوڑ کر  
گھائے میں ہے اگر نہیں انسانیت کا رخ  
دل میں امید بھی ہے ندامت کیساتھ ساتھ  
طارق خدائے کعبہ کی توفیق خاص سے

آؤ جناب احمد مختار کی طرف  
میرے نبی کی خوبی کردار کی طرف  
بھاگیں گے نیکو کار بھی سرکار کی طرف  
دیکھئے تو کوئی کوچہ و بازار کی طرف  
موج بلا کی سمت نہ منجد ہار کی طرف  
گفتار کی طرف ترے کرہوار کی طرف  
ہر راستہ ہے وادی پر خار کی طرف  
انسانیت کے قافلہ سالار کی طرف  
جب دیکھتا ہوں بخشش سرکار کی طرف  
ساجد ازل سے ہم ہیں دربار کی طرف

طارق سلطان پوری

✦ حضرت عائشہ کو جبریل امین علیہ السلام کا سلام (۳۸۸۱-۸۲)

✦ حضرت عائشہ بھی حضرت خدیجہ پہ رشک کرتی تھیں (باب فضل خدیجہ)

✦ ام المومنین کا دنیا سے اٹھ جانے سے بڑھ کر کیا نشانی ہوگی؟ (۳۸۹۱)

✦ اہل عرب سے بغض رکھنا حضور علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے۔ (۳۹۲۷)

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ کا بچہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھ اونٹنیاں عطا فرمادیں اس کے باوجود بھی وہ راضی نہ ہوا تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ

أَوْ دَوْسِيٍّ (۳۹۴۵)

اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ

کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں۔ (۳۹۵۳)

✦ نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (۳۹۵۳)

جو تیرھویں صدی کی ابتداء میں ابن عبدالوہاب کی شکل میں نکل آیا جس نے کتاب التوحید لکھ کر پوری امت کو کافر و مشرک قرار دے دیا اور پاک و ہند میں اسماعیل دہلوی اور احمد بریلوی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جیسی کتابوں کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر دیا اور اس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

✦ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی بجائے اپنے اندر کمال پیدا کرو۔ تمام لوگ

آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔ اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور خاندانی فخر دور کر دیا ہے۔ اب یا تو مومن و متقی ہوگا یا بد بخت و بدکار (یہ دونوں احادیث جامع ترمذی کی آخری احادیث ہیں) (۳۹۵۵-۵۶)

کتاب العلل میں امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میری اس کتاب (ترمذی شریف) کی تمام احادیث معمول بھا ہیں (یعنی ہر حدیث پہ بعض علماء نے عمل کیا ہے) البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پہ کسی کا عمل نہیں ہے۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف، سفر اور بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ (۲) وہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی (پہلی

مرتبہ) شراب پئے تو اس کو کوڑے مارو (اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی) اور اگر چوتھی مرتبہ شراب پئے اس کو قتل کرو اور ان دونوں حدیثوں کی علت انہی مقامات پہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمادی ہے۔



## شمال ترمذی کے حوالہ جات

ابتداء میں مختلف صحابہ کرام سے بشمول حضرت علی المرتضیٰ جن کی روایت اُردو ترجمہ کے ساتھ ہم نے لکھ دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی روایات ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو چودھویں رات (کے ماہ کامل کی روشنی) میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا کبھی میں حضور علیہ السلام (کے رخ والضحیٰ) کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا (آخر میں نے فیصلہ یہ کیا فلہو عندی احسن من القمر۔ میرے نزدیک حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔) (شمال ترمذی ص ۲)

جسے اللہ کہتے ہیں نرالی شان والا ہے  
 دو عالم کا وہ خالق ہے اکیلا ہے نرالا ہے  
 حقیقت میں جو ہے بعد از خدا تعریف کے قابل  
 وہ عبداللہ کا لعل محمد کملی والا ہے۔

✦ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو چاند کی طرح کہا۔ (ایضاً) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبيضَ كَأَنَّما صِيعَ مِنْ فِضَّةٍ - حضور علیہ السلام سفید رنگ کے تھے گویا کہ چاندی ڈھالی گئی ہے۔ (ایضاً) یاد رہے کہ زیادہ سفید رنگ جس میں سرخی نہ ہو اور زیادہ گندم گوں جو مائل بہ سیاہی ہو یہ دونوں خوبصورت نہیں لگتے اور

جب ہمارے آقا احسن الناس ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کا رنگ ایسا تھا کہ جس سے  
زیادہ حسین رنگ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ گویا

حسن نمکین والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نور وحدت کا "ٹکڑا" ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اَفْلَجُ  
الثَّنِيَّتَيْنِ - یعنی آپ کے سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی بالکل جڑے  
ہوئے نہ تھے۔ اِذَا تَكَلَّمْتُ رَأَيْتُ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَاهُ - جب آپ گفتگو  
فرماتے تو اس کشادگی سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک صرف ثعنوی نہیں تھا  
بلکہ حسی بھی تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی نورانیت کے جامع ہیں۔ چاہے وہ  
ایمان کا نور ہو یا اسلام کا یا عرفان کا یا علم و ہدایت کا۔ اس پر بہت ساری احادیث دیگر  
کتب سے بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ پہلے شمائل ترمذی کی ہی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔  
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ربیب ہند بن  
ابی ہالہ سے سوال کیا جو کہ حضور علیہ السلام کے بہترین و صاف تھے کہ حضور علیہ السلام کا  
حلیہ مبارک کیسا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کریں  
اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جاؤں تو انہوں نے فرمایا۔

چہرہ انور چودھویں کا چاند

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحًا مَفْتَحًا يَتَلَأُّ لَوْ

وَجْهَهُ تَلَأُّ لَوْ الْقَبْرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

حضور علیہ السلام عظیم الشان و معزز تھے۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں رات  
کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (اس روایت میں آگے چل کر فرماتے ہیں) اَلَيْسَ نُورٌ

يَعْلُوهُ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آپ پہ چھایا رہتا۔ (ص ۲)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے

جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے

جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں: ومعنى يتلأؤ

يضى ويشرق كاللؤلؤ وقوله تالؤوا لقمرة ليلة البدر اى مثل تالؤ ليلة

البدر۔ (شرح شمائل مطبوعہ مصر ص ۲۳)

تیلالو کا معنی روشن ہونا اور چمکنا ہے۔ جیسے موتی چمکتا ہے اور تلالو القمر ليلة

البدر کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات

میں چاند چمکتا ہے۔

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا

تیری پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا

کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل منور ہے

کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل سے پہچانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو شمائل میں پہلے نمبر پر گزر چکی ہے

جس میں وہ فرماتے ہیں۔ فهو عندى احسن من القمر۔ اس کی شرح میں شیخ

ابراہیم شرح شمائل میں فرماتے ہیں۔ ”ایک روایت میں عندی کی بجائے عینی کا لفظ

ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اور فی الواقع

حضور علیہ السلام پہچانے سے زیادہ حسین تھے۔

جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں انج الثنيتين کے الفاظ ہیں اس

کے تحت یہی علامہ ابراہیم مواہب اللدنیہ شرح شمائل محمدیہ ص ۳۴۲ پہ لکھتے ہیں۔

ای روی له صفاء یلمع کالنور یخرج من بین ثنا یاہ ویحتمل

ان یکون الکاف زائداً للتفخیم ویکون الخارج حینئذ

نورا حسیاً معجزۃً له صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نور کی طرح صاف و شفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی جو حضور علیہ السلام کے نورانی دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ ”کالنور“ میں کاف زائدہ برائے تفخیم ہو اس تقدیر پہ نور حسی ہوگا جو کہ دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔

### چہرے کی چمک سبحان اللہ

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام سرور ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ تبرق لہساریو وجہہ۔ پیشانی اقدس کے خطوط چمک رہے تھے۔ (ج ۱ ص ۵۰۲)

دوسری جگہ حضرت کعب بن مالک سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ وہویبرق وجہہ من السرور۔ تو چہرہ انور فرحت و سرور سے چمک رہا تھا۔ (مزید فرماتے ہیں) وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سراسنار وجہہ کانه قطعة من القمر۔ حضور علیہ السلام جب خوش ہوتے تو چہرہ انور یوں چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲) فتح الباری شرح بخاری اور دیگر شروح بخاری میں ان احادیث سے حضور علیہ السلام کا حسی نور ہی ثابت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حضور علیہ السلام کے حسی نور ہونے کو ہی آپ کے بے سایہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

اب تو ہیں مشرق و مغرب بھی تجس میں سخی کی

درکار ہے سب کو تیرے دامن کا سہارا

اس تپتے ہوئے ماحول میں گھبرا کے یہ دنیا  
 اب ڈھونڈ رہی ہے تیری دیوار کا سایہ  
 المواہب اللدنیہ علی شمائل الحمد یہ مطبوعہ مصر ص ۳۰ پر شیخ ابراہیم لکھتے ہیں۔  
 وانما كان صلى الله عليه وسلم احسن لان ضوءه يغلب على  
 ضوء القمر بل وعلى ضوء الشمس ففي رواية لابن المبارك  
 وابن الجوزي لم يكن لي ظل ولم يقم مع شمس قط الاغلب  
 ضوءه على ضوء الشمس ولم يقم مع سراج الاغلب ضوءه  
 على ضوء السراج. انتهى

ترجمہ: اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت اس لئے تھے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر بھی  
 غالب رہتی تھی کیونکہ سیدنا ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی محدث کی  
 روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر حضور علیہ السلام  
 کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراغ کے  
 سامنے بھی حضور علیہ السلام کبھی کھڑے نہیں ہوئے تھے مگر چراغ کی روشنی  
 پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔

آنکھ میں چپتی نہیں ہے اب کوئی بھی روشنی  
 دیکھ لی میرے تصور نے اک ایسی روشنی  
 شب کی تاریکی میں ایسا مل گیا ان کا چراغ  
 بن گئی ہے ساری دنیا روشنی ہی روشنی  
 ایک پل میں کٹ گیا سات آسمانوں کا سفر  
 وہ شب معراج اور اس کی نزالی روشنی

تو نے تو دونوں جہانوں کو منور کر دیا  
میں نے مانگی تھی تیرے در سے ذرا سی روشنی

(شہزاد احمد)

درود یوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں

مواہب اللدنیہ ج ۱، ص ۲۷۱ پر امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے یتسلاؤ فی الجدر (رواہ البزار) تو حضور علیہ السلام کا نور درود یوار کو چمکا دیتا تھا۔ امام قسطلانی حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یشرق نورہ علیہا اشراقا کاشراق الشمس علیہا۔ کہ حضور علیہ السلام کا نور دیواروں پہ ایسے چمکتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پہ چمکتی اور چمکاتی نظر آتی ہے۔ مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے منقول ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضئ البیت اظلم من نور۔ تاریک گھر بھی حضور علیہ السلام کے نور سے روشن ہو جاتا تھا۔

خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا سوئی تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ ایسے میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو چہرہ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی مل گئی۔ روزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: مانحتاج الی السراج من یوم اخذناہ۔

جس دن ہمارے گھر حضور علیہ السلام تشریف لائے ہمیں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت

عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

## حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا

کوئی دیکھے تو سہی ان کے غلاموں کا مقدر

ان کی چاہت میں مرے ان کی چاہت میں جیئے

حضرت سلمان فارسی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اولاً صدقہ کی کھجوریں لے کر حاضر ہوئے جو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیں۔ اِرْفَعَهَا فَإِنَّا لَأَنَّا كُلُّ الصَّدَقَةِ۔ اٹھا لو ان کو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو تحفہ کھجوریں پیش کیں جو آپ نے قبول فرمائیں۔ پھر حضرت سلمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت دیکھی تو ایمان لے آئے چونکہ یہودی کے غلام تھے اس لیے اس نے اس شرط پہ بیجا کہ کھجوروں کے درخت لگائیں گے اور ان کے پھلدار ہونے تک حفاظت کرنا ہوگی (تاکہ کئی سال ان کی نوکری کرتے رہیں) چنانچہ حضور علیہ السلام نے تمام درخت اپنے ہاتھوں سے لگائے جن پر ایک ہی سال میں پھل لگ گیا۔ ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا جس پہ پھل نہ لگا چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو اکیڑ کر ڈوبارہ لگایا تو وہ بھی اسی سال پھلدار ہو گیا اور اس طرح حضرت سلمان کی یہودیوں کی غلامی سے جان چھوٹی اور غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو گئے۔ (ص ۳۰)

بہت ہی تیز سہی دشمنوں کی تلواریں

جہاں میں اسم محمد سی کوئی ڈھال نہیں

میرے تھی بس میں کہاں مدحت مصطفیٰ امجد

یہ صرف ان کا کرم ہے میرا کمال نہیں

✦ سرانور اور داڑھی مبارک میں چودہ سے بیس تک سفید بال تھے۔ (ص ۳)

✦ حضور علیہ السلام درد سر کی وجہ سے کبھی کبھار مہندی لگایا کرتے تھے۔

(ص ۴)

✦ مردوں کو بھی سیاہ سرمہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ (ص ۴)

## یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ مزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں (میں نے دیکھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کھلی تھی یا راوی نے کہا قمیض کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ (میں نے موقع کو غنیمت جانا اور) اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر مہر نبوت کو چھولیا۔ (فَادْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ ص ۵)

یہ کیسے مقدر ہیں کہ سرکار کا جلوہ خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں دیکھا جو پھول نہیں آپ کی خوشبو سے معطر ایسا گل تر میں عنے ابھی تک نہیں دیکھا جب آپ ہمارے ہیں تو دوزخ کا خطرہ یہ خوف یہ ڈر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا جب اذن حضوری مجھے مل جائے گا جعفر دیکھوں گا وہ دز جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا

## حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہوگئی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوزر ہیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے (تو زخمی ہونے کی وجہ سے) نہ چڑھ سکے۔ چنانچہ آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا (اور ان پہ اپنا قدم انور رکھ کر) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ چٹان پہ جلوہ گر ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: **أَوْجَبَ طَلْحَةُ**۔ طلحہ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کر لیا ہے۔ (ص ۸)



ای حقا علی ذمتی اوشفاعتی له اولنفسه الجنة بهذا القعود تحتی  
 کہا ہو التبادر۔ والاظہر ان یحمل علی ایجابہ لما عمل فی هذا الیوم  
 حتی شلت یدہ فی دفع الاعداء عنہ صلی اللہ علیہ وسلم و جرح ببضع و  
 ثمانین جراحة (حاشیہ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دفاع میں ان کا  
 ہاتھ شل ہو گیا اور اسی سے زیادہ زخم آئے ان کی وجہ سے جنت یا شفاعت واجب  
 ہوئی۔ بہر حال جو بھی توجیہ کیجئے حضور علیہ السلام کی خدمت پر ہی یہ انعام ملا اور آپ  
 کے صدقے سے ہی بلکہ آپ کی رضا کیلئے خدائی نظام میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے واسطے چلی نبض حیات و کائنات  
 جاری ہوا نظام رب خیر الانام کیلئے  
 آپ کی ذات کیلئے خالق و خلق کا درود  
 خم نہ ہو کیوں سر نیاز آپ کے نام کیلئے  
 کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار  
 سارے نبی تھے منتظر اپنے امام کیلئے

### تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
 الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ (ص ۸۰) میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت  
 کوئی شی نہیں دیکھی گویا چہرہ انور میں سورج چلتا (رقص کرتا) ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردش میں کیوں ہے روز ازل سے یہ آسماں  
 شاید اسے تلاش تیرے نقش پا کی ہے  
 ہر گل میں بوئے زلف نبی ہے بسی ہوئی  
 تاروں میں روشنی رخ شمس الضحیٰ کی ہے

کس چیز کی کمی ہے اسے کائنات میں  
 دولت جسے نصیب غم مصطفیٰ کی ہے  
 جینا اسی کا مرنا اسی کا ہے باخدا  
 جس پر نگاہ لطف شہ انبیاء کی ہے  
 حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام کی چال مبارک کا تذکرہ ہے کہ  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ كَأَنَّ مَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ  
 مُكْتَرِبٍ

میں نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ تیز چلتے ہوئے نہ دیکھا یوں لگتا تھا کہ زمین  
 آپ کیلئے سمیٹی جا رہی ہے۔ ہم (تیز چلنے کیلئے) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے  
 اور حضور علیہ السلام بلا تکلف (اتنا تیز) چلتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا  
 گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً) دوسری روایت بھی حضرت علی سے ہے کہ  
 جب حضور علیہ السلام چلنے کو کسی قدر آگے جھک کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے اتر  
 رہے ہیں۔ (ایضاً)

تیرے انداز بتاتے ہیں کہ خالق کو تیری

سب حسینوں سے پسند آئی ہے صورت تیری

✦ حضور علیہ السلام مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے اس قدر عاجزی سے بیٹھے

ہوئے تھے کہ صحابیہ (قیلہ بنت مخرمہ) ہیبت اور خوف سے کانپ اٹھیں۔ (ص ۸-۹)

میری آنکھوں میں وہ رہتے ہیں اجالوں کی طرح

میں نے دیکھا ہے انہیں دیکھنے والوں کی طرح

✦ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک کھجور پیش کی گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے۔ (ص ۹) یہ کون ہیں ذرا غور کرو وہی ہیں جن کی شان اقدس یہ ہے کہ

آپ سرخیل رسل، ختم رسل، خیر رسل

سارے نبیوں کی وکالت اور کر سکتا ہے کون

یہ تو اعلیٰ ظرف و ارفع حوصلے کی بات ہے

خون کے پیاسوں پہ رحمت اور کر سکتا ہے کون

جز شفیع روز محشر حضرت حق کے حضور

گناہگاروں کی شفاعت اور کر سکتا ہے کون

✦ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت تناول

کیا۔ (ص ۱۱ سطر ۱)

ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کیلئے ہانڈی

پکائی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازو کا گوشت پسند تھا چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام

کو ایک دستی نکال کر دی تو آپ نے فرمایا: ایک اور دو میں نے دوسری بھی دی۔ پھر

فرمایا اور دو۔ میں نے عرض کیا: حضور! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ (یعنی دو ہی

ہوتی ہیں جو میں نے آپ کو پیش کر دی ہیں) اس پر آپ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ سَكَّتْ لَنَا وَلَتَنِي الدِّرَاعُ بَعْدَ ذِرَاعِ مَا

دَعَوْتُ

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب

تک میں تجھ سے طلب کرتا رہتا تو دستیاں نکال نکال کر دیتا رہتا۔

(ص ۱۱)

نور خدا کا حسن و جمال آپ ہی تو ہیں  
 اس بے مثال رب کی مثال آپ ہی تو ہیں  
 غم کی شبوں میں صبح خیال آپ ہی تو ہیں  
 جس سے چھٹے غبار ملال آپ ہی تو ہیں  
 ہر ایک حدّ عصر و مکاں توڑ کر کبھی!  
 جس کو ملا خدا کا وصال آپ ہی تو ہیں  
 بھیجے خدا نے سینکڑوں کامل نبی مگر  
 اس کی نبوتوں کا کمال آپ ہی تو ہیں  
 جو ظلمتیں جہاں میں تھیں اپنے عروج پر  
 ان ظلمتوں کی وجہ زوال آپ ہی تو ہیں  
 کیوں شہنشاہ کے سامنے پھیلاؤں ہاتھ کو  
 کرتا ہے وہ بھی جس سے سوال آپ ہی تو ہیں  
 ✦ پشت کے گوشت کی حضور علیہ السلام نے تعریف فرمائی ہے۔

إِنَّ أَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔ (ص ۱۱)

### کھانا تو دیکھو جو کی زوٹی

حضرت عبید اللہ بن علی اپنی دادی حضرت سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ بے  
 شک حضرت امام حسن، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے  
 پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے وہ کھانا تیار کریں جو حضور علیہ السلام کو پسند تھا اور اسے  
 آپ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت سلمیٰ نے کہا: اے میرے بیٹو! آج تم وہ  
 کھانا خوشی سے نہیں کھاؤ گے۔ عرض کیا کیوں نہیں (ضرور کھائیں گے) آپ تیار  
 کریں۔ چنانچہ حضرت سلمیٰ نے تھوڑے سے جو لے کر ان کو پیسا اور ہنڈیاں میں ڈال  
 کر پھر ان میں کچھ زیتون کا تیل ملایا اور کچھ سیاہ مرچ مصالحہ کوٹ کر اس میں ڈالے

اور پھر ان کے سامنے رکھ کر فرمایا: هَذَا مِمَّا كَانَ يُعْجَبُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ أَكْلَهُ۔ یہ ہے وہ کھانا جو حضور علیہ السلام پسند فرماتے اور اس کو خوشی سے تناول فرماتے تھے۔ (ص ۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی  
ان چھنا آٹا روٹی موٹی  
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا  
صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پہ کھجور رکھ کر فرمایا: هَذِهِ اَدَامٌ هَذِهِ فَاكَلْ۔ یہ (کھجور) اس (روٹی) کا سا لہن ہے۔ (ص: ۱۲)

طاعت گزار ہے جو رسالت ماب کا  
کیا کام اس سے فکر و غم و اضطراب کا  
سرکار کے دروازے سے کایا پلٹ گئی  
ورنہ برا تھا حال جہان خراب کا  
اللہ نے کیا انہیں نبیوں سے انتخاب  
رتبہ بیاں ہو کیا شہ عالی جناب کا  
بھجوائی تھیں مدینہ میں کچھ عرضداشتیں  
لاہور میں ہوں منتظر ان کے جواب کا  
قدموں میں جا کے نذر کریں آنسوؤں کے ہار  
ارمان ہے یہی مری چشم پر آب کا

محشر میں بھی حضور کی درکار ہے نگاہ  
ورنہ ہے کس میں حوصلہ عابد حساب

(خواجہ عابد نظامی)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں مجھے (میرے چچا) معاذ بن عفران نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال دے کر بھیجا جس کے اوپر روئیں دار خربوزے رکھے ہوئے تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کو خربوزہ پسند تھا۔ جب میں یہ تھال لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے بحرین سے آیا ہوا مال بہت سارے زیورات

کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ فَمَلَأَ يَدَهُ فَأَعْطَانِيهِ۔ پس جتنا زیور (وفی روایہ قالت ذہبا) سونا آپ کے ہاتھ میں آیا، آپ نے مجھے عطا فرما دیا۔ (ص ۱۳)

اے روح کائنات محبت، سخن نثار  
تیرے نقوش پاکی شعاعیں افق افق  
سانسوں میں تیرے نام کی خوشبو کا ذائقہ  
تو کشت آرزو میں مہکتا ہوا گلاب  
قدموں سے پھر لپٹ کے مناتا میں رتجگے  
کشکول جاں میں حرف ندامت ہے یا نبی  
تو رحمت دوام ہے اے سید البشر  
اے نور اولیں مرے گھر میں کوئی چراغ  
دست کرم کا سایہ زہے ہر نفس حضور  
میرے دکھوں کا کوئی مداوا ہو آج بھی

روز ابد حریم شفاعت کے تاجدار  
تیرے لئے ازل سے ابد تک کا اقتدار  
ارض و سما کو تھا ترے آنے کا انتظار  
ہونٹوں پہ ثبت ہے تری نسبت کا افتخار  
انسانیت کے نخل تمنا کا بھی نکھار  
ہوتا میں تیری راہ گزر کا اگر غبار  
مشکور ہو نوائے رگ جاں کا انکسار  
تو قلب کا سکون ہے تو رُوح کا قرار  
تیرہ شمی کے زخم بدن پر ہیں بے شمار  
گلشن میں مختصر نہ ہو اب عرصہ بہار  
روز ابد حریم شفاعت کے تاجدار

حکمت کے نور سے بھرے خالی مراسبو

ہو آشنا حروف تدبر سے گفتگو

(ریاض حسین چودھری)

✦ زمزم شریف کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پینا۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ پانی کو دو اور تین سانسوں میں پینا (بیان جواز کے لئے) (کبھی) حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر بھی پانی پی لیتے۔ باب ماجاء فی صفة شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شمائل ترمذی، ص ۱۳-۱۴)

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے اچھی طرح واقف اور آپ کے اعلیٰ اوصاف تھے) سے حضور

علیہ السلام کی گفتگو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس طرح بیان فرمایا۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غمگین اور متفکر رہتے اور آپ کو (کسی بھی  
 وقت) چین نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خاموشی دراز تھی اور بغیر ضرورت گفتگو نہیں فرماتے  
 تھے۔ آپ کے کلام کی ابتدا اور انتہا منہ بھر کر (واضح) ہوتی تھی اور جامع کلام فرماتے  
 تھے۔ آپ کا کلام مفصل ہوتا (لیکن) نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کم۔ آپ نہ تو سخت  
 طبیعت تھے اور نہ دوسروں کو ذلیل کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر فرماتے۔  
 اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ آپ کسی نعمت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو  
 برائی کرتے اور نہ تعریف آپ کو دنیا اور اس کا مال و متاع غضبناک نہیں کرتا تھا۔ جب  
 (کہیں) حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو کوئی چیز آپ کے غصے کو ٹھنڈا نہ کر سکتی۔ جب  
 تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیتے۔ آپ اپنی ذات کے لئے نہ ناراض ہوتے اور نہ  
 انتقام لیتے۔ آپ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو ہاتھ الٹ  
 لیتے۔ جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔  
 جب آپ کو غصہ آتا تو منہ پھیر لیتے اور کنارہ کش ہو جاتے جب آپ خوش ہوتے آنکھ  
 مبارک بند فرما لیتے۔ آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ ہوتی اور اولوں کی طرح سفید اور  
 چمکدار دانت مبارک ظاہر ہوتے۔ (ص ۱۴-۱۵) یہی حدیث قدرے تفصیل کے ساتھ  
 چند صفحات کے بعد سیرت النبی کے نورانی جلوے کے عنوان سے آرہی ہے۔

عکس جمال سرور کونین کے بغیر  
 روح و دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح  
 محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر  
 اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح  
 قرآن میں جن کی شان بیاں خود خدا کرے  
 بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح

جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی  
 بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی ہو کس طرح  
 جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو  
 دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح  
 محمود میں ہوں بندۂ محبوب کبریا  
 غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا حضور علیہ السلام شعر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ لِقَوْلِهِ وَيَقُولُ - آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے اور کبھی یہ شعر بھی پڑھتے۔

وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَزُوِجْ

تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تو نے اجرت نہیں دی۔ (ص ۱۶)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عمرہ کی قضاء کیلئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے آگے آگے حضرت ابن رواحہ یہ (اشعار) پڑھتے جا رہے تھے۔

حَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ      الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيْلِهِ  
 ضَرْبًا يَنْزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ      وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ

اے کفار کی اولاد! ہمارے آقا علیہ السلام کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم قرآن مجید کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی مار ماریں گے جو تمہارے سروں کو ان کے مقام سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔

حضرت عمر نے فرمایا: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَي رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِي حَرَمِ اللّٰهِ



تَعَالَى تَقُولُ شِعْرًا۔ اے ابن رواحہ کیا حضور علیہ السلام کے سامنے اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے؟ اس پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا:

خَلَّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهَا أَسْرَعُ فِيهِمْ مِمَّنْ نَضَحَ النَّبَلِ  
اے عمر! اسے اشعار کہنے دو اس کے اشعار کافروں کو تیروں سے بھی زیادہ سخت لگتے ہیں۔ (ص ۱۶)

حضور علیہ السلام کا شعری ذوق ہم تفصیل سے ”بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو“ میں بیان کر آئے ہیں۔

شمال ترمذی کے حوالوں میں زیادہ اشعار دیکھ کر کوئی محسوس کرے تو اس کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اچھے اشعار حضور علیہ السلام نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ پڑھتے بھی تھے۔ آقا علیہ السلام کے عمل مبارک نے ہمارے لیے یہ راستہ بھی آسان فرما دیا ہے۔

میری صفائی میں آ کر بیان دے آقا  
میں بے زبان ہوں مجھ کو زبان دے آقا  
مسافتوں کی یہ فٹ پاتھ مار ڈالے گی  
غریب شہر ہوں مجھ کو امان دے آقا  
مرا حریف بھی قائل ہو میری نیت کا  
میری خلوص کو اتنی اٹھان دے آقا  
بھٹک رہا ہوں شب تیرگی کے جنگل میں  
سحر نواز رتوں کا نشان دے آقا  
کوئی تو ہو کہ جو مجھ کو بھی ٹوٹ کر چاہے  
کوئی تو ہو کہ جو مجھ پر بھی جان دے آقا

(سلیم شہزاد)

- ✦ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ کی زبانی۔ (ص ۱۷)
- ✦ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے۔ (ص ۲۱)
- ✦ اپنی مرحومہ صاحبزادی کو اس صحابی کے ذریعے قبر میں اتارا جس نے گزشتہ رات حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ (ص ۲۲)
- ✦ حضور علیہ السلام جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے۔

### سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے

حضرت امام حسن اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ امام حسن فرماتے ہیں: حضرت ہند نے فرمایا حضور علیہ السلام نہایت ذی شان معزز تھے۔ **يَتَلَاءُ لَوْ وَجْهَهُ تَلَاءُ لَوْ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ**۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ امام حسن فرماتے ہیں عرصہ دراز تک امام حسین سے یہ حدیث میں نے مخفی رکھی پھر جب ایک دفعہ بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ حدیث (اپنے ماموں ہند سے) سن چکے ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے والد ماجد (حضرت علی المرتضیٰ) سے حضور علیہ السلام کے گھر تشریف لانے باہر جانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کے بارے میں پوچھ لیا ہے اور کوئی بات بھی بلا تحقیق نہیں چھوڑی۔

### حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات

چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو اپنے گھریلو اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک

حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کیلئے۔ ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی کیلئے) اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنی تعلیمات و فیوضات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچاتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے۔ امت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ علم و عمل والوں کو (گھر میں آنے کی) اجازت عطا فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت ہوتی، کوئی دو ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، حاضر کو غائب تک (سے ہوئے مسائل) پہنچانے چاہیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (یعنی فضول بات) قبول نہیں فرماتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس (علم و فضل) کی چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو (علم و فضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہنما بن کر جاتے۔

### حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ

ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے۔ لوگوں کو (عذاب الہی سے) ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے۔ آپ اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل و کمزور کرتے۔ آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا ست نہ ہو جائیں۔ آپ کے پاس ہر حالت کیلئے مکمل سامان ہوتا۔ آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے) لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے۔ جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا وہ آپ کے نزدیک افضل ہوتا اور جو شخص لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔

### حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے (یعنی سب سے برابر پیش آتے) کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اس کے پاس بیٹھنے رہتے اور جو آپ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیدیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا۔ چنانچہ آپ لوگوں کیلئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک

برابر تھے۔ آپ کی مبارک مجلس بردباری، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی (معزز لوگوں کی) عزتوں پر عیب لگایا جاتا۔ اس مجلس مبارک کی غلطیاں (اگر کسی سے صادر ہو جاتیں) پھیلائی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے۔ (ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے) صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجتمندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر (کے حقوق) کا خیال رکھتے۔ (ص ۲۲)

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب بھوک ستاتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ شمائل ترمذی کی ایک حدیث میں ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے کہ جس وقت نہ تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے اور نہ ہی آپ سے اس وقت کوئی ملاقات کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت صدیق نے عرض کیا: خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجہہ والتسلیم علیہ۔ میں تو ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں اور اس لئے کہ آپ کی زیارت کروں اور سلام عرض کروں جبکہ حضرت عمر نے صاف صاف عرض کر دیا۔ الجوع یارسول اللہ۔ حضور مجھے بھوک نے ستایا ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ چنانچہ تینوں حضرات حضرت ابو الہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ (ص ۲۵) اس حدیث پر حاشیہ میں لکھا ہے۔

لعل عمر جاء ليتسلى بالنظر في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم كما كان اهل مصر في زمن يوسف عليه السلام  
 ہو سکتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کی  
 زیارت کر کے اپنے دل کو سکون یعنی بھوک کا علاج کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہوں جس  
 طرح کہ مصر میں قحط کے دوران لوگ یوسف علیہ السلام کی زیارت کر کے اپنی بھوک کا  
 علاج کرتے تھے۔ کسی نے خوب کہا:

تین مہینے رجب خلقت ویکھ یوسف کنعانی

جنہاں نبی محمد ڈٹھا رجب گئے دوئیں جہانی

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا

حضرت عتبہ بن عروان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ہمارے (جو  
 سب سے پہلے سات مسلمان ہوئے) پاس کھانے کو صرف درختوں کے پتے ہوتے  
 تھے جو کھا کھا کر ہمارے منہ اندر سے زخمی ہو گئے اور مجھے ایک (گری پڑی) چادر ملی  
 جسے میں نے اپنے اور حضرت سعد کے درمیان تقسیم کر دیا۔ فَمَا مِنَّا مِنْ أَوْلِيكَ  
 السَّبْعَةِ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ أَمِيرٌ مِّمَّنْ الْأَمْصَارِ۔ اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک  
 کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔ (ص ۲۵-۲۶)

بوریا ممنون خواب راحتش

تاج کسری زیر پائے امتش

✦ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنا منہ حضور علیہ السلام  
 کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنا ہاتھ آپ کی دونوں کلائیوں کے درمیان  
 رکھ کر عرض کیا۔ وَأَنْبِيَاءَ وَأَصْفِيَاءَ وَأَخْلِيَاءَ۔ ہائے نبی ہائے برگزیدہ ہائے  
 پیارے۔ (ص ۲۷، س ۲)

✦ مرض الموت اور وصال پاک کا واقعہ (ص ۲۷)

## بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس کے دو فرط (نابالغ بچے جو مر جائیں اور والدین صبر کریں) ہوں تو اسے (والد والدہ) کو ان کے سبب اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمادے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک ہی نابالغ بچہ فوت ہو گیا ہو (اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: ہاں اے نیکی کی توفیق دی گئی (عائشہ وہ بھی اس کے سبب جنت میں جائے گا) عرض کیا: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ۔ جس کا کوئی بھی نہ ہو اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: فَإِنَّا فَرَطٌ لِأُمَّتِي۔ جس کا کوئی نہ ہوگا اس کیلئے میں جو ہوں۔ لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي۔ اولاد کی جدائی سے والدین کو اتنی تکلیف کب پہنچتی ہے جتنی میری رحلت سے میری امت کو پہنچی یا والدین دوزخ میں جائیں تو اولاد کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی امتی کے دوزخ میں جانے سے مجھے ہوگی۔ لہذا میں اس کی بخشش کا سامان کروں گا۔ (ص ۲۷)

خداے جہاں کا ہے پیارا محمدؐ ہے دونوں جہاں کا دلارا محمدؐ  
خداوند عالم نے سب انبیاء سے کیا رتبہ اعلیٰ تمہارا محمدؐ  
بنا کر تمہیں اپنا محبوب حق نے کیا اپنا سب کچھ تمہارا محمدؐ  
تم آزرده خاطر کس امر میں ہو نہیں یہ خدا کو گوارا محمدؐ  
بروز قیامت بوقت شفاعت ہر اک منہ تکے گا تمہارا محمدؐ  
چھٹا قید رنج و الم سے وہ فوراً لیا نام جس نے تمہارا محمدؐ  
نہ کیوں لو لگائیں رہیں اس سے بیکس کہ ہے بیکسوں کا سہارا محمدؐ  
بلا لو مجھے اپنے در پہ خدارا کہاں تک پھروں مارا مارا محمدؐ  
دم نزع بنس القریں سے بچانا میرا دین و ایماں خدارا محمدؐ  
کرے فکر محشر بلا میری فائق مددگار ہے میرا پیارا محمدؐ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

✦ حضور علیہ السلام نے (بوقت وصال) 'صرف ہتھیار، خچر اور کچھ زمین چھوڑی۔ جَعَلَهَا صَدَقَةً۔ جسے آپ نے صدقہ کر دیا۔ (ص ۲۷) باب ماجاء فی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

✦ حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: لَا نُورُثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةً، ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ (جو ہمارے لیے حلال نہیں ہے) دونوں حضرات نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ ہاں بالکل حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ (ص ۲۸)

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں

✦ حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک سینے کو پر کرنے والی تھی۔ ایک شخص نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور جو حلیہ بیان کیا اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا۔ حضرت ابن عباس نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: لَو رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هَذَا۔ اگر تو بیداری میں حضور علیہ السلام کو دیکھتا تو ان صفات سے زیادہ نہ بیان کر سکتا یعنی تو نے حضور علیہ السلام ہی کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے اس فرمان کی تائید ہوگئی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا اور آپ کا فرمان: مَنْ رَأَى يَعْنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ مزید فرمایا: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي۔ شیطان میری مثل بن ہی نہیں سکتا یا شیطان کو میری مثل بننے کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں حضور ﷺ کی مثل بنوں۔ کتنی جسارت ہے ان لوگوں کی جو روزانہ اپنی تقریروں میں بانگ دہل، علی رؤس الاشهاد حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا برملا اعلان کرتے پھر رہے ہیں۔ ان



کے منہ سے اس طرح کی باتیں سن کر شیطان کتنا خوش ہوتا ہوگا اور ان پہ رشک کرتا ہوگا کہ شاباش جو کچھ بننے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تم کتنی دلیری سے وہ کچھ بننے کی باتیں کر رہے ہو۔ احمقو! جس کا نبیوں میں کوئی مثل نہیں ہے بھلا تم ان کی مثل ہونے کی بات کرتے ہو تم سے بڑا شیطان کون ہو سکتا ہے۔ (ص ۲۸)

محمد حبیب خدا بن کے آئے وہ نبیوں میں سب سے سوا بن کے آئے چمک جس کی پڑتی ہے ہر آئینہ پر وہ دنیا میں شمس الضحیٰ بن کے آئے بھلا ان کی توصیف کیا کوئی لکھے وہ سرتاپا معجزہ بن کے آئے ہوئی ظلمت کفر کا نور دم میں جہاں میں جو نور خدا بن کے آئے بندھایا شفاعت کا سہرا خدا نے جو دولہا حبیب خدا بن کے آئے کہیں ڈوب سکتی ہے کشتی امت رسول خدا نا خدا بن کے آئے ہلائی وہ دران کا دارالشفاء ہے کہ ہر درد دل کی دوا بن کے آئے

### دین کو دینداروں سے حاصل کرو

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ دِينٌ فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ - یہ احادیث مبارکہ دین ہیں۔ پس تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ (ص ۲۸) یعنی حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے صرف یہ نہ دیکھا جائے کہ فلاں شیخ الحدیث ہے۔ لہذا اس سے حدیث پڑھو۔ شیخ الحدیث ہو لیکن حدیث والے کی محبت بھی دل میں رکھتا ہو اور دین دار و دیانت دار و صحیح العقیدہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

صرف علم کا ہونا ہی کافی نہیں ہے کئی ایسے بھی علم والے ہوتے ہیں کہ خود ان کا علم ان کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: وَاضْلِهِ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ۔ اللہ نے اس کے علم کی وجہ سے اس کو گمراہ کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی عالم نہیں تھا اور کیا بڑے بڑے حکیم الامت اور قاسم العلوم والخیرات کے القابات سے ملقب ہونے

والے عالم نہیں تھے؟ ہاں ایک اعتبار سے نہیں تھے کیونکہ علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است۔ ایسوں کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو گے تو یہی کچھ ہوگا کہہ..... ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے..... علم سیکھو تو ایسوں سے سیکھو جو عالم بھی ہوں اور ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی وظیفہ ہو کہ

نہ کیونکر نام لوں آقا تمہارا یا رسول اللہ خدا نے جبکہ خود تم کو پکارا یا رسول اللہ خدا پوچھے گا جب اسدن تم اپنے امتی لاؤ ہمارے طرف بھی کرنا اشارا یا رسول اللہ تمہارے نام کا تکیہ دونوں جہاں میں ہے تمہاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ اندھیری گور میں روشن تمہارے نور۔ انور کا ہمارے سامنے چمکے ستارا یا رسول اللہ نہیں پہنچا ہوں منزل تک پھرا ہوں راہ گم گشتہ میں آیا دور سے منزل کا مارا یا رسول اللہ قدیر عنارخ روشن ہمہ تن نور محبوبی خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا یا رسول اللہ

## ترمذی شریف اور فقہی مذاہب

چونکہ امام ترمذی نے اپنی کتاب میں تقریباً احکام کی ہر حدیث کے تحت مختلف فقہی مسالک بڑے اہتمام سے بیان فرمائے ہیں۔ لہذا مناسب ہوگا کہ ائمہ احناف نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے فقہی احکام شرعی قوانین اور مجموعہ قضایا و فتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی روشنی میں جو فقہی اصول منضبط فرمائے ہیں جنہیں وہ ضوابط کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال فرماتے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر کر دیا جائے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”الاشباہ والنظائر اور دیگر کتب سے کچھ قواعد کو بیان کیا جا رہا ہے (یاد رہے کہ الاشباہ والنظائر نام کی چار کتابیں ہیں)

۱- زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی یہ حنفی ہیں۔

۲- صدرالدین محمد بن عمر بن وکیل ابی عبداللہ (متوفی ۷۱۶ھ) کی۔

۳- تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کی۔

۴- الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع الشافعیۃ یہ امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ہے اور یہ تینوں شوافع کی ہیں۔ تاکہ صاحبان علم و دانش اور اصحاب فکر و نظر اور قارئین کرام ائمہ احناف کی قانونی بصیرتوں، فکر و نظر کی وسعتوں اور تمدن و معاشرت اور انسانیت کے طبعی حالات و ضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگا سکیں لیکن اس سے پہلے فقہ کی تعریف، بنیاد، ضرورت، تاریخ، فقہی ادوار و فقہاء کرام، فقہ اسلامی کے ماخذ، قرآن و سنت اور قیاس و اجماع امت کے بارے میں

ایک نہایت ہی مفید و معلوماتی مضمون سپرد قلم کر رہے ہیں جو کہ محقق دوران علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ترتیب دیا ہے۔

### ایک بنیادی اور ضروری بحث

یاد رہے کہ قاعدہ اور ضابطہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں اور اس لحاظ سے تو مترادف ہیں کہ ہر دو کے تحت فقہی احکام درج ہوتے ہیں لیکن فقہاء کرام نے ان میں ایک باریک سا فرق یہ بیان فرمایا ہے کہ قاعدہ وہ ہے جس کے تحت مختلف ابواب کی فروعات درج ہوتی ہیں جبکہ ضابطہ کے تحت صرف ایک باب کی فروعات درج ہوتی ہیں۔ گویا قاعدہ عام ہوا اور ضابطہ خاص اور ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً قاعدہ ہے کہ ”یقین شک سے زائل نہیں ہوتا“ تو اس کا اطلاق فقہ کے متعدد ابواب (طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور نکاح و طلاق وغیرہ) پر ہوگا اور ضابطہ کی مثال یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک ہر وہ چیز جس کا نماز کے سجدہ میں اعتبار کیا جاتا ہے اس کا سجدہ تلاوت میں بھی اعتبار کیا جائے گا تو یہ صرف ایک ہی باب (صلوٰۃ) کے ساتھ خاص ہوگا۔

### قاعدہ اور نظریہ میں فرق

اسی طرح نظریہ اور قاعدہ میں بھی فرق ہے کہ نظریہ فقیہ بذات خود کسی حکم فقہی کو شامل نہیں ہوتا جیسے نظریہ ملک، نسخ یا بطلان وغیرہ جبکہ قاعدہ فقیہہ بذات خود حکم فقہی پر دلالت کرتا ہے۔ بعد ازاں یہ حکم اپنے تحت آنے والی تمام فروعات کو شامل ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قاعدہ فقیہہ ارکان و شرائط پر مشتمل نہیں ہوتا جبکہ نظریہ فقیہہ کیلئے ان کا وجود ضروری ہے۔ پھر قواعد فقیہہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متفقہ، جن پر مذاہب اربعہ یا ایک مذہب کے تمام محققین کا اتفاق ہو بجز بعض قواعد کے تحت چند استثنائی صورتوں کے اور ان میں صیغہ استفہام مذکور نہ ہو۔ (۲) مختلفہ جن میں صیغہ

استفہام یا ایسا قرینہ مذکور ہو جو ائمہ اربعہ یا ایک مذہب کے محققین کے مابین ان کے مختلف فیہا ہونے کی دلیل ہو اور پھر ان کے تحت بیان ہونیوالے مسائل فرعیہ میں اختلاف ظاہر ہو پہلی قسم کے قواعد کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے القواعد الکلیہ میں ابو سعید الخادمی نے جامع الحقائق میں اور ابن الہادی نے مغنی ذوالاضہام میں بیان کیا ہے جبکہ قواعد مختلفہ کو ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں اور ابن الحاجب نے المختصر الفقہی میں درج فرمایا ہے۔ قواعد فقہیہ کو معلوم کرنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ انسان میں فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت اور اس کے اسرار و رموز کا ادراک ہوتا ہے اور فقہی مسائل کی وہ فروعات و جزئیات جو مختلف کتب اور متعدد ابواب میں بکھری ہوتی ہیں جن کو علیحدہ علیحدہ یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان قواعد کے ذریعے آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ قواعد فقہیہ کا ماخذ کبھی قرآن ہوتا ہے جیسے ان مع العریسرا۔ یرید اللہ بکم الیسر اور اس طرح کی دیگر آیات سے مشہور قاعدہ المشقة تجلب التیسر (مشقت آسانی لاتی ہے) حاصل کیا گیا ہے۔ کبھی اس کا ماخذ حدیث ہوتی ہے جیسا کہ الامور بمقاصدھا کا ماخذ حضور علیہ السلام کا مشہور فرمان ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور کبھی ان قواعد کا ماخذ ایسے فقہی مسائل کا مجموعہ ہوتا ہے جو کسی قرینہ کی بنا پر جمع ہوں۔

فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب

ایک دفعہ نحو کے مشہور امام امام کسائی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے کہا مجھ سے کسی فقہ کے مسئلہ کا سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب نحو کے قواعد سے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ امام محمد نے کہا ایک شخص نماز میں سجدہ سہو کے اندر بھول گیا تو کیا وہ دوبارہ سجدہ سہو کرے گا تو انہوں نے کہا نہیں اور دلیل نحو کے قانون سے دی۔ لَانَ الْمُصَغَّرُ لَا يُصَغَّرُ۔ کیونکہ مصغر کو دوبارہ مصغر نہیں بنایا جاسکتا۔ اس تمہید کے بعد قاعدہ کی تعریف ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی لغوی تعریف یہ ہے کہ قاعدہ اساس و بنیاد کو کہتے ہیں

جیسے کہا جاتا ہے: قواعد البیت - گھر کی بنیادیں قرآن پاک میں ہے: واذیر فع  
 ابراهیم القواعد من البیت - اصطلاحی تعریف یہ ہے: الامر الکلی الذی  
 ینطبق علیہ جزئیات یفہم احکامها منها - الاشباہ والنظائر للسیکی -  
 قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات منطبق ہوتی ہوں اور ان جزئیات کے احکام اس  
 سے سمجھے جاتے ہیں - مختصر قواعد العلانی میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے - حکم  
 کلی ینطبق علی جمیع جزئیاتہ لتعرف احکامها منه - ایسا حکم کلی جو اپنی تمام  
 جزئیات پہ منطبق ہوتا ہوتا کہ ان کے احکام اس سے پہچانے جائیں - یہ تو مطلقاً قاعدہ  
 کی تعریف ہے جبکہ قاعدہ فقیہہ کی تعریف یہ ہے:

حکم اغلی یتعرف منه حکم الجزئیات الفقیہیۃ مباشرة.  
 (القواعد ابو عبد اللہ محمد بن احمد المقری ۱۰۷)

قاعدہ فقیہہ وہ اغلی حکم ہے جس سے جزئیات فقیہہ کے احکام بلا واسطہ  
 پہچانے جاتے ہیں - (اب ہم ایک سو پچیس قواعد فقیہہ کو بیان کرتے  
 ہیں)

## فقہ حنفی کے ایک سو پچیس

### اساسی قواعد

#### ثواب کا دار و مدار نیت پر ہے

بخاری شریف کی مشہور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء کرام نے یہ  
 قاعدہ اخذ فرمایا ہے: لَا ثَوَابَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ - عبادت کو عادت سے نیت کے ذریعے ہی  
 ممتاز کیا جاتا ہے - لہذا عبادت کے صحیح ہونے کیلئے اور ان کا ثواب حاصل کرنے کیلئے  
 نیت کو بنیادی شرط قرار دیا گیا - مثلاً نماز کے صحیح ہونے اور اس کا ثواب پانے کیلئے  
 ضروری ہے کہ جہاں اس کے فرض، واجب، سنت یا نفل ہونے کی نیت کی جائے وہاں

باجماعت پڑھ رہے ہیں تو امامت و اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے اور یاد رہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے جیسا کہ مرقات میں ہے توجہ القلب نحو الفعل ابتغاء لوجه الله۔ (ج ۱ ص ۴۰) اس قاموس میں ہے: نوى الشيء۔ اس نے کسی شیء کا ارادہ کیا۔ بیضاوی میں نیت کی تعریف یہ کی گئی ہے: الارادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاء لوجه الله تعالى وامتثالاً لحكمه۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کیلئے اور اس کے حکم پہ عمل کرنے کیلئے کسی کام کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ تلوخ کی عبارت کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے۔ قصد الطاعة والتقرب الى الله تعالى فى ايجاد الفعل۔ قاموس کی تعریف لغوی ہے اور مرقات بیضاوی اور تلوخ کی تعریف شرعی ہے۔

یہ قانون بہت سے فقہی مسائل کی بنیاد ہے مثلاً جو شخص زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے اور اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے (جو کہ نہیں کرنی چاہئے) تاہم چونکہ اس کی رضا کے بغیر وصول کی گئی ہے لہذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (محیط) کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کا ہونا شرط ہے (حاشیہ کنز) یہی حال تمام عبارات کا ہے بلکہ عبادات کی طرح قربانی کا جانور خریدتے وقت اس کی نیت کرنا، جہاد کے وقت اعلائے کلمۃ الحق کا ارادہ کرنا اور وصیت و وقف وغیرہ میں قربت کا ارادہ کرنا ثواب کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ نکاح کرنا اگرچہ سنت موکدہ ہے مگر غلبہ شہوت کی صورت میں واجب ہے۔ الاشباہ والنظائر میں اس بارے میں احناف کا موقف یوں بیان کیا گیا ہے: انه اقرب الى العبادات حتى ان الاشتغال به افضل من التخلي لمحض العبادۃ (ص ۲۳) اور اس میں نیت یہی ہوگی کہ پاکدامن رہنے کیلئے عورت کی عصمت کی حفاظت اور اولاد کے حصول کا ارادہ (ایضاً)

امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ من یرد ثواب الدنیا نؤتہ منها ومن

یورد ثواب الآخرۃ نؤتہ منها (ال عمران ۱۴۵) جو دنیا کا مفاد چاہا ہے تو ہم اس کو اس سے دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا فائدہ چاہے تو اسے اس سے نواز دیتے ہیں۔ اس آیت 'سورۃ شوریٰ کی آیت ۲۰ اور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء احناف نے یہ قانون اخذ فرمایا ہے۔ الامور بمقاصدھا۔ کہ اعمال کے احکام ان کے مقاصد یعنی نیتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً راستے میں گری پڑی چیز کسی نے اس نیت سے اٹھالی کہ اس کے مالک تک پہنچا دے گا تو اس کا یہ عمل جائز بلکہ باعث اجر و ثواب ہے اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے اٹھائی تو اٹھانے والا غاصب و گناہ گار ہوگا اور اس کا یہ عمل باعث عتاب ہوگا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے: الکافر اذا ترس بالمسلم فان رماہ مسلم فان قصد قتل المسلم حرم وان مقصد قتل الکافر لا۔ میدان حرب میں مسلمانوں کے مد مقابل کافروں نے مسلمانوں کو (جو کہ کافروں کے ملک کے باسی یا قیدی ہیں) بطور ڈھال کھڑا کر دیا اور مسلمان فوج نے کفار کو قتل کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو ان کا یہ اقدام درست ہے اگرچہ بلا قصد مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ جائے۔

شک سے یقین زائل نہیں ہوتا

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے (اس ارادے سے کہ شاید میرا وضو ٹوٹ گیا ہے) حتیٰ یسمع صوتا او یجد ریحاً۔ یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو محسوس کرے۔ (ترمذی 'الاشباہ والنظائر') اس حدیث سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ۔ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی نے یقین کے ساتھ نماز مکمل کر لی۔ پھر رکعت چھوٹ جانے کا شک پڑ گیا تو نماز نہ لوٹائی جائے گی۔ اسی طرح کپڑا نجس ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ نجاست کہاں لگی ہے تو پورا کپڑا دھویا جائے گا یہاں محل نجاست جاننے



کیلئے تحری کی ضرورت نہیں۔ مکمل کپڑا دھونے میں چونکہ طہارت یقینی ہے جس کو محل نجاست کا مشکوک ہونا زائل نہیں کر سکے گا۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں

قرآن مجید میں مردار خون، خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۱۷۳) لیکن اگر کوئی بندہ حلال چیز نہ ہونے کی وجہ سے شدید بھوک اور پیاس سے مر رہا ہے تو اس کیلئے جان بچانے کی خاطر ان چیزوں کا استعمال بقدر ضرورت اور بادل نحو استہ حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اس سے یہ قاعدہ حاصل ہوا کہ **الضُّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ**۔ حاجات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ مثلاً کسی کے گلے میں لقمہ اٹک گیا اور شراب کے سوا کوئی چیز پانی وغیرہ موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں جان بچانے کیلئے بقدر ضرورت شراب کا استعمال جائز ہو جائے گا۔ اسی طرح کشتی میں ساز و سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کا خطرہ ہے تو اس سے کچھ سامان تلف کر دینا مباح ہے اور تلف کرنے والے پہ ضمان نہ ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے دوسرے کو قتل کرنے پہ مجبور کر دیا اور انکار کی صورت میں وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے قتل کر دے گا تو اس (مکرہ) کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لان مفسدة قتل نفسہ اخف من مفسدة قتل غیرہ (الاشباہ) کیونکہ اس کا خود قتل ہو جانا دوسرے کو قتل کرنے سے ہلکا ہے۔

جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی

یعنی وہ چیز جس کا استعمال ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو یعنی حقیقتاً وہ شئی ممنوع ہے مگر اضطراری حالت میں اس کا استعمال مباح ہوا ہے تو اس کی صرف اتنی مقدار ہی مباح ہوگی جتنی ضرورت ہے اور جس سے دفع ضرر ہو جائے۔ ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائیگا۔ مثلاً حکیم و ڈاکٹر کا مریض کے مقام ستر کو بقدر حاجت دیکھنا مباح ہے چاہے مریض مرد ہو یا عورت اس سے زائد استمتاع کیلئے ان اعضاء کا

دیکھنا یا چھونا حرام ہے۔ اسی طرح شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے مگر دوسروں کے حق میں عدم ضرورت کی بنا پر یہی خون نجس ہو گا یا دوران جنگ فوج کیلئے خالص ریشمی لباس پہننا مباح ہے جبکہ مسلسل ہتھیار اٹھائے رکھنے سے جسم کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے اس طرح بیان فرمایا ہے: مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا۔

عادت کو حکم بنایا گیا ہے

یعنی فیصلہ عادت کے مطابق کیا جائے گا اور عادت سے مراد ایسا عمل ہے جو بار بار وقوع پذیر ہونے کے سبب لوگوں میں پختہ ہو جائے اور سلیم الفطرت لوگوں کے نزدیک مقبول ہو (الاشباہ والنظائر) بشرطیکہ عرف و عادت نص صریح کے خلاف نہ ہو وہ عادت عام اور غالب ہونہ یہ کہ کچھ افراد یا کسی ایک شخص کا ذاتی فعل ہو۔ وہ عرف عام ہو کیونکہ عام حکم عرف خاص سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کی اصل مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے۔ مَارَاهُ الْمَسْلَمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ وہ عمل جو عام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً دوران نماز کوئی ایسا عمل کرنا کہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ حالت نماز میں نہیں تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اس فساد کی علت عرف ہے۔ اسی طرح اگر اپنی جائیداد کا کچھ حصہ وقف کیا مگر وقف کے مخصوص الفاظ ”وقفت لفلان“ نہ بولے بلکہ اپنے عرف میں مروجہ الفاظ بولے تو وقف صحیح ہوگا یا قسم اٹھاتے وقت یا نذر مانتے وقت مخصوص الفاظ کی بجائے عرفی الفاظ بولے تو نذر و قسم کو صحیح مانا جائے گا۔ اس قاعدے کو فقہاء نے الْعَادَةُ مَحْكَمَةٌ کا نام دیا ہے۔

جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آ جائے تو مانع کو ترجیح ہوگی

یعنی ایک مسئلہ میں دو دلیلیں ہیں اور آپس میں اس طرح متعارض ہیں کہ ایک حکم کی نفی کر رہی ہے اور دوسری اسی حکم کے اثبات کا تقاضا کر رہی ہے تو دلیل مثبت پہ

دیس مانع کو ترجیح ہوگی۔ اس قاعدہ کو کہتے ہیں اِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضَىٰ فَإِنَّهُ يُقَدَّمُ الْمَانِعُ۔ مثلاً اذان جمعہ کے بعد بیع مکروہ تحریمی ہے۔ اگرچہ بیع کی تمام شرائط کا پایا جانا اس کے جائز ہونے کا تقاضا کرتا ہے لیکن بحکم الہی وذر و البیع اس جواز کا مانع ہے۔ لہذا مانع کو ترجیح دیتے ہوئے احناف نے مکروہ تحریمی اور امام احمد و مالک نے فرمایا کہ سرے سے بیع ہوئی ہی نہیں۔ (کنز الدقائق)

اسی طرح اگر کسی کو دوزخم لگ جائیں ایک عمداً اور دوسرا خطاً تو اس صورت میں قصاص نہیں ہوگا (جبکہ نہ معلوم ہو کہ کونسا عمداً لگا ہے اور کونسا خطاً) کیونکہ عمداً لگایا ہوا زخم قصاص کا مقتضی ہے اور خطاً لگا ہوا زخم قصاص سے مانع ہے لہذا مانع کو ترجیح ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی چیز گروی رکھی تو جب تک وہ چیز مرہن کے پاس ہے راہن کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ راہن کی ملکیت تصرف کے جواز کا تقاضا کرتی ہے جبکہ مرہن کی حق تلفی اس سے مانع ہے تو مانع کو مقتضی پہ ترجیح ہوگی

ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے

حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ملک یا علاقے یا خاص محکمے کی ولایت ایسے شخص کے سپرد کی جائے گی جو اس کے مسائل کو حل کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہو۔ لہذا حکمرانی کا حق اس کو ہوگا جو ملکی مسائل کے حل کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوگا۔ مسائل کی پیچیدگیوں سے خوب واقف ہوگا اور ساتھ ساتھ احکام و مقاصد شریعت سے بھی زیادہ آگاہ ہو۔ دشمن کے مکرو فریب اور ان کی چالوں سے خوب واقف ہو کیونکہ یہ ایک بڑا اہم عہدہ ہے اور اس کو باحسن وجوہ نہ نبھانے والے کے لئے حدیث شریف میں بڑی سخت وعیدیں ہیں جہاں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بلند مقام عادل حکمران کا ہوگا۔ (مسند امام اعظم، ص ۳۶۴)

وہاں یہ بھی فرمایا: امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت و شرمساری ہوگی مگر جس نے اس کا حق ادا کیا اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو ادا کیا۔

(ایضاً، ص ۳۶۳)

اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے عربی میں یہ نام دیا ہے: **يُقَدَّمُ فِي كُلِّ وِلَايَةٍ مَنْ هُوَ أَقْدَرُ عَلَى الْقِيَامِ بِحُقُوقِهَا وَمَصَالِحِهَا**۔

جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

جیسا کہ کوئی شخص معذور ہو تو اس کے لئے بعض کاموں کی اجازت ہوتی ہے جو کہ غیر معذور کیلئے نہیں ہوتی مثلاً بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو اس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح سجدہ و رکوع کرنے پر قادر نہیں ہے تو اشارے سے سجدہ و رکوع کر سکتا ہے لیکن جو نہی بیماری و تکلیف ختم ہوئی اور قیام و رکوع و سجود پہ قادر ہو گیا تو اب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا رکوع و سجدہ کیلئے اشارہ کرنے کی اجازت بھی ختم ہوگئی۔ ایسے ہی مسح علی الخفین (مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات) کی مدت ختم ہوگئی لیکن سردی اتنی شدید ہے کہ اندیشہ ہے موزے اتارنے سے پاؤں شل ہو جائیں گے تو اس صورت میں موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ مسح کرتا رہے تا آنکہ وہ خطرہ ختم ہو جائے کیونکہ قاعدہ ہے **مَا جَازَ لِعُذْرٍ بَطَلَ بَزْوَالِهِ**۔ وہ شئی جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہوا ہو عذر ختم ہوتے ہی اس کا حکم ختم ہو جائے گا۔

جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے

یعنی جس کو تقسیم نہ کیا جاسکتا ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی طرح ہے۔ جیسا کہ طلاق چونکہ آدھی یا ثلث یا ربع میں تقسیم نہیں ہو سکتی تو کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے تجھے میں نے آدھی طلاق دی یا تجھے تیسرا حصہ طلاق دی تو آدھی اور تیسرا حصہ طلاق نہیں ہوگی بلکہ پوری طلاق ہی ہوگی یا یوں کہا تیرے نصف حصے کو یا تیرے

تیسرے حصہ کو طلاق تو چونکہ عورت کا وجود ناقابل تقسیم ہے۔ لہذا اس کے نصف یا ثلث حصہ کی بجائے مکمل جسم کو طلاق ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی نے نصف جانور کی قربانی کی نیت کی یا یوں کہا کہ میں تجھے اس جانور کا تیسرا حصہ بہہ کرتا ہوں تو اس کا اطلاق پورے جانور پہ ہوگا۔ کیونکہ آدھے جانور کی قربانی شرعاً جائز نہیں اور آدھا جانور کاٹ کر کسی کو بہہ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا جز بول کر کل مراد ہوگا۔ الغرض ہر وہ شئی جو تقسیم و اجزاء کو قبول نہ کرتی ہو اور اس کا جز بولا گیا تو کل ہی مراد ہوگا۔ اس قاعدے کو ذِکْرُ بَعْضِ مَالًا يُتَجَزَّءُ كَذِکْرِ کُلِّہِ کہا گیا ہے۔

جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر

### کی طرف ہوگی

مطلب یہ کہ کام کرنے والا (مباشر) اور کام کا سبب بننے والا (مسبب) جب کسی عمل میں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب (کام کرنیوالے) کے ساتھ ہوگا۔ (یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں حکم کا استعمال مباشر کی بجائے مسبب کی طرف ہوتا ہے مثلاً کسی نے بچے کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ پکڑا دیا جس سے بچے نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تو مباشر یعنی آلہ پکڑانے والا مسبب ہی ضامن ہوگا نہ کہ مباشر یعنی بچہ۔ اسی طرح کسی حاسد نے ظالم حاکم کے پاس کسی کے مال کی چغلی کھائی جس کی وجہ سے حاکم نے مال کا کچھ حصہ ضبط کر لیا تو اس مال کا ضامن چغل خور ہوگا جو کہ مسبب ہے۔ (یہ لفظ مسبب اور متسبب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) بہر حال ان استثنائی صورتوں کے علاوہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے غیر کے مال پہ دوسرے کی رہنمائی کی اور اس نے وہاں پہنچ کر اس کا مال چوری کر لیا تو چوری کی سزا اور تاوان سارق پہ ہوگا جو کہ مباشر ہے۔ رہنمائی کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کنواں کھودا اور پھر اس میں کسی کی کوئی چیز پھینک دی یا کسی کو اس میں گرا دیا اور وہ مر گیا تو قصاص و ضمان مباشر یعنی پھینکنے والے پہ ہوگا نہ کہ وہ جس سے اس نے کنواں کھدوایا

ہے۔ اس قانون کو عربی میں اس عبارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ  
وَالْمُتَسَبِّبُ أُضِيفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ۔

حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں شراب اور جوا کے بارے میں فرمایا گیا: فِيهِمَا اِثْمٌ  
كَبِيرٌ وَمَنَافِعٌ لِلنَّاسِ۔ ان میں بہت بڑا گناہ (نقصان) ہے اور لوگوں کیلئے فائدے  
بھی ہیں۔ مثلاً سردی سے محفوظ رہنا، ذہنی آرام و سکون، خون میں اضافہ کا سبب وغیرہ  
مگر نقصان (عقل ضائع ہو جانا، ماں بہن کی تمیز ختم ہو جانا وغیرہ) چونکہ زیادہ ہے لہذا  
اس میں مصلحت راجحہ یہی ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دیا جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ و جہاد  
وغیرہ میں بظاہر نقصان کے پہلو بھی ہیں۔ مثلاً مال کوئی کماتا ہے اور زکوٰۃ و جہاد وغیرہ  
میں لطف اندوز کوئی ہوتا ہے لیکن نفع کا پہلو غالب ہے کہ اللہ کے حکم پہ عمل ہوتا ہے۔  
غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ لوگ (غریب و مساکین) طرح طرح کے جرائم سے بچ  
جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق مل جاتا ہے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اس  
طرح جہاد میں اگر جان چل بھی جائے تو اعلائے کلمۃ الحق۔ ظلم کا خاتمہ اور دیگر بہت  
ساری خرابیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لہذا فقہاء نے قانون بنایا: الْحُكْمُ يَتَّبِعُ الْمَصْلِحَةَ  
الرَّاجِحَةَ۔ اور یہ قانون دیگر احکام شرعیہ مثلاً قصاص، حدود و دیت، عبادات کی تمام  
اقسام، فواحش و مظالم اور اوامر و نواہی میں بھی جاری ہوتا ہے۔

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

نوحہ حرام ہے لہذا اگر کسی نے اس فعل حرام کیلئے کسی کو اجرت پہ لیا تو اس فعل حرام  
پہ جس طرح اجرت دینا حرام ہے۔ اس طرح نوحہ کرنیوالی کا اجرت لینا بھی حرام  
ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پہ لعنت  
فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح سود لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہے کیونکہ احل اللہ البيع و حرم

الربوا۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔ ربوا کا لغوی معنی تو مطلقاً زیادتی ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ہو فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مال بمال (کنز الدقائق، ۳۴۸) مال کی وہ زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلا عوض ہو۔ احناف کے ہاں ربوا کے ثبوت کے لئے قدر و جنس کا ایک ہونا ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے سود لینے والے دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے پہ لعنت فرمائی اور ان سب کو گناہ میں برابر شمار فرمایا (مسلم شریف) فرمایا: سود کا گناہ ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان ستر میں سے سب سے کم درجے کا گناہ یہ ہے۔ ان ینکح الرجل امہ (ابن ماجہ، بیہقی) کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ بہر حال فقہاء کرام نے اس سے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ مَا حَرَّمَ أَخْذُهُ حَرَّمَ إِعْطَاءَهُ۔ جس شی کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حلت کا تو حرمت کی دلیل کو اباحت کی دلیل پر ترجیح ہوگی۔ مثلاً حدیث میں حائضہ عورت کی ناف سے اوپر استمتاع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں سوائے وطی کے جمیع اعضاء سے استمتاع کو حلال فرمایا گیا (اصنعوا کل شیء الا النکاح) تو فقہاء کرام نے حرمت والی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا کہ ایام حیض میں ناف سے گھٹنوں تک استمتاع حرام ہے۔ اسی طرح اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتامل گیا اور ان دونوں نے شکار کیا تو شکاری (سکھائے ہوئے) کتے کا شکار حلت کا مقتضی ہے جبکہ دوسرے کتے کا شکار حرمت کا تقاضا کرتا ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق حرمت کی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے شکار کو حرام قرار دیا جائے گا۔ شکار پہ وار کیا تو وہ پانی میں گرایا پہاڑی پہ تھا تو وہاں سے لڑھکتا ہوا زمین پہ آ گیا تو چونکہ احتمال ہے کہ شکاری بگے وار سے نہ مرا ہو بلکہ پانی میں گرنے یا چٹان سے لڑھکنے سے مرا ہو۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو

استعمال نہ کیا جائے۔ ایک ہی بیع میں مردار بکری اور مذبوچہ بکری جمع ہو گئیں تو مردار کی بیع چونکہ باطل ہے۔ لہذا دلیل بطلان کو دلیل جواز پر ترجیح دیتے ہوئے بیع کو باطل قرار دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا کہ إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ۔ جب حلال و حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا۔

گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر

ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۳۹ کی طویل حدیث جو کہ حضرت عکرمہ نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے۔ اس قانون کی اصل و بنیاد ہے۔ فقہی مسئلہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کے خلاف عدالت میں چوری کا دعویٰ کیا تو طبیب زید پر لازم ہے کہ گواہ بھی پیش کرے تاکہ خالد جو کہ مدعی علیہ ہے اس کو سزا دی جاسکے اور اگر زید گواہ نہ پیش کر سکا تو پھر خالد سے قسم لی جائے گی اور دعویٰ خارج کر دیا جائے گا اور اگر خالد قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مال سرقہ کی ضمانت اس پر لازم ہوگی مگر قسم سے انکار کی وجہ سے اس پر حد سرقہ (قطع ید) نہیں لگائی جائے گی۔ کنز الدقائق میں ہے: ویستحلف السارق فان نکل ضمن۔ قاضی چور سے قسم لے گا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو مال کا ضامن ہوگا۔ یہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدْعَى (أَوْ عَلَى مَنْ ادْعَى) وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ۔

زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا

ایسے احکام جن کا دار و مدار عرف اور عادت پر ہے۔ وہ زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں چونکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ لوگوں کی حاجات و ضروریات میں تبدیلی بھی لازمی امر ہے۔ چنانچہ یہی تبدیلی عرف میں تغیر کا سبب بن جاتی ہے لیکن جن احکام کا مدار عرف کی بجائے ادلہ شرعیہ پر ہوتا ہے ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جیسے قصاص و حدود وغیرہ۔ اس قانون کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اذان چونکہ اعلان ہے اس لیے حضور علیہ السلام کے دور اقدس اور بعد کے ادوار میں بلند مقام



پردی جاتی تھی تاکہ دور دور تک آواز پہنچ جائے۔ ہدایہ میں ہے ان الاذان علی موضع عال مستحب۔ اونچی جگہ اذان دینا مستحب ہے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بنی بخار کی ایک عورت کے گھر اذان دیا کرتے تھے کیونکہ اس کا گھر مسجد کے ارد گرد تمام گھروں سے زیادہ اونچا تھا۔ (عمدة القاری ج ۵ ص ۱۱۵) آج ہمارے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس حکم میں تغیر آ گیا۔ لہذا بند کمرے میں بھی اذان دی جائے تو یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مینار پہ یا بلند جگہ اذان کہنا ضروری نہ رہا۔ فقہ کے اس قاعدے کی رو سے کہ لَا يُنْكَرُ تَغْيِيرُ الْأَحْكَامِ بِتَغْيِيرِ الْأَزْمَانِ حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

پورے قاعدے کی عبارت اس طرح ہے: إِذَا تَعَارَضَتِ الْحُقُوقُ قُدِّمَ مِنْهَا الْمُضِيقُ عَلَى الْمُوسِعِ وَالْفُورِيُّ عَلَى الْمُتَرَاخِي وَفَرَضُ الْعَيْنِ عَلَى الْكِفَايَةِ۔ حقوق آپس میں متعارض ہو جائیں تو جس کا وقت تنگ ہو اس کو اس پہ ترجیح ہوگی جس کا وقت وسیع ہے اور جس کی ادائیگی فوراً ضروری ہے اس کو اس سے مقدم کیا جائے گا جس کی ادائیگی تاخیر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور فرض کفایہ کو فرض عین پہ مقدم کیا جائے گا۔

جیسا کہ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ اس دوران اگر اذان شروع ہو جائے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے کیونکہ تلاوت تو اذان کے بعد بھی ہو سکتی ہے (بہار شریعت ج ۳ ص ۳۰ بحوالہ درمختار و عالمگیری) اس طرح عام حالات میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنا فرض عین ہے اور جہاد میں شرکت فرض کفایہ ہے مگر نفیر عام کے وقت چونکہ جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تو اس وقت خدمت والدین پہ جہاد کو ترجیح ہوگی۔

عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃ قبول ہے قضاء نہیں

مثلاً کسی نے کہا میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق لہذا بعد میں اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں شہر کی عورتوں کی نیت کی تھی تو اس کی نیت قضاء قابل قبول نہ

ہوگی کیونکہ کل امراتہ تزوجہا فہی طالق میں لفظ کل امراتہ نکرہ کی طرفہ مضاف ہو رہا ہے جو کہ استغراق کا متقاضی ہے۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے تَخْصِيصُ الْعَامِ بِالنِّيَّةِ مَقْبُولَةٌ دِيَانَةٌ لَا قَضَاءَ كَانَام دیا ہے۔

قسم کا دار و مدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر

مثلاً کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ دس روپے میں فلاں چیز نہیں بیچے گا۔ پھر اس نے وہی چیز نو یا گیارہ روپے میں بیچ دی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ دس کا عدد مخصوص ہے لہذا اسی کا اعتبار ہوگا یا قسم اٹھائی کہ فلاں کیلئے فلوس کے عوض کوئی چیز نہ خریدے گا۔ پھر دراہم کے عوض خرید لی تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ فلوس کے عوض نہیں خریدی۔ لہذا الفاظ تبدیل ہو جانے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔ (أَلَايْمَانُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْأَلْفَاظِ لَا عَلَى الْأَغْرَاضِ)

جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ پائی رہتی ہے

مثلاً عورت نے اپنے خاوند کے خلاف نفقہ اور لپائیں وغیرہ نہ دینے کا دعویٰ کیا اور خاوند تسلیم نہیں کرتا تو بات عورت کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں اصل خاوند کے ذمے باقی رہنا ہے۔ اسی طرح گراہوا بچہ جو دارالاسلام میں ملا ہے وہ آزاد متصور ہوگا کیونکہ اس میں اصل آزادی ہے۔ (الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ)

اصل میں بری الذمہ ہونا ہے

مطلب یہ کہ ہر انسان اصل میں اس ذمہ سے بری ہوتا ہے جس کو اس نے قبول نہ کیا ہو۔ مثلاً کسی نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی وراثت کے تیسرے حصے میں سے اپنی نمازوں، روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت نہ کی تو وراثت کے ذمے اس کی ادائیگی لازم نہیں ہاں اگر اپنے طور پہ (تبرعاً) ادا کر دیں تو ہو جائے گا۔ اس قانون کا نام ہے: الْأَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ۔ بنیادی طور پہ انسان بری الذمہ ہے۔

## ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے

مثلاً باپ دادا یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کو اپنا حق استعمال کرنے کا بہ نسبت قاضی یا امام وقت وغیرہ کے زیادہ حق ہے کیونکہ باپ دادا کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی امام کو عامہ۔ لہذا یتیم بچے یا یتیمی کا ولی خاص موجود ہو تو ان کے نکاح کا حق قاضی وغیرہ کو حاصل نہ ہوگا (الْوِلَايَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَى مِنَ الْوِلَايَةِ الْعَامَّةِ) یاد رہے باپ دادا وغیرہ کو مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ عصبات ماں اور ذوالارحام کو صرف ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے اور اجنبی وصی وغیرہ کو صرف مال کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔

## قبل از وقت کسی شیء کے حصول کی کوشش کی تو

قاعدہ یہ ہے: مَنْ اسْتَعْجَلَ الشَّيْءَ قَبْلَ اَوَانِهِ عُوِقِبَ بِحَرْمَانِهِ۔ یعنی جو شخص قبل از وقت کسی شیء کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس شیء سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے اپنے مورث کو اس لیے قتل کر دیا تاکہ اس کی جائیداد کا مالک ہو جائے تو اس کو نہ صرف جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ قصاص کے طور پر قتل بھی کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد بھی مقتول کی جائیداد کی وارث نہ بن سکے گی۔ مگر اس قانون سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً قرض خواہ نے مقروض کو قتل کر دیا تو اگرچہ قصاصاً اس کو قتل تو کر دیا جائے گا مگر قرضہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی عورت نے حیض جاری کرنے کیلئے دوائی استعمال کی تو وہ حائضہ شمار ہو جائے گی اور اس دوران نمازوں کی اس کو معافی ہوگی۔

## جہاں تک ممکن ہو کلام کو با معنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے

مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہہ دیا ”یہ میری بیٹی ہے“ تو اتنا کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی کیونکہ لفظ بنت کو حقیقی و مجازی دونوں معنوں پہ محمول کرنا معتذر ہے۔ لہذا اس کا کلام لغو ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کہا میں نے یہ چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کی

حالانکہ اس کے صرف پوتے ہیں بیٹے نہیں ہیں تو مجازاً وہ چیز پوتوں کو ہی دے دی جائے گی تاکہ اس کا کلام لغو نہ جائے کیونکہ (اعْمَالُ الْكَلَامِ اَوْلٰی مِنْ اِهْمَالِهٖ مَتٰی اَمٰكِنَ فَاِنْ لَّمْ یُمْکِنِ اُھْمِلَ)

### شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو

پورا قاعدہ اس طرح ہے۔ کَلَامُ صَاحِبِ الشَّرْعِ اِذَا كَانَ مُحْتَمَلًا اِحْتِمَالَيْنِ عَلٰی السَّوَاءِ صَارَ مُجْمَلًا وَّلَیْسَ حَمْلُهُ عَلٰی اِحْدَاهُمَا بِاَوْلٰی مِنْ حَمْلِهٖ عَلٰی الْاٰخَرِ۔ یعنی شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو تو وہ مجمل ہوگا اور اسے دوسرے کی نسبت صرف ایک پر محمول کرنا بہتر نہیں ہوگا۔ مثلاً لفظ مولیٰ اپنی وضع کے اعتبار سے آقا اور غلام دونوں پہ بولا جاتا ہے اور بولا بھی مساوی جاتا ہے یعنی کسی ایک کو دوسرے پہ ترجیح نہیں ہے۔ لہذا اگر کسی نے اپنے مولیٰ کے لئے مال کی وصیت کی جبکہ اس کے دونوں قسم (مولیٰ اسفل واعلیٰ) موجود ہیں تو ایک معنی متعین نہ ہونے کی وجہ سے وصیت قابل عمل نہ ہوگی جب تک کہ وہ خود وضاحت نہ کرے۔

### احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے

ایسا احتمال جو ارجح اور اقویٰ ہو اس سے استدلال باطل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور مرجوح احتمال سے کیونکہ اس طرح تو ہر عام باطل ہو جائے گا اس وجہ سے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے مثلاً حد زنا کے ثبوت کیلئے چار افراد نے گواہی دی مگر بعد میں ان کا فسق و فجور ثابت ہو گیا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ فسق کے ظاہر ہونے کی وجہ سے کذب کا احتمال پیدا ہو گیا اور احتمال کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ (اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ)

### نقصان و ضرر کا ازالہ کیا جائے گا

اس اصل کی بنیاد حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں نہ تو نقصان اٹھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا جائز

ہے۔ چنانچہ بیع میں عیب کے سبب اسے واپس کرنے کا اختیار قصاصِ حدود اور کفارات کی مشروعیت اور دیگر تلف شدہ اشیاء کی ضمانت وغیرہ کے مسائل اسی قانون کے تحت آتے ہیں۔ اگر کسی مقروض نے اپنی جائیداد کو قرض ادا کرنے سے پہلے وقف کر دیا تو اس کا وقف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس میں قرض خواہوں کا نقصان ہے۔ لہذا پہلے قرض ادا کرے پھر وقف کا معاملہ کرے۔ (الضَّرَرُ يُزَالُ)

### نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا

مطلب یہ کہ ایک حقدار سے اس کا حق چھین کر دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔ پہلے یہ محروم تھا اب وہ محروم ہو گیا۔ مثلاً ایک کارخانہ دار مزدوروں سے کام تو پورا لیتا ہے مگر اجرت کم دیتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے کارخانہ چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے بلکہ اسی کو مزدوروں کی اجرت پوری دینے کا پابند بنایا جائے گا۔ اسی طرح ایک انسان شدید بھوک میں ہو اور اس نے دوڑ دھوپ کر کے کہیں سے کھانا حاصل کر لیا اتنے میں اسی طرح کا ایک دوسرا بھوکا آ گیا تو اس کا کھانا چھین کر اس کو دینا جائز نہیں ہے کیونکہ (الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَرِ)

### عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا

مثلاً کسی کے مکان کی دیوار عام راستے کی طرف جھک جائے اور کسی بھی وقت اس کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اس موہومہ نقصان سے بچنے کیلئے دیوار کے مالک کو دیوار اکھیڑنے کا حکم دیا جائے گا اور اس پہ لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح کسی مقروض نے اپنے قرض خواہوں کو قرضہ واپس کرنے سے انکار کر دیا یا حیلے بہانے کر رہا ہے تو ایسی صورت میں اس کا ساز و سامان بیچ کر قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ کیونکہ

(يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِأَجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ)

## جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟

قانون یہ ہے کہ إِذَا اجْتَمَعَ الضَّرَرَانِ وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَعْظَمَ ضَرَرًا مِّنَ الْآخَرِ فَإِنَّ الْأَشَدَّ يُزَالُ بِالْأَخْفِ۔ یعنی جب دو نقصان جمع ہو جائیں اس حال میں کہ ایک نقصان دوسرے کی نسبت شدید ہو تو جس میں نقصان کم ہے اس کو برداشت کر لیا جائے گا اور زیادہ نقصان والے پہلو کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً کسی مردار کے پیٹ میں بچہ ہو اور غالب گمان ہے کہ بچہ زندہ ہوگا تو مردار کا پیٹ چاک کر کے بچے کی زندگی کو بچانے کی اجازت ہے۔ بخلاف اس کے کہ کسی انسان نے سونا یا کوئی اور قیمتی چیز نگل لی تو اس کو نکالنے کیلئے انسان کا پیٹ چاک نہ کیا جائے گا۔ لان حُرْمَةُ الْاَدْمَى اعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ الْمَالِ۔ کیونکہ انسان کی حرمت بہر حال مال سے زیادہ ہے۔

## تائیس تاکید سے بہتر ہے

یعنی کلام میں مکرر ذکر کئے گئے الفاظ سے نیا معنی مراد لینا اس سے بہتر ہے کہ تاکید کے طور پر دوسرے لفظ سے بھی وہی معنی مراد لے لیا جائے جو پہلے سے لیا گیا ہے بشرطیکہ دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کو انت طالق طالق طالق کہا۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے بعد والے دو الفاظ سے پہلے لفظ کی ہی تاکید مراد لی ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا ہی تھا تو دیا نہ تو اس کی بات مانی جا سکتی ہے مگر قضاء نہیں مانی جائے گی۔ (لَا نَّ التَّائِسِسَ خَيْرٌ مِّنَ التَّائِكِدِ)

## سوال جواب میں لوٹ آتا ہے

مثلاً ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا: اَنَا طَالِقٌ؟ کیا مجھے طلاق ہے؟ اور خاوند نے جواب میں صرف نعم کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ جواب میں اگرچہ صراحتہ لفظ طلاق کا ذکر نہیں لیکن درحقیقت یہ لفظ ان الفاظ کو متضمن ہے کہ نعم

انت طلاق۔ ہاں تجھے طلاق ہے کیونکہ (السُّوَالُ مُعَادٌ فِي الْجَوَابِ)

حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی عمل کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوں تو فوائد کو حاصل کرنے کی بجائے نقصانات اور مفاسد سے بچنا بہتر ہے۔ یہ قانون مندرجہ ذیل دو احادیث سے ماخوذ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے رک جاؤ۔ دوسری روایت یوں ہے: لترك ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين۔ جس ذرہ سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے رک جانا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ شراب اور جوئے میں منافع و نقصانات بتائے گئے مگر نقصان (اٹم کبیر) کی وجہ سے منافع کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا۔ وضو و غسل میں سنت ہے لیکن روزہ دار کیلئے مکروہ ہے کہ کہیں سنت کا ثواب لیتے ہوئے فرض سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ اس کو کہتے ہیں

(دَرَاءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ)

جب دو برائیاں باہم متعارض آجائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے

اور یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ مثلاً کسی عورت کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں شرمگاہ کے ننگا ہونے کا گمان غالب ہو اور بیٹھ کر پڑھنے میں یہ اندیشہ نہ ہو تو قیام فرض ہونے کے باوجود وہ نماز کو بیٹھ کر ادا کرے گی کیونکہ کشف عورت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی نسبت قیام کو ترک کر دینا اخف (ہلکا) ہے۔ اس قانون کو فقہاء کرام نے عربی میں اس طرح بیان فرمایا ہے: إِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَتَانِ أُرْتِكِبَ أَخْفُهُمَا وَعُدِلَ عَنْ أَعْظَمِهَا ضَرَرًا۔ اسی بنا پر فرمایا گیا کہ وہ مقامات جہاں سچ بولنے سے مفاسد عظیمہ کا یقین ہو اور جھوٹ کے مشابہہ تعریض کرنے سے حالات بہتر ہونے کا ظن غالب ہو تو اس صورت میں تعریضاً

جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس کے کئی مقامات ہیں۔ مثلاً لوگوں میں صلح کرانے کیلئے جنگ کے دوران بیوی کی اصلاح کی خاطر ورنہ تو جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے اور فرمایا: مومن بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا (مشکوٰۃ موطا امام مالک بیہقی) اسی سے یہ قانون اس طرح بھی بیان ہو سکتا ہے۔ اَعْظَمُ ضَرَرًا يَزَالُ بِالْاَخْفِ - زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعے زائل کی جائے گی۔

اور ایک حدیث کے خلاصے کو قاعدہ کے طور پر اس مفہوم میں یوں بیان فرمایا گیا:

مَنْ ابْتَلِيَ بَبَلِيَّتَيْنِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ يَأْخُذُ بِأَيَّتَهُمَا شَاءَ وَإِنْ اِخْتَلَفَا يَخْتَارُ أَهْوَنَهُمَا۔

عبادت میں ایثار مکروہ ہے

مثلاً ایک طالب علم اپنے ساتھی کیلئے اپنے پڑھنے کی باری کا ایثار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ علم پڑھنا اور اس کے حصول میں جلدی کرنا قرب کا سبب ہے اور ایثار بالقرب مکروہ ہے۔ (الاشباہ ص ۱۱۹) لیکن اگر ایک بندے کے پاس صرف اپنے لیے کھانا موجود ہے اور عین کھانے کے وقت کوئی سائل آ جائے اور وہ اپنا کھانا اس کو دے دے تو یہ ایثار جائز ہے اور قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ - فرق اس میں یہ ہے کہ قربت و عبادت اللہ کا حق ہے اور انسان پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور کھانا بندے کا اپنا حق ہے اور اس میں بندہ خود مختار ہے۔ خود کھائے یا کسی کو دے یہی وجہ ہے کہ وضو کے لئے پانی صرف اپنے لیے موجود ہے تو اس کا ایثار دوسرے پر نہیں کر سکتا کیونکہ (يَكْرَهُ الْاِثَارُ بِالْقُرْبِ)

جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو.....

قاعدہ یہ ہے کہ إِذَا اجْتَمَعَ أَمْرَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ وَلَمْ يَخْتَلِفْ



مَقْصُودُهُمَا دَخَلَ أَحَدُهُمَا فِي الْأَخْرِ غَالِبًا - ایک ہی جنس کے دو امر جمع ہو جائیں اور مقصود دونوں کا مختلف نہ ہو تو اکثر وہ ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی نے نماز میں قرأت کے دوران سجدہ والی آیت تلاوت کی اور اس کے بعد فوراً (تین آیات پڑھنے سے پہلے) رکوع اور سجدہ کر لیا تو نماز کے سجدے کے ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی خود ہی ادا ہو جائے گا کیونکہ دونوں سجدوں کا مقصود ایک ہی ہے اور وہ تعظیم ہے۔ اسی بنا پر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کو کئی بار پڑھ لیا تو بعد میں ایک سجدہ کر لینا کافی ہے۔ نماز میں کئی بار بھول گیا جس بھولنے سے سجدہ سہولاً ضروری ہوتا ہے تو آخر میں ایک ہی سجدہ سہولاً کافی ہوگا ہر بھول کے بدلے علیحدہ سجدہ سہولاً کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر متعدد افعال کی جنس و مقصود مختلف ہو مثلاً ایک شخص نے بدکاری کی اور اس پہ حد جاری ہونے سے پہلے ہی اس نے شراب بھی پی لی پھر اسی طرح چوری بھی کر لی تو ہر جرم کی علیحدہ علیحدہ سزا ملے گی۔ جیسے محرم نے خوشبو لگائی پھر سلا ہوا کپڑا پہنا تو دونوں جنایتوں کی جنس اور مقصد مختلف ہونے کی وجہ سے فدیہ بھی علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا۔

### غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا

غالب و مشہور امر وہ ہے جو عوام الناس میں مشہور ہو اور سب کو معلوم ہو اور نادر وہ امر ہے جو کبھی کبھی وقوع پذیر ہوتا ہو مثلاً مشہور قول کے مطابق بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے اور یہی مروج بھی ہے لیکن اگر کبھی سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے بچے میں بلوغ کی علامات ظاہر نہ ہوں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ایسا بہت کم اور نادر ہے بلکہ قول مشہور کا اعتبار کرتے ہوئے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو بالغ قرار دے دیا جائے گا۔ ایک صورت ایسی بھی ہے کہ امر نادر پہ حکم لگایا گیا ہے اور امر غالب کو چھوڑ دیا گیا ہے مثلاً نکاح کے چھ ماہ بعد کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا نسب باپ سے ثابت ہوگا کیونکہ کم از کم حمل کی یہی مدت ہے (اقلہا ستۃ اشہر بالاجماع لقولہ تعالیٰ و حملہ و فصالہ ثلثون شہراً..... روى هذا عن علی و ابن

عباس رضی اللہ عنہم۔ کنز الدقائق۔ (۱۵۰)

حالانکہ چھ ماہ کے بعد بچے کی پیدائش نادر امر ہے اور یہ اس لیے کیا تا کہ بچے کا نسب بھی ثابت ہو جائے خاندان رسوائی سے بھی بچ جائے اور ذلت کی وجہ سے عورت کا سکون تباہ نہ ہو اور اس کی زندگی اجیرن نہ ہو۔ اس قاعدے کو دو طرح کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ **الْعِبْرَةُ لِلْغَالِبِ الشَّائِعِ لَا النَّادِرِ**۔ (۲) **الْأَصْلُ اِعْتِبَارُ الْغَالِبِ وَتَقْدِيمُهُ عَلَى النَّادِرِ**۔ دونوں کا مفہوم تقریباً وہی ہے جو عنوان میں بیان ہو چکا ہے۔

نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی شے کا نفع اٹھاتا ہے تو اس میں نقصان ہو جائے تو وہ بھی اسی کو اٹھانا پڑے گا۔ (الْغُرْمُ بِالْغَنِيمِ) مثلاً کسی نے زمین خریدی تو اس کی رجسٹری و انتقال وغیرہ کے تمام اخراجات زمین خریدنے والے پر ہوں گے کیونکہ اس سے حاصل ہونیوالے تمام منافع بھی تو اسی کیلئے ہیں۔ اسی طرح اگر دو شخص باہم شراکت پر کاروبار کرتے ہیں تو جس طرح اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع دونوں کیلئے ہیں اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو اس میں بھی دونوں ہی شریک ہوں گے۔

غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں

لقوله عليه السلام **الَا تَظْلَمُوا اِلَّا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطَيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ** (بیہقی) خبردار! ظلم نہ کرنا اور خوب اچھی طرح سن لو کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے ”جس نے دوسرے کی زمین کے کچھ حصہ پہ ناحق قبضہ کر لیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا یا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو ایک بالشت بھی کسی کی زمین پہ ناحق قبضہ کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) لیکن اگر کسی نے کسی کی زمین غضب کی اور وہ اس کے قبضے میں ضائع ہو گئی تو

غاصب اس کا ضامن نہ ہوگا اور غاصب کی سکونت اور زراعت کے سبب مغصوبہ زمین میں جو نقص پیدا ہوگا اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح کہ منقولہ مغصوبہ چیز کا وہ ضامن ہوتا ہے (کنز، کتاب الغصب ۳۹۶) یعنی کسی نے دوسرے کی زمین پہ غاصبانہ قبضہ کر کے درخت لگا لیے یا فصل کاشت کر لی یا مکان وغیرہ بنا لیا تو اس کے لئے مغصوبہ زمین میں کسی طرح کا بھی تصرف جائز نہیں ہوگا اور اس کے تصرف کی وجہ سے زمین میں جو نقص یا عیب پیدا ہوگا وہ اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ (لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكِ الْغَيْرِ بِلَا إِذْنِهِ) اذن چاہے صریح ہو یا دلالت حال سے اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔

### اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے

مثلاً کسی نے دکان کرائے پر لے کر لوہاروں والا کام شروع کر دیا یا اس دکان میں آٹا پیسنے کی مشین لگالی اور ان کام کی مالک کو پیشگی اطلاع نہ دی تو اگر ان کاموں کی وجہ سے دکان منہدم ہوگئی تو کرائے دار کو ضمان دینا پڑے گا اور اس صورت میں اجرت نہ دینی پڑے گی اور اگر ان کاموں کے سبب دکان کو نقصان نہیں پہنچا تو پھر کرایہ دار کو مقررہ اجرت ہی دینا لازم ہوگی (کنز، بحر الرائق) کیونکہ (الْأَجْرُ وَالضَّمَانُ لَا يَجْتَمِعَانِ)

### الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ . منافع ضمانت کے عوض ہے

خراج سے مراد وہ شئی ہے جو کسی چیز سے نکلے جیسے درخت کا خراج اس کا پھل ہے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک کیس آیا کہ ایک شخص نے کسی سے غلام خریدا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خریدار اس غلام کے کسی عیب پہ مطلع ہوا تو مشتری و بائع کے درمیان تنازع ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے عرض کیا کہ مشتری نے میرے غلام سے خدمت لی ہے۔ تب آپ نے فرمایا: الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ . یہی الفاظ فقہاء نے فقہ کا قاعدہ بنا لیے۔ لہذا مشتری کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے

سبب بیع بائع کو واپس کر دے کیونکہ مشتری کا مال قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوا ہے لہذا اس کو بیع بھی کامل ہی ملنا چاہئے اور اگر کامل قیمت کے بدلے ناقص بیع ملا تو اس نقص پہ مطلع ہونے کے بعد اس کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شئی پر اجتہاد کے ذریعے حکم لگایا گیا اس کے بعد اجتہاد کے ذریعے ہی پہلے حکم کے برعکس حکم ثابت ہو جائے تو پہلا حکم باطل نہیں ہوگا کیونکہ لیس الاجتہاد الثانی باقوی من الاول۔ دوسرا اجتہاد پہلے کی نسبت قوی نہیں ہوتا اور یہ قاعدہ (الْاِجْتِهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالْاِجْتِهَادِ) اجماع سے وجود میں آیا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر نمازی پہ قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو اس پہ تخری لافوم ہے چنانچہ اس نے تخری کے بعد ایک طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ بعد میں ظن غالب سے یہ ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت دوسری ہے تو اس دوسرے اجتہاد سے پہلا اجتہاد باطل نہ ہوگا اور اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔

نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

یہ قانون (لَا اِجْتِهَادَ عِنْدَ ظُهُورِ النَّصِّ) قرآن مجید کی کئی آیات سے مستنبط ہے۔ سورہٴ اہزاب میں فرمایا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اِلا مَوْمِنَةً اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَمْرًا..... سورہٴ مائدہ میں فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فَاوَلٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ . ہم الظلمون، ہم الفسقون۔ اور اجتہاد تو یہ ہے کہ دلیل شرعی کے ذریعے حکم شرعی تک پہنچنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کر دینا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایک حکم واضح فرما دیا ہے تو پھر اجتہاد کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے واضح فرمان کے ہوتے ہوئے بھی کسی اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے بلکہ قرآن و سنت کے مقابلہ میں فیصلہ دینا حرام ہے۔ سود کی حرمت، میراث کی تقسیم، زانی مرد و عورت کی سزا واضح طور پہ قرآن پاک میں بیان فرمادی گئی۔ اب کوئی شخص اجتہاد

کے ذریعے کمی بیشی کرے گا تو قابل قبول نہ ہوگی۔ اس بارے میں ایک قاعدہ کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ **الْإِجْتِهَادُ لَا يُعَارِضُ النَّصَّ**۔ اجتہاد نص کے معارض نہیں ہو سکتا یعنی منصوص حکم کے سامنے کوئی اجتہاد قابل قبول نہیں۔

### مسائل اجتہاد یہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں اگر ائمہ کی آراء مختلف اور متعدد ہوں تو حاکم وقت (بشرطیکہ وہ شرعی احکام سے پوری طرح آگاہ بھی ہو اور ان کا پابند بھی) کو اختیار ہے کہ جو رائے و اجتہاد رعایا کے لئے زیادہ مفید سمجھے اس کو اپنالے۔ اگرچہ وہ قول مرجوح ہی ہو کیونکہ اس سے ہی توقع ہے کہ وہ ایسا قول اپنائے گا جو کہ عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوگا۔ گویا حاکم کا اختیار ہی قول مرجوح کی خامیوں کو دور کر کے اسے رائج بنانے کا سبب بن جائے گا۔ اسی لیے فقہ حنفی میں عند الضرورت دوسرے امام کے قول پہ فتویٰ دینے کی اجازت ہے جیسا کہ مفقود الخبر کے بارے میں امام مالک علیہ الرحمۃ کے قول پہ فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(حُكْمُ الْحَاكِمِ فِي مَسَائِلِ الْإِجْتِهَادِ يَرْفَعُ الْخِلَافَ)

### نا جائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا

جائز ہے بشرطیکہ اصل مالک کو لوٹانا مشکل ہو۔ فتاویٰ شامی میں ہے: والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه (ج ۵ ص ۹۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس کے پاس مال حرام ہو۔ اگر وہ اس مال کے مالک کو جانتا ہو تو مالک کو مال لوٹانا واجب ہے اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو یہ مال اس کیلئے حلال نہیں اور وہ اصل مالک کی نیت سے صدقہ کر دے۔ اسی میں ج ۲ ص ۳۵ پہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اس مال سے صدقہ کیا جو حرام قطعی ہے اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو مال کی حرمت کا علم ہو گیا پھر اس نے دینے والے کو دعادی اور اس

نے آئین کہی تہ دونوں کافر ہو گئے۔ بہر حال قاعدہ یہ ہے کہ (سَبِيلُ الْكَسْبِ  
الْخَبِيثِ التَّصَدُّقُ بِهِ إِذَا تَعَدَّرَ الرَّثُّ عَلَى صَاحِبِ الْحَقِّ)

نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی

مثلاً کسی نے نماز ادا کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہ ایسی نجاست دیکھی جس کے  
لگنے کا وقت اسے معلوم نہیں تو قریبی حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور صرف آخری  
حدث لاحق ہونے کے بعد ادا کی جانے والی نمازوں کا اعادہ اس پہ لازم ہوگا۔ اسی طرح  
جنگ یا جھگڑے فساد میں کوئی شخص زخمی ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور اس کی موت واقع  
ہو گئی تو اس موت کا سبب قریب ترین لگنے والے زخم کو سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق  
تمام معاملات طے پائے جائیں گے۔ یہی اس قاعدے کا مطلب ہے: (الْأَصْلُ  
إِضَافَةُ الْحَادِثِ إِلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ)

شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا

یعنی ایک بندے کو شک لاحق ہوا کہ اس نے فلاں عمل کیا ہے یا نہیں تو ایسی  
صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔ مثلاً کسی شخص کو شک ہوا کہ اس نے  
اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا کسی  
شخص کو نماز شروع کرنے سے پہلے شک لاحق ہوا کہ میرا وضو ہے یا نہیں تو وضو نہ  
ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر واجب ہے کہ وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نماز  
ادا کرنے کے دوران کسی رکن کے بارے میں شک لاحق ہو جائے کہ وہ ادا کیا ہے یا  
نہیں اور کسی جہت میں گمان غالب نہ ہو تو اس صورت میں مشکوک رکن کی عدم ادائیگی  
کا حکم لگایا جائے گا۔ (مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا فَالْأَصْلُ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ)

قلت وکثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا

قاعدہ یہ ہے کہ مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَشَكَّ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ حُمِلَ عَلَى  
الْقَلِيلِ لِأَنَّهُ الْمُتَيَقَّنُ۔ جس کو کام کرنے کا تو یقین ہو لیکن قلت وکثرت میں شک ہو

تو اس عمل کو قلیل مقدار پہ محمول کیا جائے گا کیونکہ وہ تو یقینی ہے۔ مثلاً کسی کو طلاق کی مقدار میں شک لاحق ہوا کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو ایک یقینی ہوگی جبکہ ایک سے زائد کا نہ یقین ہو اور نہ ہی ظن غالب۔ اسی طرح نمازی کو پہلی بار شک لاحق ہوا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو نئے سرے سے نماز ادا کرے اور اگر یہ شک لاحق ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب کا اعتبار ہوگا ورنہ اقل مقدار پہ عمل کرے کیونکہ اس کی ادائیگی یقینی ہے لیکن ہر دو مشکوک رکعتوں کے بعد ان میں سے ہر رکعت کو آخری سمجھ کر قعدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تاکہ آخری قعدہ کی ادائیگی اپنے محل پہ ہو سکے۔

کسی عمل میں تعین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے

مثلاً گواہی دیتے وقت گواہ کسی خاص چیز کے بارے میں خطا کر جائے تو وہ اس کی شہادت کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی جیسے گواہوں نے قاضی کے سوال پہ جانور کا ایک رنگ ذکر کیا۔ پھر گواہی دیتے ہوئے خطاً دوسرا رنگ بیان کر دیا تو ان کی شہادت قبول ہوگی اور اس وجہ سے گواہی رد نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔  
لوسالہم القاضی عن لون الدابة فذكر والوناً..... اس قاعدے کو فقہاء کرام نے ”الْخَطَا فِيمَا لَا يَشْتَرِطُ التَّعْيِينَ لَهُ لَا يَضُرُّ“ کا نام دیا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا

مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا لفظ کلام میں موجود ہے جس سے حقیقی و مجازی دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں تو اولاً اس سے حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا۔ ہاں اگر حقیقی معنی معذور ہو تو پھر مجازی معنی کی طرف جائیں گے یہی مفہوم ہے اس قاعدے کا الْأَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيقَةُ۔ مثلاً کسی نے کہا: هذه الدار لزيد۔ یہ گھر زید کی ملکیت ہے پھر اگر بعد میں یہ کہا کہ انھا مسکنہ یہ اس کی رہائش ہے تو اس کا دوسرا بیان (مجاز) ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح کہا ”میں نے یہ مکان فلاں کے بیٹے کیلئے وقف کیا تو فلاں کے حقیقی بیٹے پر ہی اس کا اطلاق ہوگا نہ کہ پوتے پر لیکن اگر

فلاں کا حقیقی بیٹا نہ ہو تو مجازی طور پر پوتے پہ اطلاق ہوگا کیونکہ ولد کا حقیقی اطلاق صرف سگے بیٹے پر ہی ہوتا ہے۔ یوں ہی اگر کہا اللہ کی قسم میں اس بکری سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اس کا اطلاق گوشت کھانے پہ ہوگا۔ دودھ پی لیا تو قسم نہ ٹوٹی۔ میں اس گندم سے نہ کھاؤں گا اس کا اطلاق گندم کے دانوں پہ ہوگا اگر اس گندم کی روٹی کھالی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔

### شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا

مثلاً نماز کے صحیح ہونے کیلئے وضو شرط ہے تو اگر نماز کے دوران یا فارغ ہونے کے بعد وضو کے بارے میں شک پڑ گیا تو نماز کی صحت مشکوک ہو جائے گی اور ظن غالب کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اسی طرح ناپاک بدن اور نجس کپڑے کو پاک کرنے کیلئے پانی سے دھونا شرط ہے اگر دھونے کے بعد معلوم ہوا کہ پانی کی طہارت مشکوک ہے تو اس سے بدن اور کپڑے کی طہارت بھی مشکوک ہو جائے گی تو بھی فیصلہ ظن غالب کے مطابق ہوگا۔ (لَا نَ الشَّكَّ فِي الشَّرْطِ يُوجِبُ الشَّكَّ فِي الْمَشْرُوطِ)

عوام کے مسائل و حقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت پہ مبنی ہوتے ہیں

بشرطیکہ امامت کی چار شرائط علم، عدالت، کفایت (شرعی حدود قائم کرنے اور جہاد میں شریک ہونے میں جری ہو۔ الغرض حکومتی ذمہ داریاں نبھانے میں پوری طرح واقف بھی ہو اور عمل بھی کرا سکتا ہو) سلامتی ہوش و حواس۔ حدیث شریف میں ہے ”جسے مسلمانوں کے امور کا والی بنایا گیا اور پھر اس نے محنت اور کوشش نہ کی اور اخلاص سے کام نہ لیا تو اس پہ جنت حرام ہے۔ اسی بنا پہ فقہاء کرام نے یہ قاعدہ متعین فرمایا ہے: تَصَرُّفُ الْإِمَامِ فِي شُؤْنِ الرَّعِيَّةِ مَنْوُوطٌ بِالْمَصْلِحَةِ (ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

گونگے کا اشارہ معہودہ بیان کی مانند ہے

(إِشَارَةُ الْأَخْرَسِ الْمَعْهُودَةُ كَالْبَيَانِ بِاللِّسَانِ) معہودہ بیان سے مراد یہ ہے کہ وہ اشارہ جو اس نے کسی عمل یا بیان کیلئے مختص کر رکھا ہے۔ اس کو بیان ہی کا درجہ



دیا جائے گا۔ بشرطیکہ قاضی بذات خود اشارے سے واقف ہو یا کوئی معتبر عادل و صادق القول ترجمان ہو جو اس کے اہل خانہ پڑوسیوں یا احباب میں سے ہو، ردالمحتار میں ہے کہ گونگا اگرچہ لکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ پھر بھی اس کا اشارہ معتبر ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں یعنی لکھنا اور اشارہ حجت ضروریہ ہیں اور یہ اشارہ وصیت، اقرار، بیع و شراء اور طلاق وغیرہ تمام احکام میں زبان کے قول کی طرح معتبر ہے جبکہ وہ گونگا ہو یا بعد میں اسے عذر لاحق ہو اور ہمیشہ باقی رہا (حاشیہ کنز الدقائق، ص ۱۱۵) لیکن حدود و شہادت میں اس کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا کیونکہ حدود و شہادت سے ساقط ہو جاتی ہیں اور اشارہ میں قطعیت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ لفظ شہادت کہنے پہ قادر ہے جبکہ بوقت شہادت یہ قول لازم ہے۔ لکننت والے کا اشارہ معتبر نہیں ہے لیکن اگر لکننت اس حد تک بڑھ جائے کہ کلام کر ہی نہ سکے۔ مگر اس میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کی لکننت تادم واپس باقی رہے جبکہ تمر تاشی نے ایک سال لکننت برقرار رہنے کا قول کیا ہے۔ (طحطاوی، شامی)

### ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا

جب متکلم اور سامع ہم زبان نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ وہاں ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے جو متکلم کی زبان سے بھی واقف ہو اور اس کے کلام کے اسرار سے بھی آگاہ ہو اور سامع تک متکلم کی گفتگو کا حقیقی مفہوم پہچاننے کی صلاحیت تامہ رکھتا ہو۔ ایسے ترجمان کا قول بلا قید و شرط قبول ہوگا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدہ کا **قَوْلُ الْمُتَرْجِمِ مُطْلَقًا**۔ ائمہ کرام کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ شہادت کی ترجمانی کیلئے صرف ایک آدمی کافی ہے یا شاہدین کی طرح ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما ایک ترجمان کو کافی قرار دیتے ہیں جبکہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ شاہدین کی مثل ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔

اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی دلیل نہ ہو

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن مجید کی یہ آیت ہو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۳) اور حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات عالیہ ہیں۔ لہذا کسی کام کے جائز ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی حرمت کراہت یا عدم اباحت کا قول کرنے والے پہ دلیل لازم ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۱۷۱ پہ ہے: ان الاشیاء مباحة حتی یقوم الدلیل علی الحظر۔ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے جب تک کہ منع پہ دلیل قائم نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ اسی میں یوں بیان فرمائی گئی۔ ان الاثبات اولی من النفی لان المثبت اولی و اقدم من النافی قال بعضهم وهو وفاق اهل العلم (ج ۱۳ ص ۱۹۸) کئی شئی کو ثابت کرنا نفی کرنے کی نسبت اولیٰ ہے کیونکہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ اس اصول پہ اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس قانون سے بیسیوں مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے بالخصوص وہ مسائل جن پہ اس دور میں بحث و مناظرے ہوتے ہیں۔ ختم درود عرس گیارہویں، محفل میلاد و جلوس میلاد، صلوٰۃ و سلام وغیرہ۔ مخالفین سے ان مسائل کے ناجائز ہونے پہ دلیل طلب کی جائے تو الثاویہ ہم سے جائز ہونے کی دلیل مانگتے ہیں جبکہ اس قانون کو مانتے بھی ہیں: الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ حَتَّى يَدُلَّ الدَّلِيلُ عَلَى عَدَمِ الْإِبَاحَةِ۔

بصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں

مطلب یہ کہ جب حکم صریح اور حکم دلالت باہم متعارض ہوں تو صریح حکم پہ عمل ہوگا اور حکم دلالت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً دو آدمیوں نے ایک معین شئی خریدنے کا دعویٰ کیا لیکن دونوں نے خریدنے کی تاریخ بیان نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کر دی تو جس کا اس شئی پہ قبضہ ہے اس کا قول معتبر ہوگا لیکن جب دوسرے نے اس سے پرانی تاریخ بیان کر دی تو پھر اس کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ تاریخ کا قدیم ہونا اس

کی ملکیت کو صراحتاً ثابت کرتا ہے لیکن دلالت پہ عمل کر لینے کے بعد صریح کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً فضولی نے کسی کا سامان فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کی قیمت کا مطالبہ کیا پھر یہ اس کی طرف سے بیع کو جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ اس کے بعد مالک نے صراحتاً بیع کو رد بھی کر دیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دلالت پہ عمل ہو جانے کے بعد صراحت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (کنز الدقائق، ص ۲۵۲، درمختار) لَا عِبْرَةَ لِلدَّلَالَةِ فِي مُقَابَلَةِ التَّصْرِيحِ .

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے

مطلب یہ کہ جب کسی مانع کی وجہ سے کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے جیسا کہ کسی نے بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جب مشتری نے بیع بطور رہن، مرہن کے حوالے کر دی تو اس سے بیع فسخ کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے مگر جو نہی مشتری نے مرہن سے وہ چیز واپس لے لی تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔ (مجمع الانهر) کیونکہ إِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوعُ

ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا

مطلب یہ کہ ایسا حق یا حکم جو ایک بار ساقط ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح کہ معدوم یعنی جو ابتداء ہی نہ ہو واپس نہیں آتا۔ مثلاً کسی شخص کو دوسرے کی مملوکہ زمین سے گزرنے کا حق حاصل تھا۔ پھر مالک زمین نے اس کے گزرنے پہ پابندی لگا کر اس کے حق کو ساقط کر دیا یا اس کی گزرگاہ پہ مکان یا دیوار بنا دی تو گویا مالک نے اس کے گزرنے کا حق ساقط کر دیا تو مالک کے خلاف نہ اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پہ مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح فسق و فجور کے سبب کسی کی گواہی رد کر دی گئی تو بعد ازاں توبہ کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہ ہوگی لیکن بچے اور نابینا کیلئے بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابل

تسلیم ہوتی ہے یعنی اندھے کے بیٹا اور بچے کے بالغ ہونے کے بعد اس واقعہ میں ان کی گواہی تب قبول ہوگی جب اندھا واقعہ پیش آنے کے وقت بیٹا ہو اور بعد میں بصارت سے محروم ہوا ہو اور بچے کی شہادت سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد تب قبول ہوگی جب واقعہ پیش آنے کے وقت وہ تمیز کی صلاحیت رکھتا ہو بصورت دیگر ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

### ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے

مطلب یہ کہ ایسا امر جو عادی ممتنع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقہ ممتنع ہو۔ امتناع کی مذکورہ دونوں قسمیں حکم کے اعتبار سے مساوی ہیں (الْمُتَمَنِّعُ عَادَةً كَالْمُتَمَنِّعِ حَقِيقَةً) کسی شئی کا خلاف عقل ہونے کے سبب بالضرورت ممتنع ہونا امتناع حقیقی کہلاتا ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایسے آدمی کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقہ باطل ہوگا اور کسی شئی کا صرف حکم عادت کے ساتھ ممتنع ہونا امتناع عادی کہلاتا ہے۔ ایسا دعویٰ جس کے حق میں ایک جم غفیر گواہی دے اس کو رد کرنا عادی ممتنع ہے۔ لہذا ایسی متواتر شہادت کے خلاف کوئی شہادت قابل تسلیم نہ ہوگی۔ اسی طرح شادی کے وقت بچیوں کو دیا جانے والا جہیز واپس لوٹانا عادی ممتنع ہے۔ لہذا اس کے بارے میں کسی کا دعویٰ تسلیم نہ کیا جائے گا۔

### پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا

قدیم وہ ہے جس کی ابتداء کو پہچاننے والا نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً کسی گھر کا بارش کا پانی ساتھ والے گھر سے بہہ کر باہر جاتا ہو اور پانی کی یہ گزرگاہ اتنی قدیم ہے کہ وہاں کے رہنے والے بھی اس سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ پانی کب سے گزر رہا ہے تو پڑوسی کو یہ پانی روکنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں

گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور وہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا ہو تو دیوار کو اپنی قدیمی حالت پہ برقرار رکھنے کیلئے اس کی ضد مانع نہیں ہو سکتی بلکہ زبردستی اس کو کہا جائے گا کہ یاد دیوار کی مرمت کرو یا گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ (يَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيمِ عَلَى قَدَمِهِ)

حاضرشی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے

ہاں اگر بیع مشارالیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً رات کے وقت کسی نے نگینہ بیچا اور کہا یہ یا قوت احمر ہے لیکن صبح ہوئی تو وہ یا قوت اصفر (پیلے رنگ کا یا قوت تھا) تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا اور خیار کی یہ قسم خیار وصف کہلاتی ہے۔ جنس مختلف ہونے کی صورت میں مسمی کا اعتبار تب ہوگا جب بائع اور مشتری دونوں یہ نہ جانتے ہوں کہ مشارالیہ جنس مسمی کے خلاف ہے اور اگر دونوں اس سے آگاہ ہوں تو پھر اعتبار مشارالیہ کا ہوگا مثلاً کسی نے کہا میں نے یہ گائے تجھے فروخت کی اور اشارہ بکری کی طرف کیا جو ان دونوں کے سامنے ہے تو مشارالیہ کا اعتبار کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔ (اس قاعدے میں مزید تفصیل ہے جو کتب فقہ و اصول فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے اور اس قاعدے کا نام ہے۔ اَلْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَغْوٌ وَفِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ۔ جس کا ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے

مثلاً کسی نے اپنے باپ کی میراث کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا مگر اپنے دعویٰ پہ گواہ ایسے پیش کیے کہ جنہوں نے گواہی دی کہ یہ ماں کی طرف سے اس جائیداد کا وارث ہے تو یہ گواہی دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت میں مطابقت نہیں ہے تو چونکہ گواہی نے سبب شہادت تبدیل کر دیا ہے جو کہ ذات ملکیت کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔ لہذا دعویٰ ہی باطل ہوگا تَبَدُّلُ سَبَبِ الْمَلِكِ قَائِمٌ مَقَامَ

## تَبَدُّلِ الذَّاتِ .

اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی

یعنی ایک شخص خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد خود ہی اس کو توڑنے کے درپے ہو گیا تو اس کی کوشش بے کار ثابت ہوگی اور عقد قائم رہے گا۔ اس قاعدے کا نام ہے: مَنْ سَعَى فِي نَقْضِ مَا تَمَّ مِنْ جِهَتِهِ فَسَعْيُهُ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ۔ مثلاً کسی عقد میں ایک شخص تاوان یا اس پہ لازم ہونے والی رقم کا ضامن بنا اور پھر بیع پہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا کیونکہ ضامن بن کر اس نے خود ہی عقد کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے اور اب ملکیت کے دعوے کے ساتھ خود ہی اس کے توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے لہذا اس کا دعویٰ رد کر دیا جائے گا۔

جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا

یعنی اس شئی کے منافع کی تکمیل کا سبب بننے والی تمام چیزوں کا بھی وہی مالک ہوگا۔ مثلاً کسی نے رہائش یا دکان بنانے کیلئے زمین خریدی تو اس عقد کے ساتھ ہی مشتری مکان یا زمین تک پہنچنے والے راستے کا بھی خود بخود ہی مالک ہو جائے گا کیونکہ بائع پر راستہ مہیا کرنا لازم ہوتا ہے اس لئے کہ جس مکان تک پہنچنے کیلئے راستہ ہی نہ ہو وہ رہائش کے قابل نہیں ہوتا اور اس سے منافع کا حصول دشوار ہوتا ہے۔ لہذا کسی بھی شئی کی وہ چیز میں جن کا پایا جانا اس شئی کے لئے ضروری ہے اور ان کے بغیر اس شئی سے حقیقی منافع حاصل نہیں ہو سکتے تو اس پر ملکیت ثابت ہونے سے وہ تمام چیزیں ملکیت میں آ جاتی ہیں۔ (مَنْ مَلَكَ شَيْئًا مَلَكَ مَا هُوَ مِنْ ضَرُورَاتِهِ)

شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں

قرآن مجید میں ہے: اے ایمان والو! آپس میں اپنے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ (النساء) حدیث شریف میں ہے: ”کسی کے لئے اپنے بھائی کا مال لینا حلال نہیں اور اگر وہ لے لے تو اسے چاہئے کہ واپس کر دے اور اگر کوئی ایسی غلطی کر لے تو

اولاً اس کا اصل مال واپس کرے اور اگر اصل مال نہیں ہے بلکہ ضائع ہو گیا ہے تو اگر اس کا تعلق ذوات الامثال سے ہے تو پھر اس کی مثل دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم۔ ورنہ اس کی قیمت ادا کرے (جبکہ اس کا تعلق ذات القیم سے ہے۔ الجوهرة النيرة ج ۲، ص ۳۶، کتاب الغصب) انہی تصریحات سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے: لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ مَالَ غَيْرِهِ بِإِلَّا سَبَبٍ شَرْعِيٍّ۔

جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے

مثلاً موکل فوت ہو گیا یا پاگل ہو گیا تو وکیل کی وکالت بھی ساقط ہو گئی جبکہ اس پہ کسی غیر کا حق نہ ہو۔ اسی طرح اصلی گواہوں کی گواہی رد ہو گئی تو فرعی گواہوں کی گواہی خود بخود ہی رد ہو جاتی ہے کیونکہ اِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ سَقَطَ الْفَرْعُ

جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اسکے ضمن میں آئیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا: بعثك دمی بالف۔ میں نے تجھے اپنا خون ہزار کے عوض بیچ دیا۔ پھر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس میں قصاص واجب ہوگا۔ اس مثال میں خون کی بیع متضمن (بصیغہ اسم فاعل) ہے اور قتل کی اجازت متضمن (بصیغہ اسم مفعول) کیونکہ یہ خون کی بیع کے سبب ہی ثابت ہو رہی ہے لیکن خون (قتل) میں چونکہ بیع شرعاً باطل ہوتی ہے لہذا متضمن کے باطل ہونے کی وجہ سے متضمن (قتل کی اجازت) بھی باطل تو نتیجتاً قصاص واجب ہو گیا کیونکہ اِذَا بَطَلَ الشَّيْءُ بَطَلَ مَا فِي ضَمْنِهِ۔

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا

مثلاً رمضان کے روزے اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو فدیہ (جو کہ روزوں کا بدل ہے) ادا کرنا لازم ہوگا۔ نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط پائی جانے کے باوجود

ادانہ کر سکا تو نماز ظہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اسی طرح کوئی فرض نماز وقت پہ ادا نہ کر سکا جو کہ اصل ہے تو اس کا بدل (قضا) لازم ہوگی۔ اِذَا بَطَلَ الْأَصْلُ يُصَارُ إِلَى الْبَدْلِ۔

مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے

مطلق سے مراد ایک ماہیت کے افراد کا وہ مشترکہ حصہ ہے جو کمال نقصان یا وصف کی خصوصیت کا لحاظ کیے بغیر تمام میں یکساں پایا جائے (حاشیہ اصول الشاشی ص ۹) پورا قاعدہ اس طرح ہے: الْمُطْلَقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ مَا لَمْ يَقُمْ دَلِيلُ التَّقْيِيدِ نَصًّا أَوْ دَلَالَةً۔ جب تک نص یا دلالت دلیل تقیید قائم نہ ہو جائے مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہے گا۔ مثلاً موکل نے اپنے وکیل کو سامان فروخت کرنے کی اجازت مطلق دی تو وکیل موکل کا سامان اس قیمت پہ بیچ سکتا ہے جو مناسب خیال کرے خواہ وہ قیمت کم ہو یا زیادہ لیکن اگر موکل نے وکیل کیلئے سامان کی قیمت متعین کر دی تو پھر اسے اس سے کم قیمت پہ بیچنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دلیل تقیید نصاً قائم ہے۔

صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے

مطلب یہ کہ بنیادی طور پر صفات عارضہ موجود نہیں بلکہ بعد میں لاحق ہوتی ہیں۔ صفات اصلہ وہ ہیں جو ابتداء ہی سے اصل کے وجود کے ساتھ پائی جائیں جیسے صحت زندگی وغیرہ اور عارضہ وہ ہیں جو بعد میں عارض ہوں جیسے بیماری، نفع، عیب مثلاً بائع اور مشتری کے درمیان بیع کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔ بائع نے کہا کہ مشتری نے چیز دیکھی ہوئی ہے۔ لہذا اسے اختیار رویت حاصل نہیں ہو سکتا جبکہ مشتری نے عدم رویت کا قول کیا تو اس میں مشتری کا قول قبول کیا جائے گا اور اسے اختیار رویت حاصل ہوگا کیونکہ عدم رویت اصل ہے لیکن اگر دونوں میں بیع کے اندر عیب پائے جانے میں اختیار ہو جائے یعنی بائع نے کہا جب بیع کو تیرے حوالے کیا تھا تو اس میں عیب نہیں تھا جبکہ مشتری اس کا انکار کرتا ہے تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اصل بیع کے اندر عیب کا نہ پایا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا نام ہے:



## الْأَصْلُ فِي الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ الْعَدَمُ

امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے

یعنی وہ کام جن کی حقیقت پہ اطلاع پانا متعذر ہو ان پہ ظاہر کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ مثلاً قتل عمد ثابت ہو جانے کی صورت میں قاتل کیخلاف قصاص کا فیصلہ ہوگا اور جن افعال کا تعلق قلب سے ہے۔ مثلاً خشوع و خضوع، بغض و حسد، محبت و عداوت ان کی حقیقت تک چونکہ رسائی ممکن نہیں لہذا ظاہری افعال و اعمال اور حرکات و سکنات کو دیکھ کر ہی ان میں سے کسی شئی کا حکم کسی شخص پہ لگایا جائے گا یعنی کسی کا عمل جس حکم کا تقاضا کرے گا وہ حکم اس پہ لاگو ہوگا۔ اس قانون کا پورا نام ہے: دَلِيلُ الشَّيْءِ فِي الْأُمُورِ الْبَاطِنَةِ يَقُومُ مَقَامَهُ يَعْنِي أَنَّهُ يُحْكَمُ بِالظَّاهِرِ فِيمَا يَتَعَذَّرُ الْإِطْلَاعُ عَلَيْهِ۔

گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ مدعی گواہ لانے کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوتا ہے اور مدعی علیہ سے صرف قسم لی جاتی ہے کیونکہ اس کا مقصود ظاہر حالت کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ مثلاً عورت نے مرد کیخلاف لباس و نفقہ نہ دینے کا دعویٰ کیا تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس میں اصل ان دونوں کا مرد کے ذمہ باقی رہنا ہے جیسا کہ اگر مدیون قرض کی ادائیگی کا دعویٰ کرے اور دائن اس کا منکر ہو تو قول دائن کا معتبر ہوگا مگر گواہ لانا لازم ہوگا (الاشباہ والنظائر) اسی قاعدہ کو الْبَيِّنَةُ لِإثْبَاتِ خِلَافِ الظَّاهِرِ وَالْيَمِينُ لِإِبْقَاءِ الْأَصْلِ کا نام دیا گیا ہے۔

بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا

لیکن اس کیلئے چند شرائط ہیں (۱) اقرار مقرر کی رضا مندی سے ہو اگر اقرار بالجبر ہوگا تو قابل اعتبار نہ ہوگا (۲) مقرر عاقل و بالغ ہو اگر نابالغ یا مجنون ہوگا تو اقرار درست نہ ہوگا۔ (۳) حاکم کا حکم اسے جھٹلانا سکتا ہو (۴) مقرر نے جس شئی کا اقرار کیا ہے وہ امر محال نہ ہو کیونکہ امر محال کا اقرار شرعاً باطل ہے مذکورہ قاعدہ (الْمَرْءُ مَوَاحِدٌ

بِإِقْرَارِهِ) قرآن پاک کی آیت ولیملل الذی علیہ الحق (البقرہ ۲۸۲) حضور علیہ السلام کے عمل کہ آپ نے حضرت ماعز اور غامد یہ عورت کے اقرار پہ عمل کرتے ہوئے ان پہ حدود شرعیہ کا نفاذ کیا اور اجماع سے ثابت ہے کنز الدقائق ۳۲۳ پہ ہے: لان الامۃ اجتمعت علی ان الاقرار حجة فی حق نفسه۔

کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ الْأَصْلُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الشَّهَادَةُ لِشَيْءٍ إِلَّا إِذَا عُلِمَ بِوَجْهِهِ مِنَ الْوُجُوهِ الْمَوْجِبَةِ لِلْعِلْمِ۔ یعنی بنیادی طور پر کسی شئی کے بارے میں شہادت جائز نہیں ہوتی مگر جبکہ اسے موجب علم اسباب میں سے کسی کے ذریعے جانا جائے اور اسباب علم چار ہیں حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوت) نقل متواتر (اتنے لوگوں کا کسی واقعہ کی شہادت دینا کہ جن کا جھوٹ پہ اتفاق عقلاً محال ہو۔) عقل صحیح اور استدلال۔ قاعدہ مذکور کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ کسی کیلئے بھی بلا تحقیق و ثبوت شہادت دینا ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ شہادت کے سچ ہونے کے لئے گواہ کسی شک و شبہ میں بھی مبتلا نہ ہو اور جو گواہی محض حسد، کینہ اور بغض و عداوت کی بنا پر دی جائے اسے حدیث میں گناہ کبیرہ بلکہ شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ الْإِنْتِقَالُ مِنَ الْحُرْمَةِ إِلَى الْإِبَاحَةِ يُشْتَرَطُ فِيهِ أَعْلَى الرُّتَبِ وَالْإِنْتِقَالُ مِنَ الْإِبَاحَةِ إِلَى الْحُرْمَةِ يَكْفِي فِيهِ أَيْسَرُ الْأَسْبَابِ۔ یعنی حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کیلئے اعلیٰ اور قوی اسباب کا موجود ہونا شرط ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کیلئے آسان اور حقیف اسباب بھی کافی ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی حرام شئی تب تک مباح نہیں ہو سکتی جب تک کہ انتہائی اور قوی اسباب و علل موجود نہ ہوں مگر اس کے برعکس مباح چیز کو حرام قرار دینے کیلئے اتنے قوی اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً

ایک مسلمان (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے اور ارتداد اباحتہ کیلئے بہت قوی دلیل ہے مگر اس کے برعکس اباحت کے حرمت میں تبدیل ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تائب ہو کر از سر نو دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے اور یہ سب پہلے کے مقابلہ میں خفیف ہے۔

### حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام و دلائل سے ثابت کرنا ہوگا

اور وہ توقیفی احکام و دلائل قرآن و حدیث اور اجماع ہیں۔ (نور الانوار ص ۱۵۳) مثلاً زنا کے ثبوت کیلئے ایسے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مرد و عورت کو اس حالت میں دیکھا ہو کہ جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں۔ اگر تین گواہ تو ایسی گواہی دیں اور چوتھا کہے کہ میں نے ایسے تو نہیں دیکھا بلکہ یوں دیکھا ہے کہ دونوں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے تو چاروں کو حد قذف لگے گی (فتاویٰ رضویہ) پھر ان گواہوں کی عدالت کردار اور خصائل وغیرہ کے بارے میں سراً اور جہراً تحقیق کرنا قاضی کے ذمہ لازم ہے۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا ”لَا يَجُوزُ اثْبَاتُ الْحُدُودِ مِنْ طَرِيقِ الْقِيَاسِ وَ إِنَّمَا طَرِيقُ اثْبَاتِهَا التَّوْقِيفُ“۔

### حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

حد اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو اور اس پہ تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شبہ کی بنا پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔ لقوله عليه السلام ادروا الحدود بالشبهات (مندام اعظم) اور شبہ سے مراد وہ شئی ہے جو ثابت ہونے والی شئی کے مشابہہ ہو اور درحقیقت ثابت نہ ہو (شرح وقایہ ج ۲ ص ۳۸۳ کنز الدقائق ص ۱۸۲) پھر شبہ کی تین اقسام ہیں۔ شبہ فی الفعل، فی المحل، فی العقد، پہلی دو متفق علیہ ہیں اور تیسری میں اختلاف ہے۔ بہر حال تینوں قسمیں حد زنا سے متعلق ہیں۔ ہر ایک کی تعریف اور مثالیں کتب فقہ سے معلوم کریں تاہم اس میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ الْحُدُودُ تُدْرَوُ بِالشُّبُهَاتِ۔ یا بالفاظ دیگر الْحُدُودُ تَنْدَرِي بِالشُّبُهَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اذفوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم له مدفعا (ابن ماجہ) اللہ کے بندوں سے حدود کو دور کرو جب تک تم دور کرنے کا راستہ پاؤ۔

وجو میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے

یعنی جو حکم متبوع کا ہوگا وہی تابع کا ہوگا۔ مثلاً باجماعت نماز میں امام اصل اور متبوع ہوتا ہے اور مقتدی اس کے تابع ہوتا ہے تو اگر امام پہ دوران نماز سجدہ سہو لازم ہو گیا تو مقتدی پہ خود بخود ہی ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس مقتدی سے بھولی ہو گئی تو اس کی وجہ سے امام پہ کچھ لازم نہیں اور نہ ہی مقتدی پہ کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔  
وَالتَّابِعُ تَابِعٌ۔ اسی طرح کسی نے جنین (پیٹ میں موجود بچے) کو قتل کر دیا جبکہ حاملہ عورت کی جان محفوظ رہی تو قاتل کے ذمہ کفارہ قتل لازم نہ ہوگا کیونکہ اس مسئلہ میں حاملہ عورت اصل ہے اور حمل اس کی فرع اور تابع ہے تو جب اصل محفوظ ہے تو کفارہ لازم نہ ہوا۔

متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے

مطلب یہ کہ متبوع اور اصل سے کوئی حکم ساقط ہوگا تو تابع و فرع سے بھی وہ حکم ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً گونگے کیلئے تکبیر تحریمہ اور تلبیہ کہتے وقت اپنی زبان کو حرکت دینا لازم ہے مگر قرأت کے وقت زبان کو حرکت دینا لازم نہیں کیونکہ قرأت میں تلفظ متبوع ہے اور زبان کی حرکت تابع اور چونکہ متبوع ساقط ہو چکا ہے۔ لہذا تابع بھی ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح مناسک حج میں سے وقوف عرفہ کسی حاجی سے رہ گیا تو اس کیلئے رمی جمار کرنا اور منیٰ میں رات گزارنا وغیرہ بھی لازم نہیں بلکہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے کیونکہ یہ احکام وقوف عرفہ کے تابع ہیں تو جب متبوع ساقط ہو گیا تو تابع بھی ساقط ہو گیا۔ (التَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمَتَّبُوعِ وَيَسْقُطُ الْفَرَعُ إِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ)

## تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا

نماز میں مقتدی امام کے تابع ہے لہذا امام سے پہلے نہ کرے بلکہ اگر نماز کا رکوع یا سجدہ امام سے پہلے کر لیا اور امام کے ساتھ بالکل شامل نہ ہو تو نماز کو دہرائے گا۔ (نور الايضاح، ض ۸۳، مرقی الفلاح، ص ۶۹) اذان وقت کے تابع ہے اگر وقت سے پہلے دے دی تو اعادہ واجب ہوگا (کنز، ص ۱۹) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا واجب ہے گویا ایام نحر، متبوع اور طواف زیارت تابع ہے تو اگر کسی نے ایام نحر سے پہلے ہی طواف زیارت کر لیا تو ایام نحر میں دوبارہ کریگا اور ان ایام سے موخر کریگا تو بکری کی قربانی دے گا (نور الايضاح، ص ۱۷۶) **التَّابِعُ لَا يَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتَّبُوعِ**۔

جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے

اس قاعدے سے معلوم ہوگا کہ کن چیزوں میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور کن میں ناجائز۔ نماز روزے میں وکیل بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ موکل پہ خود یہ چیزیں لازم ہیں۔ اسی طرح شہادت میں تو کیل درست نہیں کیونکہ اس میں مقصود اصل شاہد کی عدالت و صدقت کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ وکیل کے پیش ہونے سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس میں شاہد کا عدالت میں پیش ہونا ممکن ہی نہ ہو تو پھر ایسا آدمی اس کی طرف سے بطور گواہ پیش ہو سکتا ہے جسے شاہد اصل کی شہادت و عدلت پہ پختہ یقین ہو۔ اسی طرح ارتکاب معاصی پہ سزا کیلئے تو کیل جائز نہیں ہے۔ اس قانون کو فقہاء نے **”صَحَّ التَّوَكُّلُ لِكُلِّ شَيْءٍ جَازًا أَنْ يَعْقِدَهُ“** کا نام دیا ہے۔

کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی

تعلیق بالشرط کا مطلب یہ ہے کہ ایک جملہ کے مضمون کے حصول کو دوسرے جملے کے حصول پر منحصر کرنا یعنی ایک کے پائے جانے کا حصول دوسرے پہ ہو جس کو معلق کیا گیا اسے معلق بالشرط اور جزاء کہتے ہیں اور جس کے ساتھ معلق کیا جائے اسے معلق علیہ اور شرط کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق اذا دخلت

دارفلان۔ تجھے طلاق اگر تو فلاں کے گھر میں داخل ہو تو جو نہی دخول دار کی شرط پائی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شرط کے ثبوت کیلئے ضروری ہے کہ شرط مناسب ہو عقد کے وقت موجود نہ ہو اور اس کا پایا جانا ممکن ہو ورنہ وہ شرط باطل ہوگی۔ اگر موجود شرط پہ کسی فعل کو معلق کیا گیا تو جزاء فوراً پائی جائے گی اور نافذ العمل ہوگی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا: میں تمہیں یہ گھرا جرت پہ دوں گا اگر تو نے پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیا تو اس مثال میں چونکہ عقد اجارہ کو محال شرط پہ معلق کہا گیا ہے لہذا یہ شرط باطل ہوگی جس کی وجہ سے اجارہ بھی باطل ہو جائے گا۔ (باقی مثال کتب فقہ سے دیکھ لیں) بہر حال اس قاعدے کا نام ہے (الْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ يَجِبُ ثُبُوتُهُ عِنْدَ ثُبُوتِ الشَّرْطِ)

ہر نص پہ اس کے مطلق و مقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا

مطلق کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں **وَارْكَعُوا مَعَ الرَّائِعِينَ** ہے کہ رکوع کرو رکوع کر نیوالوں کے ساتھ۔ اس میں مطلقاً رکوع کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اس لیے مطلقاً رکوع کو فرض کہا جائے گا اور مقید کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کیلئے طہارت (باوضو ہونے) کی قید لگائی گئی ہے۔ لہذا بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے کی اجازت نہ ہوگی یا تیمم کیلئے صعیدا کے ساتھ طیباً۔ یعنی پاک مٹی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ لہذا اگر کسی نے اس شرط کا لحاظ نہ کیا تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ قتل خطا میں رقبہ مومنہ کی قید ہے۔ لہذا کفارہ میں غیر مومن آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ **الْأَصْلُ أَنْ يُعْمَلَ بِمُقْتَضَى كُلِّ نَصٍّ إِطْلَاقًا وَتَقْيِيدًا۔**

غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا، مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے

مثلاً کسی نے اپنی زمین فروخت کی اور اس کے شریک نے اس پہ شفعہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا لیکن جب مشتری سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ تو نے یہ زمین کتنے کی خریدی ہے یا کہا کیا تو نے سستی خریدی ہے تو اتنا کہنے سے شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ ایسے سوالات غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا ہے جس کے

سبب مقصود سے اعراض ثابت ہوتا ہے۔ مرد نے عورت کو کہا تو اپنے آپ کو طلاق دے لے لیکن اس کے ساتھ ساتھ طلاق کے اختیار کو مجلس کے ساتھ مقید کر دیا تو اگر اس عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دے لی تو واقع ہوگئی کیونکہ یہی مقصود عمل ہے اور اگر اس مجلس سے اٹھ کھڑی ہو یا دوسرے کام میں مصروف ہوگئی تو اب اگر اپنے آپ کو طلاق دے گی بھی تو واقع نہ ہوگی کیونکہ **الِإِشْتِغَالُ بِغَيْرِ الْمَقْصُودِ إِعْرَاضٌ عَنِ الْمَقْصُودِ**۔ غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا مقصود عمل سے اعراض سمجھا جائے گا۔

ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا

مثلاً کسی کی زمین میں پرندے نے بچے یا انڈے دیئے یا ہرن وغیرہ نے اپنی رہائش بنالی تو جس نے ان پہ قبضہ کر لیا یہ اسی کی ملکیت ہو جائیں گے۔ زمین کا مالک ان پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ اس نے یہ زمین اس مقصد کیلئے مخصوص نہ کر رکھی ہو کیونکہ بظاہر اٹھانے والے کا قبضہ اس کے استحقاق کے مانع ہے لیکن جب مالک زمین نے اپنی زمین اسی مقصد کیلئے مخصوص کر رکھی ہے تو پھر ان پہ اسی کا استحقاق ثابت ہو جائے گا جیسا کہ حاشیہ کنز الدقائق ص ۲۵۹ پہ ہے۔ اسی سے فقہ کا یہ قاعدہ وجود میں آیا: **الْأَصْلُ أَنَّ الظَّاهِرَ يَدْفَعُ الْإِسْتِحْقَاقَ وَلَا يُوجِبُ الْإِسْتِحْقَاقَ**۔

گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا

مثلاً کسی نے دوسرے کے دین موجل (جس کی مدت مقرر ہو) کا اقرار کیا اور مقررہ نے دین کے بارے میں اس کی تصدیق کر دی مگر معینہ مدت کا انکار کر دیا اور کہا کہ تیرے ذمے یہ قرض بالفور واجب الادا ہے تو اس مسئلہ میں مقررہ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر حالت اسی کی تائید کر رہی ہے کیونکہ اس میں مقرر نے مقررہ کیلئے قرض کا اقرار کیا ہے جو اس کا حق ہے جس کا تقاضا ہے کہ فوراً ادا کیا جائے اور دوسرا مدت معینہ کا دعویٰ کیا ہے جو کہ مقرر کا اپنا حق ہے اور یہ ظاہر کیخلاف ہے اس لیے اس پر اپنے دعوے کے گواہ لانا لازم ہوں گے ورنہ اس کا دعویٰ تا جیل قبول نہ ہوگا۔ (حاشیہ کنز)

ص ۲۷۲) قاعدہ فقہیہ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: الْأَصْلُ أَنَّ مَنْ سَاعَدَهُ الظَّاهِرُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ وَالبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ يَدْعِي خِلَافَ الظَّاهِرِ کہ بنیادی طور پر (متخامین میں سے) جس کی مدد ظاہر حال کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا اور بینہ لانا اس کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کیخلاف ہوگا۔

### مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے

یعنی امت مسلمہ کے ہر فرد کے عمل کو نیکی، حسن ظن اور درست سمت پہ محمول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی برائی یا غلط پہلو بالکل واضح نہ ہو جائے اور اگر جانب فساد ظاہر ہو جائے تو پھر اسی پہ محمول کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بدگمانی سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو گناہ قرار دیا گیا ہے: ان بعض الظن اثم۔ ہاں اگر کسی کی ظاہری صورت مشکوک ہو تو اس کے بارے میں سوء ظن رکھنا تو مباح ہے مگر یقینی دلائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: إِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تَحْقُقُوا۔ اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جایا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں تک کسی معاملہ کا احسن پہلو نکلتا ہو اس کے مطابق ہی حکم لگانا چاہئے جب تک کہ اس کے برعکس صورت واضح نہ ہو جائے۔ الْأَصْلُ أَنَّ أُمُورَ الْمُسْلِمِينَ مَحْمُولَةٌ عَلَى السَّادِدِ وَالصَّلَاحِ حَتَّى يَظْهَرَ غَيْرُهُ۔

امین کا قول ہی بیتہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے

مثلاً مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہوں اور اس نے رب المال سے کہا کہ تم نے ایک ہزار روپے بطور مضاربت مجھے دیئے تھے اور میں نے ان پہ ایک ہزار کا نفع حاصل کیا ہے لیکن رب المال نے کہا نہیں بلکہ میں نے دو ہزار روپے بطور مضاربت تمہیں دیئے تھے تو اس اختلاف کی صورت میں مضارب کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مضارب اور رب المال کے درمیان اختلاف مقدار مقبوض میں ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ مقدار مقبوض میں اختلاف کی صورت میں قابل کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ وہ امین



ہو یا ضمین اور مذکورہ صورت میں مضارب مال مضاربت کا امین ہے: وَالْأَصْلُ أَنَّ الْقَوْلَ قَوْلُ الْأَمِينِ مَعَ الْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ۔

عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے

مثلاً کسی درزی کو کپڑا سینے کیلئے دیا تو دھاگہ بٹن اور سوئی وغیرہ کے اخراجات درزی کے ذمے ہی ہوں گے جبکہ اس کی مقررہ اجرت کپڑے کے مالک کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ اس پہ عوام الناس کا عام عمل ہے۔ لہذا یہ عادت (شرعاً بھی) معتبر ہے۔ اشتہار اور کتابوں کی کتابت کیلئے سیاہی اور قلم وغیرہ کے اخراجات کاتب کے ذمہ ہوں گے اور اس کی معینہ اجرت مستاجر کے ذمہ یہی عادت ہے جو کہ معتبر ہے۔ الغرض معاشرہ میں جاری ایسے تمام احوال عرفاً درست ہیں اور انہیں اپنانا جائز ہے جبکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو کیونکہ انما تُعْتَبَرُ الْعَادَةُ إِذَا اطَّرَدَتْ أَوْ غَلَبَتْ۔

واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے

حدیث میں ہے: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جبکہ وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے“۔ (سنن ابی داؤد عن ابی ہریرہ) تو چونکہ نماز وضو کے بغیر مکمل نہیں۔ لہذا وضو نماز کیلئے واجب ٹھہرا۔ اسی طرح نماز کے صحیح ہونے کیلئے بدن و جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ تعدیل ارکان بھی نماز میں واجب ہیں کیونکہ ان کے بغیر نماز پڑھنے والے کو حضور علیہ السلام نے بار بار نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد مترجم ج ۱، ص ۳۳۳ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) اس سے ہمیں یہ قاعدہ ملا کہ مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ۔ یاد رہے کہ تعدیل ارکان کے ترک پہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں سجدہ سہولاً لازم ہے۔ (ہدایہ ج ۱، ص ۷۴)

شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے

جبکہ وہ شرط شرعاً اور عرفاً ممنوع نہ ہو کیونکہ شرط کی تین اقسام ہیں۔ جائز فاسد اور لغو۔ شرط جائز اور لغو کے ساتھ عقد صحیح ہو جاتا ہے جبکہ شرط فاسد کے ساتھ عقد بھی

فاسد ہو جاتا ہے لیکن بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں جو شرط فاسد کے ساتھ فاسد نہیں ہوتے اس صورت میں وہ شرط لغو بن جاتی ہے جیسے قرض، ہبہ، صدقہ، رہن، وصیت، شرکت، مضاربت اور قضا وغیرہ۔ مثلاً اگر کسی نے گھریا کوئی شئی کسی کو ہبہ کی اس شرط پہ کہ وہ اس کے عوض اس کو کوئی چیز دے گا تو اس کا ہبہ تو صحیح ہوگا مگر شرط باطل ہوگی کیونکہ ہبہ فاسد شرط کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کنز، ص ۳۵۶ پہ ہے۔ من وھب دار اعلیٰ..... اسی طرح دیگر امور مذکورہ کا بھی حال ہے۔ شرط جائز وہ ہے کہ عقد اس کا تقاضا کرے اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو یا وہ شرط عرف میں جاری ہو یا پھر اس کے جواز میں شرعی حکم موجود ہو۔ اس تعریف میں جائز شرط کی تین علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ (۱) عقد اس کا تقاضا کرتا ہو اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو (۲) عرف عام میں وہ شرط جاری ہو (۳) شرعاً وہ شرط جائز ہو۔ شرط فاسد وہ ہے جس کا تقاضا نہ عقد کرے اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں متعاقدین میں سے ایک کا نفع ہو۔ مثلاً کپڑا فروخت کرتے وقت بایع یہ شرط لگا دے کہ وہ بذات خود اس کی سلوائی کریگا اور شرط لغوان دونوں کے علاوہ ہے جیسے بیع کے نفع اور فائدہ کی شرط عائد کر دینا مثلاً حیوان بیچتے وقت یہ شرط لگا دی کہ مشتری اسے آگے فروخت نہیں کر سکتا یا دودھ دینے والی گائے بھینس فروخت کی اور شرط لگا دی کہ مشتری اس کا دودھ نہ نکالے گا بلکہ سارا دودھ اس کے بچے کو پلائے گا۔ یہ سب کچھ اس قاعدہ کے تحت ہے: **يَلْزَمُ مُرَاعَاةُ الشَّرْطِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ۔**

شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو

اسی قاعدہ کے تحت ان چیزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں جو بندے کے ذمے شرعاً واجب ہوتی ہیں۔ اسی لیے فرض حج نہ کرنے والا نفلی یا نذر کے حج کا احرام باندھ لے تو اس کا حج فرضی ہی ادا ہوگا کیونکہ فرض حج بالشرع ثابت سے اور نذر والا بالشرط۔ یہی حال رمضان شریف کے مہینے میں نفلی یا نذری روزے کی نیت کا ہے۔ اسی طرح اگر کسی

نے اپنا مال زکوٰۃ فقیر کو نفلی صدقہ کی نیت سے دے دیا تو ان کی زکوٰۃ ہی ادا ہوگی نہ کہ نفلی صدقہ۔ بیوی کو کہا تجھے ہزار کے عوض اس شرط پہ طلاق دی کہ میرے لیے رجوع کا حق باقی ہے تو طلاق رجعی ہو جائے گی مگر ہزار کا لفظ ساقط ہو جائے گا کیونکہ ہزار شرط سے ثابت ہے اور رجعت شرع سے اور شرع شرط کے مقابلہ میں اقویٰ ہے لہذا اسی کے مطابق حکم ہوگا۔ مَآثَبَتٌ بِالشَّرْعِ مُقَدَّمٌ عَلَى مَآثَبَتِ الشَّرْطِ ۔

حکم ثابت کر نیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے

لِقَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ان كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور یہ قاعدہ (الْمُثَبِّتُ لِحُكْمِكُمْ يَحْتَاجُ إِلَى أَقَامَةِ الدَّلِيلِ) تمام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ مثلاً زید نے بکر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس کے ذمے ہزار روپے قرض واجب الادا ہیں لیکن بکر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا تو اب دعویٰ کے اثبات کیلئے دلائل اور گواہ لانا زید کی ذمہ داری ہے۔ اگر زید نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا تو بکر ہزار روپیہ دینے کا پابند ہوگا۔

گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے

مطلب یہ کہ گواہی سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثاء کیلئے بھی حجت ہوگا کیونکہ بینہ کے حجت ہونے کیلئے قضا و قاضی کا ہونا ضروری ہے جس کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہ ہوگا بخلاف اقرار کے کیونکہ وہ بذات خود حجت ہے اس کیلئے قضا و قاضی کا ہونا ضروری نہیں۔ لہذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مقرر کی ذات تک محدود ہوگا کیونکہ مقرر کو صرف اپنے نفس پہ ولایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ زید نے عمرو سے ایک پلاٹ خریدا۔ پھر بکر نے اس میں سے بعض پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ کر دیا تو اگر اس نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا اور قاضی نے اس کے مطابق فیصلہ دے دیا تو زید اپنے حصے کی قیمت لوٹانے کیلئے عمرو سے رجوع کر

سکتا ہے کیونکہ بینہ حجت متعدیہ ہے۔ لہذا صرف مشتری تک محدود نہیں رہے گی بلکہ مشتری سے بائع کی جانب بھی منتقل ہوگی اور اگر مشتری (زید) نے بکر کیلئے اس پلاٹ میں سے بعض کا اقرار کیا کہ وہ بکر کی ملکیت ہے تو اس صورت میں وہ بائع کی طرف اس حصے کی قیمت کیلئے رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے جو مشتری سے بائع کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔ (الْبَيْئَةُ حُجَّةٌ مُتَعَدِيَةٌ وَالْإِقْرَارُ حُجَّةٌ قَاصِرَةٌ)

آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس میں سے اتنا بجالاؤ جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بعض اعضاء وضو کئے ہوئے ہوں تو وضو یا غسل کرنے ہوئے باقی اعضاء کا دھونا واجب ہوگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ کئے ہوئے اعضاء کی وجہ سے صحیح اعضاء کا دھونا بھی ساقط ہو جائے کیونکہ درست اعضاء کا دھونا آسان ہے اور مقطوع اعضاء کا دھونا محال اور محال کے سبب ممکن عمل ساقط نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی عضو اگر زخمی ہے جس کا دھونا نقصان دہ ہے تو صحیح عضو کو دھولیا جائے تو زخمی کا مسح کر لیا جائے۔ کسی کے پاس پوری شرمگاہ ڈھانپنے کیلئے بھی کپڑا نہیں ہے تو جتنا ہے اس کو استعمال کر لیا جائے۔ ایسا نہیں ہے کہ مکمل ستر عورت کیلئے کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے جتنا ہے اسے بھی استعمال نہ کریں کیونکہ الْمَيْسُورُ لَا يَسْقُطُ بِالْمَعْسُورِ۔ آسان عمل تنگ حالی کے سبب سے ساقط نہیں ہوتا۔

فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے

یعنی جتنا انعام اعلیٰ ہوتا ہے اتنی ہی محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کو لے لیجئے گھر کی نماز کا وہ ثواب نہیں جو مسجد کی نماز کا ہے بے جماعت نماز کا وہ ثواب نہیں جو باجماعت کا ہے، نوافل بیٹھ کر پڑھو تو آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھو تو پورا۔ حج میں زیادہ مشقت ہوتی ہے اس لیے اس کی فضیلت بھی زیادہ ہے کہ تمام گناہ ختم کر دیتا

ہے۔ رجوع کیوں ولدتہ امہ۔ عبادات کی طرح معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ ایک عمارت چند اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہے اور اس کے بوسیدہ ہو جانے سے اس کی مرمت ضروری ہے ورنہ سب کا نقصان ہوگا لہذا ہر شریک اپنے حصے کی مقدار خرچہ برداشت کرے کیونکہ اس کے منافع میں تمام شریک ہیں۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا **النِّعْمَةُ بِقَدْرِ النِّعْمَةِ وَالنِّقْمَةُ بِقَدْرِ النِّعْمَةِ**۔

### مشقت آسانی لاتی ہے

لیکن ایسی مشقت جو انسان کے لئے ضرر رساں ہو ورنہ تو سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا اور گرمیوں میں رمضان کے روزے رکھنا بھی مشقت سے خالی نہیں مگر یہ مشقت قابل برداشت ہے ہاں بندہ پانی کے استعمال پہ قادر نہ ہو جان ضائع ہونے کا خطرہ ہو یا بیماری بڑھنے کا گمان غالب ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اسی طرح بیماری کے سبب کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا رکوع سجدہ نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے۔ سفر کی وجہ سے موزوں پہ مسح کی مدت بڑھا دی جاتی ہے۔ مکرہ کو کلمہ کفر زبان پہ لانے کی اجازت ہے جبکہ قلبہ مطمئن بالایمان۔ اس قاعدہ (**الْمُشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ**) کا ماخذ قرآنی آیات قرآنی آیات **يُرِيدُ اللَّهُ بَكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بَكُمُ الْعُسْرَ . وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ .** اور کئی احادیث **الدِّينُ يَسْرٌ . يَسْرُ وَوَالَا تَعْسُرُوا وَغَيْرُهُ** ہیں۔

### ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے

مطلب یہ کہ جو افعال خود تو مباح ہوں مگر کسی ممنوع فعل تک پہنچانے کا سبب بنیں وہ بھی ممنوع قرار پائیں گے۔ اسی لیے بدکاری کے قریب جانے سے بھی روک دیا گیا یعنی یہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا: **وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَةَ** کے قریب بھی نہ جاؤ۔ لہذا وہ تمام راستے جو جنسی خواہش کو ابھارتے ہیں۔ فلمیں، ڈرامے، فحش لٹریچر، مردوزن کا اختلاط بے پردگی، نظر بازی، چست و تنگ اور بھڑکیلے لباس ان تمام سے بچا جائے۔

ارتکاز دولت سے بھی اسی لیے منع فرمایا گیا کہ اس سے معاشرے میں معاشی بد حالی اور مالی ناہمواری پیدا ہوگی۔ پھر بعض ذرائع سے اجتناب واجب ہے جیسا کہ مذکورہ مثالیں، بعض ذرائع سے بچنا مستحب ہے جیسے اس آدمی سے معاملہ کرنا جس کا اکثر مال حرام ہو۔ بعض سے بچنا مکروہ بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول نہ کرنا (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۶۶) اس قاعدہ (سَبَدُّ الذَّرَائِعِ أَوْ حَسْمُ مَادَّةٍ وَسَائِلِ الْفَسَادِ) کی اصل کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: دَعِ مَا يَرْبِيكَ الٰی مَا لَا يَرْبِيكَ - مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اپناؤ۔ (رواہ الترمذی عن حسن بن علی رضی اللہ عنہ) کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا

مطلب یہ کہ کبھی ایک حکم قولاً ثابت نہیں ہوتا مگر فعلاً ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر وکیل کی عدم موجودگی میں اس کو (زبان سے) معزول کر دیا تو جب تک وکیل کو اپنے معزول ہونے کا علم نہ ہوگا تب تک وہ وکالت سے معزول نہیں ہوگا اور معزول ہونے کے علم سے پہلے وہ جتنا بھی تصرف مامور پہ میں کریگا وہ صحیح ہوگا اور اگر موکل نے بذات خود اس مجلس میں مامور پہ میں تصرف کر دیا تو موکل کے اس فعل سے وکیل معزول ہو جائے گا چاہے اسے معزول ہونے کا علم ہو یا نہ ہو کیونکہ موکل کے بنفسہ تصرف کرنے سے وکیل کیلئے منوکل فیہ باقی ہی نہیں رہا جس کے سبب وہ تصرف کرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کی معزولی کا حکم قول سے نہیں بلکہ فعل سے ثابت ہوا ہے۔ اس قاعدے کا نام ہے الْأَصْلُ أَنَّهٗ قَدْ يَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْفِعْلِ مَا لَا يَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْقَوْلِ۔

وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے

مثلاً خیار شرط کا حق ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کسی نے قاضی کی عدالت میں شفعہ کا دعویٰ دائر کر دیا اور فیصلہ سے قبل فوت ہو گیا تو اس کا یہ حق ورثاء کی طرف منتقل نہ

ہوگا کیونکہ شفعہ کیلئے شرط ہے کہ سبب شفعہ پر شفیع کی ملکیت بیع کے وقت سے لے کر شفعہ کے ساتھ لینے تک باقی رہے مگر شفیع کی موت کے سبب یہ شرط معدوم ہو جاتی ہے۔ کنز الدقائق میں ہے تبطل الشفعة لموت الشفیع (ص ۴۰۵) علاوہ ازیں وراثت کے حقوق دوسروں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھ لیں کہ وراثت کے تین اسباب ہیں زوجیت قرابت اور ولاء کیونکہ بنیادی طور پر اسباب ارث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنہیں زائل کرنا ممکن ہے (۲) جنہیں زائل کرنا ممکن نہ ہو۔ نمبر ۱ کی مثال زوجیت ہے کہ خاوند مرض الموت سے قبل ہی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ سبب ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے سابق شوہر کی میراث میں حصہ دار نہیں ہو سکتی۔ نمبر ۲ کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) جانبین کے لئے وراثت کا استحقاق ثابت ہوگا جیسے خاوند بیوی باپ بیٹا ماں اور اس کی اولاد۔ یہ تمام تعلقات ایسے ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور طرفین میں سے کسی کی موت سے دوسرے کیلئے وراثت کا حق ثابت ہوتا ہے یہ سبب قرابت کہلاتا ہے۔ (۲) وراثت کا حق جانب واحد سے تو ثابت ہے جبکہ دوسری جانب سے یہ حق ثابت نہیں اس کا نام ولا ہے مثلاً کسی آقا نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر وہ کاروبار کرتا رہا حتیٰ کہ کافی جائیداد کا مالک بن گیا اور مرتے وقت اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی قریبی یا بعیدی رشتہ دار موجود نہ ہو تو وہ آقا اس کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے لیکن اگر آقا فوت ہو جائے تو وہ آزاد ہونے والا اس کا وارث نہیں بن سکتا یعنی یہاں وراثت کا حق ایک جانب سے ہوگا بس یہی صورتیں سبب ارث ہیں اور اس قاعدہ کا نام ہے: **مِنَ الْحُقُوقِ مَا يَنْتَقِلُ إِلَى الْوَارِثِ وَمِنْهَا مَا لَا يَنْتَقِلُ۔**

اب آخر میں پچیس قواعد فقہیہ کو صرف ترجمے کے ساتھ لکھ کر اس موضوع کو مکمل

کیا جا رہا ہے۔

۱۰۱- مَا ثَبَتَ بِيَقِينٍ لَا يَرْتَفِعُ إِلَّا بِالْيَقِينِ - جو بات یقین سے ثابت ہو وہ

یقین ہی کے ذریعے مرتفع ہوتی ہے یعنی یقینی دلیل سے ثابت ہونے والی چیز کا ارتقاع بھی یقینی دلیل سے ہی ہوتا ہے۔

۱۰۲- الْأَصْلُ الْعَدَمُ - نہ ہونا اصل ہے (اس قاعدے کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں)۔

۱۰۳- الْأَصْلُ الْوُجُودُ - وجود ہی اصل ہے اس ضابطے کا تعلق کسی چیز کی صفات اصلیہ کے ساتھ ہے۔

۱۰۴- التَّعْزِيرُ يَثْبُتُ بِالشُّبْهَةِ - شبہ بھی تعزیر کیلئے کافی ہے۔ والشُّبْهَةُ مَائِشِبْهَةٌ بِالثَّابِتِ وَ لَيْسَ بِثَابِتٍ - شبہ وہ ہوتا ہے جو ثابت نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو۔

۱۰۵- مَا حَرَّمَ فِعْلُهُ حَرَّمَ طَلْبَهُ - جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔

۱۰۶- لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيْنِ خَطَاؤُهُ - اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو۔

۱۰۷- الْحَرْبُ خُدْعَةٌ - جنگ (میں دشمن کو) دھوکہ (دیا جاسکتا) ہے۔

۱۰۸- الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ - جو چیز عرف کے ذریعے ثابت ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز نص کے ذریعے ثابت ہو۔

۱۰۹- الْعَادَةُ تُجْعَلُ حُكْمًا إِذَا لَمْ يَوْجِدِ التَّصْرِيحُ بِخِلَافِهِ - عادت و عرف پہ وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

۱۱۰- الْبِنَاءُ عَلَى الظَّاهِرِ وَاجِبٌ مَا لَمْ يَتَبَيَّنْ خِلَافُهُ - ظاہر پر بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک کہ اس کی خلاف ثبوت نہ ہو۔

۱۱۱- مُجَرَّدُ الْخَبَرِ لَا يُصْلِحُ حُجَّةً - محض خبر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں

رکھتی۔



۱۱۲- الثَّابِتُ بِالْبَيِّنَةِ كَالثَّابِتِ بِالْمُعَايَنَةِ - گواہی سے ثابت شدہ امر مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے۔

۱۱۳- الْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ مَعْدُومٌ قَبْلَ الشَّرْطِ - جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے وجود سے پہلے معدوم سمجھی جائے گی۔

۱۱۴- يَسْقُطُ اِعْتِبَارُ دَلَالَةِ الْحَالِ اِذَا جَاءَ التَّصْرِيحُ بِخِلَافِهَا - دلالت حال کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

۱۱۵- يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْمَجَازِ اِذَا تَعَدَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِيقَةِ - مجاز پہ عمل واجب ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت پہ عمل متعذر ہو جائے۔

۱۱۶- الْكِتَابُ اِلَى مَنْ نَأَى كَالْخِطَابِ بِمَنْ دَنَى - دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے ایسے ہی ہے جیسے سامنے والے سے خطاب

۱۱۷- اَلْوَلَدُ يَتَّبِعُ خَيْرَ الْاَبْوَيْنِ دِينًا - بچہ اپنے والدین میں سے اس کے تابع سمجھا جائے گا جو دین کے اعتبار سے بہتر ہے۔

۱۱۸- مَنْ فِي دَارِ الْحَرْبِ فِي حَقِّ مَنْ فِي دَارِ الْاِسْلَامِ كَالْمَيْتِ - دار الحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دارالاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے۔

۱۱۹- مَالُ الْمُسْلِمِينَ لَا يَصِيرُ غَنِيمَةً لِلْمُسْلِمِينَ بِحَالٍ - مسلمانوں کا مال کسی حال میں بھی مسلمانوں کیلئے مال غنیمت نہیں ہو سکتا۔

۱۲۰- شَرْطُ صِحَّةِ الصَّدَقَةِ التَّمْلِيكُ - صدقہ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے۔

۱۲۱- التَّبَرُّعُ فِي الْمَرَضِ وَصِيَّةٌ - مرض الموت میں احسان و حسن سلوک

میں ہے۔

۱۲۲- خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا۔ ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔

۱۲۳- السُّكْرَانُ فِي الْحُكْمِ كَالصَّاحِي۔

نشے میں مدہوش حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے۔

۱۲۴- عِنْدَ اجْتِمَاعِ الْجُفُوقِ يُبْدَأُ بِالْأَهَمِّ۔

مختلف حقوق جمع ہو جائیں تو جو سب سے اہم ہے اس کو اولیت دی جائے گی۔

۱۲۵- لَا يَجُوزُ تَرْكُ الْوَاجِبِ لِلِاسْتِحْبَابِ۔ کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا

ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

سنن ابی داؤد شریف

کی منتخب احادیث



## ترتیب

- ۲۷۵ \_\_\_\_\_ امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ ☆
- ۲۸۳ \_\_\_\_\_ سنن ابی داؤد ☆
- سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات
- ۳۰۰ \_\_\_\_\_ کِتَابُ الطَّهَارَةِ
- ۳۰۰ \_\_\_\_\_ پیکر شرم و حیا امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء ☆
- ۳۰۲ \_\_\_\_\_ مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے ☆
- ۳۰۳ \_\_\_\_\_ رب کی رحمت سے دوری کے تین کام ☆
- ۳۰۴ \_\_\_\_\_ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازی عمر کی خبر دی ☆
- ۳۰۵ \_\_\_\_\_ مسواک کے آداب ☆
- ۳۰۷ \_\_\_\_\_ تیرپہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی ☆
- ۳۰۸ \_\_\_\_\_ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں ☆
- ۳۰۹ \_\_\_\_\_ معراج کی رات کے تین تحائف ☆
- ۳۱۱ \_\_\_\_\_ اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کر دینی چاہئیں ☆
- ۳۱۱ \_\_\_\_\_ کِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان) ☆
- ۳۱۲ \_\_\_\_\_ حضور غوث اعظم کا فرمان ☆
- ۳۱۳ \_\_\_\_\_ احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات ☆

- ☆ ۳۱۶ کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کر دیا گیا
- ☆ ۳۱۷ بلایا لامکاں پہ جب خدا نے
- ☆ ۳۱۸ اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود
- ☆ ۳۱۹ نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت
- ☆ ۳۲۰ گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب
- ☆ ۳۲۱ کارپا کاں راقیاس از خود مکیر
- ☆ ۳۲۲ سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم
- ☆ ۳۲۳ نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا
- ☆ ۳۲۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت
- ☆ ۳۲۶ ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں
- ☆ ۳۲۷ اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے
- ☆ ۳۲۹ قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہو گئی
- ☆ ۳۳۰ کِتَابُ الزَّكْوَةِ (زکوٰۃ کا بیان)
- ☆ ۳۳۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے
- ☆ ۳۳۲ مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے
- ☆ ۳۳۳ کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)
- ☆ ۳۳۵ توکل کیا ہے؟
- ☆ ۳۳۵ اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ
- ☆ ۳۳۶ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل
- ☆ ۳۳۷ کِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ (نکاح اور طلاق کا بیان)
- ☆ ۳۳۸ حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا
- ☆ ۳۳۹ کِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)
- ☆ ۳۴۰ کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

- ۳۴۱ \_\_\_\_\_ ☆ میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری
- ۳۴۲ \_\_\_\_\_ ☆ قبر انور سے نور کے جلوے
- ۳۴۳ \_\_\_\_\_ ☆ نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے
- ۳۴۵ \_\_\_\_\_ ☆ عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند
- ۳۴۵ \_\_\_\_\_ ☆ جانوروں کی مشکل کشائی
- ۳۴۷ \_\_\_\_\_ ☆ کرنے کے اصل کام
- ۳۴۸ \_\_\_\_\_ ☆ الوداعی دعا
- ۳۴۹ \_\_\_\_\_ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں
- ۳۵۰ \_\_\_\_\_ ☆ اولاد کی محبت
- ۳۵۱ \_\_\_\_\_ ☆ نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
- ۳۵۲ \_\_\_\_\_ ☆ كِتَابُ الصَّحَايَا (قربانی کا بیان)
- ۳۵۲ \_\_\_\_\_ ☆ كِتَابُ الوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)
- ۳۵۵ \_\_\_\_\_ ☆ كِتَابُ الفَرَائِضِ (میراث کا بیان)
- ۳۵۶ \_\_\_\_\_ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں
- ۳۵۷ \_\_\_\_\_ ☆ خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان
- ۳۵۸ \_\_\_\_\_ ☆ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
- ۳۵۹ \_\_\_\_\_ ☆ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
- ۳۶۰ \_\_\_\_\_ ☆ صحابہ کرام کی توہین بدبختی کی انتہا ہے
- ۳۶۱ \_\_\_\_\_ ☆ كِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)
- ۳۶۲ \_\_\_\_\_ ☆ بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا.....
- ۳۶۳ \_\_\_\_\_ ☆ بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت و شان
- ۳۶۵ \_\_\_\_\_ ☆ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا
- ۳۶۵ \_\_\_\_\_ ☆ مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟

- ☆ ایک ذوق کی بات ۳۶۶
- ☆ چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا ۳۶۷
- ☆ كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالْبُنُودِ (قسم اور نذر کا بیان) ۳۶۸
- ☆ كِتَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان) ۳۶۹
- ☆ سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا ۳۷۱
- ☆ نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ ۳۷۲
- ☆ مزارعت کا مسئلہ ۳۷۳
- ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز ۳۷۴
- ☆ والدین اور اولاد کا رشتہ ۳۷۵
- ☆ كِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان) ۳۷۶
- ☆ مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ ۳۷۷
- ☆ امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو ۳۷۷
- ☆ غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال ۳۷۸
- ☆ حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ۳۷۸
- ☆ ”میرے لئے اللہ ہی کافی ہے“ کا نامناسب جگہ پہ استعمال ۳۷۹
- ☆ كِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان) ۳۸۰
- ☆ علماء حق کی عظمت و شان ۳۸۱
- ☆ عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے ۳۸۳
- ☆ عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے ۳۸۴
- ☆ جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے ۳۸۵
- ☆ كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان) ۳۸۶
- ☆ كِتَابُ الْأَطْبَعَةِ (کھانے کا بیان) ۳۸۷
- ☆ ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ ۳۸۸



- ۳۸۹ ☆ یہ بھی تو حدیث ہے \_\_\_\_\_
- ۳۹۰ ☆ کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟ \_\_\_\_\_
- ۳۹۰ ☆ سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم \_\_\_\_\_
- ۳۹۱ ☆ جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند \_\_\_\_\_
- ۳۹۲ ☆ خانہ کعبہ کی فضیلت \_\_\_\_\_
- ۳۹۳ ☆ علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان \_\_\_\_\_
- ۳۹۴ ☆ محمد کی غلامی ہے ”شرط“ آزاد ہونے کی \_\_\_\_\_
- ۳۹۵ ☆ قرأت کا بیان \_\_\_\_\_
- ۳۹۶ ☆ كِتَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۳۹۶ ☆ ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ \_\_\_\_\_
- ۳۹۷ ☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت \_\_\_\_\_
- ۳۹۸ ☆ کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان \_\_\_\_\_
- ۴۰۰ ☆ كِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۴۰۱ ☆ كِتَابُ الْبَلَاغِ (جنگوں کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۴۰۱ ☆ كِتَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۴۰۳ ☆ كِتَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۴۰۴ ☆ قتل کی تین اقسام ہیں \_\_\_\_\_
- ۴۰۵ ☆ كِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان) \_\_\_\_\_
- ۴۰۷ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا \_\_\_\_\_
- ۴۰۷ ☆ عورت کا ایک فتنہ عظیمہ \_\_\_\_\_
- ۴۰۸ ☆ وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے \_\_\_\_\_
- ۴۱۰ ☆ آسمانی ملائک اور خیر الخلاق صلی اللہ علیہ وسلم \_\_\_\_\_
- ۴۱۰ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام \_\_\_\_\_

- ☆ فریاد امتی جو کرے حال زار میں \_\_\_\_\_ ۴۱۱
- ☆ کِتَابُ الْأَدَبِ (ادب کا بیان) \_\_\_\_\_ ۴۱۲
- ☆ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں \_\_\_\_\_ ۴۱۳
- ☆ قیامِ تعظیمی اور اخلاق و سخاوت نبوی \_\_\_\_\_ ۴۱۴
- ☆ گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟ \_\_\_\_\_ ۴۱۶
- ☆ مالکِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم \_\_\_\_\_ ۴۱۷
- ☆ سیدِ الکونین صلی اللہ علیہ وسلم \_\_\_\_\_ ۴۱۹
- ☆ رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ \_\_\_\_\_ ۴۲۰
- ☆ تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے \_\_\_\_\_ ۴۲۲
- ☆ فقراء کی فضیلت \_\_\_\_\_ ۴۲۳
- ☆ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز \_\_\_\_\_ ۴۲۴
- ☆ مسلمان کی عزت و حرمت \_\_\_\_\_ ۴۲۵
- ☆ جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو \_\_\_\_\_ ۴۲۶
- ☆ کیا یہ شرک ہے؟ \_\_\_\_\_ ۴۲۷
- ☆ شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ \_\_\_\_\_ ۴۲۹
- ☆ بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ و فائی \_\_\_\_\_ ۴۲۹
- ☆ وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا \_\_\_\_\_ ۴۳۰
- ☆ جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہرنے \_\_\_\_\_ ۴۳۱
- ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ حق ہے میں ہی بھول گیا \_\_\_\_\_ ۴۳۲
- ☆ آندھی اور بادل دیکھ کر محبوبِ خدا کی کیفیات \_\_\_\_\_ ۴۳۳
- ☆ مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور..... \_\_\_\_\_ ۴۳۴
- ☆ صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہو گئی \_\_\_\_\_ ۴۳۵
- ☆ اولاد اور والدین \_\_\_\_\_ ۴۳۶

- ۲۳۸ \_\_\_\_\_ غلام کو دو گنا ثواب ☆
- ۲۳۸ \_\_\_\_\_ روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط ☆
- ۲۴۰ \_\_\_\_\_ اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی ☆
- ۲۴۲ \_\_\_\_\_ غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون ☆
- ۲۴۳ \_\_\_\_\_ قرآن پاک سے ☆
- ۲۴۵ \_\_\_\_\_ اہل علم سے گزارش ☆
- ۲۴۶ \_\_\_\_\_ جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ ☆
- ۲۴۶ \_\_\_\_\_ علماء نجد سے ایک سوال ☆
- ۲۴۷ \_\_\_\_\_ عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات و تصریحات ☆
- ۲۴۹ \_\_\_\_\_ عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت ☆
- ۲۵۱ \_\_\_\_\_ اس بارے میں چند مزید مسائل ☆
- ۲۵۲ \_\_\_\_\_ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ☆
- ۲۵۳ \_\_\_\_\_ ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا ☆
- ۲۵۴ \_\_\_\_\_ کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟ ☆
- ۲۵۴ \_\_\_\_\_ وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟ ☆
- ۲۵۵ \_\_\_\_\_ علماء غیر مقلدین کے القابات ☆
- ۲۵۸ \_\_\_\_\_ غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی ☆
- ۲۵۹ \_\_\_\_\_ پانی کو کوئی شے ناپاک نہیں کرتی ☆
- ۲۵۹ \_\_\_\_\_ آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا ☆
- ۲۶۱ \_\_\_\_\_ عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا ☆
- ۲۶۱ \_\_\_\_\_ موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ ☆
- ۲۶۲ \_\_\_\_\_ غسل کے بارے میں سوال ☆
- ۲۶۳ \_\_\_\_\_ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ ☆

- ☆ دین ملاں فی سبیل اللہ فساد ۴۶۳ \_\_\_\_\_
- ☆ نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ ۴۶۴ \_\_\_\_\_
- ☆ انسان کو اشارہ ہی کافی ہے ۴۶۵ \_\_\_\_\_
- ☆ اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات ۴۶۶ \_\_\_\_\_



## امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ

امام بخاری اور مسلم کے بعد جو امام حدیث سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک ہیں وہ امام ابوداؤد بجمستانی ہیں۔ جس زمانہ میں امام ابوداؤد نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اس وقت عام طور پر علم حدیث میں جوامع اور مسانید کی تالیف کی جاتی تھیں انہوں نے سب سے پہلے کتاب السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھلائی اور اس کے بعد متعدد آئمہ حدیث نے ان کے چراغ سے چراغ جلانے شروع کر دیئے اور فن حدیث میں کتب سنن کا ایک قابل قدر ذخیرہ جمع ہو گیا۔

امام ابوداؤد علم و حکمت میں جس طرح بے مثال تھے اسی طرح عبادت و ریاضت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علماء اور فضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اولیاء کرام ان کی زیارت کے لئے آتے اور حکام وقت ملاقات کے لئے پہروں ان کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی وہ جس قدر دین کی خدمت کی لگن رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اتنا ہی اونچا کر دیا۔

### ولادت و سلسلہ نسب

امام ابوداؤد کے نسب میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کا نسب ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عامر کی جگہ عمران بھی لکھا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمران جنگ صفین میں حضرت علی کی

رفاقت میں شہید ہو گئے تھے اور ابن واسطہ اور آجری نے آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ حافظ ابوداؤد سلیمان بن الشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد سجستانی۔

(حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹)

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ کو سجستانی میں خاندان ازو کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے یہ سال ولادت خود امام ابوداؤد کا بیان کردہ ہے۔

### وطن مالوف

اس بات پر مورخین کا اتفاق ہے کہ امام ابوداؤد کا وطن سجستان ہے البتہ سجستان کے تعین میں مورخین کا اختلاف ہے ابن خلطان نے بیان کیا کہ سجستانی کی نسبت سجستان کی طرف ہے جو بصرہ کی ایک بستی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نسبت کی تحقیق میں ابن خلطان نے مغالطہ کھایا ہے اور ان جیسے شخص سے اس مغالطہ پر حیرت ہے کیونکہ انہیں تاریخ اور تصحیح انساب میں کمال حاصل ہے چنانچہ امام تاج الدین سبکی نے بھی ان کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ابن خلطان کا وہم ہے اور تصحیح یہ ہے کہ سجستانی کی نسبت سجستان کی طرف ہے اور وہ سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ایک مشہور ملک ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے اور بزرگان چشت کا مشہور شہر چشت بھی اسی ملک میں ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ، بستان الحدیث ص ۲۸۳)

### تحصیل علم حدیث

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی اور اپنے وقت کے مشہور اور جید اساتذہ اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی تحصیل کی خاطر انہوں نے متعدد اسلامی شہروں کا سفر کیا خاص طور پر مصر، شام، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

سنن ابوداؤد میں انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں

نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی جب اس کی پیمائش کی تو وہ تیرہ بالشت نکلی۔ نیز میں نے ایک بہت بڑا ترنج دیکھا جب اس کو کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

(الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۲)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد بصرہ میں سکونت رکھتے تھے اور تحصیل علم کے دوران ان گنت مرتبہ بغداد گئے اور وہیں بیٹھ کر انہوں نے اپنی کتاب السنن لکھی۔ امام ابوداؤد نے اپنے بصرہ کے سفر کا ایک واقعہ لکھا کہ میں عثمان موزن سے سماع کے لئے بصرہ گیا جس دن بصرہ پہنچا اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔

(الحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۰)

## سادگی

امام ابوداؤد حفظ حدیث، اتقان، روایت اور عبادت و ریاضت میں جس قدر بلند درجہ پر فائز تھے طبیعت کے اعتبار سے اسی قدر سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ ان کی سادگی اور بے نفسی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری آستین تنگ رکھا کرتے تھے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ایک آستین کشادہ اس لئے رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری آستین بلا ضرورت کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔

(الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۱۷۱)

## اساتذہ

جن مشاہیر اور اعظم اساتذہ حدیث سے امام ابوداؤد نے روایت حدیث کی ہے ان کی پوری فہرست تو بے حد طویل ہے۔ چند اسماء یہ ہیں۔ ابوسلمہ بتوزکی، ابوالولید طیالیسی، محمد بن کثیر العبیدی، مسلم بن ابراہیم، ابو عمر حوضی، ابوتوبہ حلبی، سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی، سعید بن سلیمان واسطی، صفوان بن صالح دمشقی، ابو جعفر نفیلی، احمد،

علی، یحییٰ، اسحاق، قطن بن نسیر یہ اسماء علامہ ابن حجر نے ذکر کئے ہیں۔ (الحافظ ابن حجر المتوفی ۸۵۳ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹) ان کے علاوہ حافظ ذہبی نے ابو عمرو ضریر، قعنبی، عبداللہ بن رجا، احمد بن یونس اور سلیمان بن حرب کا بھی امام ابوداؤد کے اساتذہ میں تذکرہ کیا ہے۔ (امام شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۱)

امام ابوداؤد خود اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو ضریر سے ایک مجلس میں سماع کیا۔ ایک مجلس میں سعدویہ سے سماع کیا اسی طرح عاصم بن علی سے بھی ایک مجلس میں سماع کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں عمر بن حفص کے پیچھے ان کے گھر گیا لیکن ان سے کسی چیز کا سماع نہ کر سکا۔ آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے ابن حمانی، سوید، ابن کاسب، ابن حمید اور ابن وکیع سے کبھی حدیث روایت نہیں کی اور خلال بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک حدیث کا سماع کیا تھا اور وہ اس بات پر عجبے حد فخر کیا کرتے تھے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱)

### تلامذہ

امام ابوداؤد کے تلامذہ کا حلقہ بھی بے حد وسیع تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آٹھ پکے تلامذہ میں ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔ ابو علی محمد بن عمرو اللؤلؤی، ابوطیب، احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن اشثانی، ابو عمرو احمد بن علی الحسن البصری، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی، ابوبکر محمد بن عبدالرزاق بن داسۃ، ابوالحسن علی بن الحسن بن العبد الانصاری، ابو عیسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن سعید رملی، وراقہ، ابواسامۃ محمد بن عبد الملک بن یزید رواس یہ وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے سنن ابوداؤد کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الرد علی اہل القدر کو روایت کیا ہے اور ابوبکر احمد بن سلیمان النجار ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب النسخ والمسنوخ کو روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبید محمد



بن علی بن عثمان آجری ہیں انہوں نے امام ابو داؤد سے کتاب المسائل کو روایت کیا ہے اور اسمعیل بن محمد صغار ہیں انہوں نے امام ابو داؤد سے مسند مالک کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ امام ابو عبد الرحمن نسائی، امام ابو عیسیٰ ترمذی، حرب بن اسماعیل کرمانی، ذکریا ساجی، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال الحسبلی، عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ عبدان الہوزی، ابوبشر محمد بن احمد الدولابی، ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی، ابوبکر بن ابی داؤد ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی الدنیا، ابراہیم بن حمید بن ابراہیم بن یونس عاقولی، ابو حامد بن جعفر اصہبانی، احمد بن معالی بن یزید دمشقی، احمد بن محمد بن یاسین ہروی، حسن بن صاحب الشاشی، حسین بن اوریس انصاری، عبد اللہ بن محمد بن عبد الکریم رازی، علی بن عبد الصمد، محمد بن مخلد دوری، محمد بن جعفر بن مستغاض فریابی اور ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی (حافظ ابن حجر عسقلانی مترنی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱) ان کے علاوہ امام ابو عیسیٰ ترمذی صاحب الجامع اور امام ابو عبد الرحمن نسائی صاحب السنن کو بھی امام ابو داؤد سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

### کلمات الثناء

امام ابو داؤد کی علم حدیث میں بے نظیر مہارت اور ان کی عظیم خدمات پر ان کے اساتذہ، معاصرین اور دیگر علماء نے ان کی بے حد تعریف اور تحسین کی ہے۔ نیز ان کی خدا خونی، پاک دامنی اور عبادت اور ریاضت کی بھی لوگوں نے بے حد قدر کی ہے چنانچہ احمد بن محمد بن یاسین ہروی کہتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے اور سند حدیث اور اس کی علل کے ماہر تھے۔ خدا سے بے حد ڈرتے تھے اور بے حد عبادت گزار تھے۔ محمد بن اسحاق صفانی اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو داؤد کے لئے علم حدیث اس طرح سہل کر دیا تھا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو ملائم کر دیا تھا اور مسیٰ بن ہارون کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابو داؤد کو دنیا میں خدمت حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا تھا اور ابو حاتم بن حبان نے کہا کہ ابو داؤد علم

حدیث، علم فقہ اور تقویٰ اور خدا خونی میں دنیا والوں کے امام تھے اور ابو عبد اللہ بن مندہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے احادیث کا اخراج کیا اور حدیث معلول کو غیر معلول اور صواب کو خطا سے متمیز کیا وہ دنیا میں صرف چار شخص تھے۔ امام بخاری، امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد اور نسائی۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۷۲)

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد عالم باعمل تھے۔ حاکم نے کہا کہ وہ اپنے زمانہ میں تمام اصحاب حدیث کے امام تھے اور بعض آئمہ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد اپنے خصائل میں امام احمد بن حنبل کے مشابہ تھے اور امام احمد اپنی سیرت میں امام وکیع کے مشابہ تھے اور وکیع، سفیان کے اور سیان، منصور کے مشابہ تھے اور منصور ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی، علقمہ کے مشابہ تھے اور علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور ان مشائخ اور اساتذہ کے واسطوں سے امام ابوداؤد کی سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشابہ تھی۔ (حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۲۹)

### رجوع خلاق

امام ابوداؤد کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ عقیدت مندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ تشنگان علوم حدیث دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ معاصرین علماء آپ کی مجلس میں مختلف علمی موضوعات پر مذاکرات کرتے۔ خدا رسیدہ اور درویش صفت بزرگ آ کر آپ کی زیارت کرتے اور بسا اوقات شاہان وقت بھی آ کر آپ کے دروازے پر دستک دیا کرتے تھے۔

قاضی ابو محمد احمد بن محمد بن لیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشہور عارف باللہ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری امام ابوداؤد سے ملاقات کے لئے آئے جب امام ابوداؤد کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے حضرت سہل کو خوش آمدید کہا۔ حضرت سہل نے کہا اے امام ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ احادیث

رسول بیان کرتے ہیں تاکہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔ امام ابوداؤد نے زبان منہ سے باہر نکالی اور حضرت سہل نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متونی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۲)

عبداللہ بن محمد سبکی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوداؤد کے ایک خادم ابوبکر بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں امام ابوداؤد کے ساتھ بغداد میں تھا۔ ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دروازہ پر امیر ابو احمد موفق کھڑا ہوا تھا میں نے جا کر امام کو خبر دی انہوں نے امیر کو بلا لیا اور پوچھا کہ اس وقت کون سی ضرورت امیر کو یہاں لے آئی ہے۔ امیر نے کہا میں تین سوال لے کر آیا ہوں پوچھا کون کون سے؟ امیر نے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ یہاں سے بصرہ تشریف لے چلیں اور اس کو اپنا وطن بنا لیں تاکہ وہاں زیادہ طلباء آپ سے فیض یاب ہو سکیں۔ آپ نے پوچھا دوسرا سوال کون سا ہے؟ امیر نے کہا دوسری درخواست یہ ہے کہ آپ میری اولاد کے لئے کتاب السنن کی روایت کریں۔ آپ نے اس سے پھر تیسرا سوال پوچھا امیر نے کہا تیسری درخواست یہ ہے کہ میری اولاد کو باقی طلباء سے علیحدہ پڑھائیں کیونکہ خلیفہ کی اولاد کے لئے عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری پہلی دو خواہشیں تو پوری ہو سکتی ہیں لیکن تیسری خواہش پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ حصول علم میں عام طلباء اور خلیفہ کی اولاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام ابوداؤد نے بصرہ میں درس قائم کر دیا جہاں پر خلیفہ کے صاحبزادے بھی عام طلباء کے ساتھ بیٹھ کر اکتساب علم کیا کرتے تھے۔

### تصانیف

امام ابوداؤد کی زندگی طلب حدیث میں مختلف علاقوں کے سفر اور درس و تدریس کی بے پناہ مشغولیات میں گزری ہے۔ اس کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف آپ کی

یادگار ہیں۔

- (۱) کتاب السنن (۲) کتاب المراسیل (۳) کتاب المسائل (۴) کتاب الرد  
 علی القدریۃ (۵) کتاب النسخ و المنسوخ (۶) کتاب التفرود (۷) کتاب فضائل  
 الانصار (۸) مسند مالک بن انس (۹) کتاب الزہد (۱۰) دلائل العبوة (۱۱) کتاب  
 الدعاء (۱۲) کتاب بدء الوحی (۱۳) اخبار الخوارج (۱۴) کتاب شریعة التفسیر  
 (۱۵) فضائل الاعمال (۱۶) کتاب التفسیر (۱۷) کتاب نظم القرآن (۱۸) کتاب  
 فضائل القرآن (۱۹) کتاب البعث والنشور (۲۰) کتاب شریعة المقاری۔

### وصال

تہتر سال کی قابل رشک اور لائق تقلید زندگی گزار کر امام ابوداؤد ۱۶ شوال  
 ۲۷۵ھ کو جمعہ کے دن وصال فرما گئے۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۹۳)

آپ نے وصیت کی تھی کہ حسین بن ثنیٰ سے آپ کو غسل دلایا جائے اور اگر وہ نہ  
 ہوں تو حماد بن زید کی روایت کے مطابق آپ کو غسل دے دیا جائے چنانچہ آپ کی اس  
 وصیت پر عمل کیا گیا۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۳)

## سنن ابی داؤد

سنن ابوداؤد کی تصنیف سے پہلے کتب احادیث میں مسانید اور جوامع کا رواج تھا جس میں سنن اور احکام اخبار اور قصص اور مواعظ اور آداب سب قسم کی احادیث شامل ہوتی تھیں۔ امام ابوداؤد نے سب سے پہلے مجرد سنن میں یہ کتاب تالیف کی۔ جب اس کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل پر پیش کیا تو انہوں نے بے حد تحسین کی۔ یحییٰ بن یحییٰ ذکریا ساجی نے کہا اسلام کی بنیاد قرآن کریم اور اس کا ستون سنن ابوداؤد ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ دین کے مقدمات کا علم حاصل کرنے کے لئے کتاب اللہ اور سنن ابوداؤد کافی ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم حدیث میں اجتہاد کرنے کے لئے سنن ابوداؤد میں کافی سرمایہ ہے۔

### حسن قبول

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی اور تمام طبقات فقہاء میں باوجود اختلاف مذاہب کے یہ کتاب یکساں مقبول رہی ہے۔ مصر، عراق، بلاد مغرب بلکہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں اس کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ حسن بن محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا جو شخص سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، بستان الحدیث ص ۲۸۷) حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اور غالباً اسی سبب سے اس

کتاب کو قبول خاص و عام حاصل ہوا۔

### کلمات الثناء

سنن ابوداؤد کی حسن افادیت، جامعیت اور احکام فقہیہ کے ماخذ ہونے کے لحاظ سے اس کو بعد کے علماء اور محققین نے بے حد پسند کیا اور تقریباً ہر دور کے علماء اس کو اپنے تعریفی کلمات سے نوازتے رہے۔ امام حافظ ابو جعفر بن زبیر غرناطی صحاح ستہ کی خصوصیات پر تبصرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ احادیث فقہیہ کے حصر و احصاء میں ابوداؤد کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ صحاح ستہ کے باقی مصنفین میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ص ۵۶) امام غزالی فرماتے ہیں علم حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے۔ (حافظ شمس الدین بخاری، فتح المغیث ص ۲۸) ایک مرتبہ حافظ سعید بن سکین کی خدمت میں طلبہ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں بہتر ہوگا کہ شیخ ہماری رہنمائی کچھ ایسی کتابوں کی طرف کریں جن پر ہم کفایت کر سکیں۔ حافظ ابن سکین نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کر سیدھے گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار بستے لا کر اوپر تلے رکھ دیئے پھر فرمانے لگے ہذا قواعد الاسلام کتاب مسلم و کتاب بخاری و کتاب ابی داؤد و کتاب نسائی۔ (یہ وہ کتابیں ہیں جو اسلام کی بنیاد ہیں۔ کتاب مسلم، کتاب بخاری، کتاب داؤد اور کتاب نسائی۔

(حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی، شروط الائمة السنة ص ۱۶)

ابوسلیمان خطابی لکھتے ہیں امام ابوداؤد کی کتاب السنن بلاریب ایسی نفیس کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب علم دین میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی اس کتاب کو ہر قسم کے لوگوں نے پسند کیا اور یہ کتاب علماء کے سب فرقوں اور فقہاء کے تمام طبقات میں باوجود اختلاف مذاہب کے حکم مانی جاتی ہے۔ سب لوگ اسی گھاٹ پر آتے ہیں اور یہیں سے سیراب ہوتے ہیں۔ اسی کتاب پر اہل عراق، اہل مصر، بلاد مغرب اور روئے

زمین کے اکثر رہنے والوں کا اعتماد ہے البتہ خراسان میں بہت سے لوگ محمد بن اسماعیل، مسلم بن حجاج اور ان لوگوں کی کتابوں کے پسند کرنے والے ہیں جو جمع صحیح میں ان دونوں حضرات کے تابع اور ان کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوں لیکن ابوداؤد کی کتاب ترتیب کے اعتبار سے بہت عمدہ اور فقہ کے لحاظ سے ان سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ (امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی متوفی ۳۸۸ھ، معالم السنن ج ۱ ص ۶)

امام نووی فرماتے ہیں جو شخص فقہ میں اشتغال رکھتا ہو اس کو سنن ابوداؤد کا خوب غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ عام احکام جن احادیث پر موقوف ہیں وہ تمام احادیث اس کتاب میں آگئی ہیں اور امام ابوداؤد نے ان احادیث کو اس طرح تلخیص اور تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ان سے احکام کو حاصل کرنا سہل ہو گیا ہے۔

### اسلوب

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں احادیث کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہت سی خوبیوں اور نکات پر مشتمل ہے چند خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ التزام کیا ہے کہ اس میں صرف احکام سے متعلق احادیث لائیں گے چنانچہ اہل مکہ کے نام مکتوب میں انہوں نے خود لکھا ہے ولم اصنف فی الزهد و فضائل الاعمال وغیرھا فهذا اربعة الاف والثمانمائة کلھا فی الاحکام۔ یعنی میں نے زہد اور فضائل اعمال وغیرہا کے اثبات میں روایات جمع نہیں کی ہیں میری اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں اور وہ سب احکام سے متعلق ہیں۔

(۲) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے اپنے علم کے مطابق زیادہ ترجیح ترین روایات ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: فان سالتہمونی ان اذکرکم الاحادیث التی فی کتاب السنن اھی اصح ما عرفت فی الباب

فاعلموا انه كذلك اور جن روایات میں کوئی ضعف یا علت ہو تو امام ابوداؤد اس کو بیان کر دیتے ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

(۳) اگر کوئی حدیث دو صحیح طریقوں سے مروی ہو اور ان میں سے ایک طریقہ کا راوی اسناد میں مقدم ہو (یعنی اس کی سند عالی ہو) اور دوسرے طریقہ کا راوی حفظ میں بڑھا ہوا ہو تو امام ابوداؤد ایسی صورت میں پہلے طریقہ کا ذکر کر دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

قد روى من وجهين احدهما اقوى اسناد والاخر صاحبه اقدم في الحفظ  
(۴) بسا اوقات ایک حدیث کو دو تین سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ زیادتی ہو چنانچہ مکتوب میں فرماتے ہیں: واذا اعدت  
الحديث في الباب من وجهين او ثلاثة مع زيادة كلام فيه.

(۵) بسا اوقات ایک حدیث بہت طویل ہوتی ہے اور اس کو بتامہ ذکر کر دینے سے یہ خوف ہوتا ہے کہ بعض سامعین اس کی غرض کو نہ سمجھ سکیں گے ایسی صورت میں امام ابوداؤد حدیث کا اختصار کر دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں وربما فيه كلمة زائدة  
على الحديث الطويل لاني لو كتبه بطوله لم يعلم بعض من سعه  
ولا يفهم موضع الفقه منه فاخصرته لذلك.

(۶) جن احادیث کی اسباب میں کوئی ضعف ہو یا اور کوئی علت خفیہ ہو اس کو امام ابوداؤد بیان کر دیتے ہیں اور جس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابوداؤد کوئی کلام نہیں کرتے وہ عام طور پر صالح للعمل ہوتی ہے چنانچہ امام ابوداؤد مکتوب میں فرماتے ہیں۔  
مالم اذكر فيه شيئا فهو صالح.

(۷) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے عام طور پر مشہور روایات ذکر کی ہیں۔ انہوں نے شاذ اور غریب روایات اس کتاب میں بہت کم درج کی ہیں۔ لکھتے ہیں:  
والاحاديث التي وضعتها في كتاب السنن اكثرها مشاهير.

(۸) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں متروک الحدیث راوی سے کوئی



روایت نہیں کی لکھتے ہیں: وليس في كتاب السنن الذي صنفته من رجل متروك الحديث.

(۹) ایک حدیث اگر متعدد اسانید سے مروی ہو تو بسا اوقات امام ابوداؤد وہ تمام اسانید ایک جگہ ذکر فرما دیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا حاد ح و حدثنا مسدد وقتيبة عن حاد بن زيد عن سنان بن ربيعة عن شهر بن حوشب عن ابي امامة ذكر وضوء النبي صلى الله عليه وسلم الحديث.

(امام ابوداؤد سليمان بن اشعث المتوفى ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۰) کسی حدیث میں اگر مرفوع یا موقوف کا اختلاف ہو تو اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح الباقيين قال وقال الاذنان من الراس قال سليمان بن حرب يقولها ابو امامة قال قتيبة قال حاد لا ادرى اهو من قول النبي صلى الله عليه وسلم او ابي امامة يعنى قصة الاذنين.

(امام ابوداؤد سليمان بن اشعث المتوفى ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۱) اگر کوئی حدیث معلول ہو تو اس کی خفیہ علت بیان کر دیتے ہیں مثلاً باب کرہیۃ الکلام عند الخلاء کے تحت انہوں نے ابوسعید خدری سے ایک روایت اس بارے میں ذکر کی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد هذا لم یسنده الاعکرمۃ بن عمار۔ (امام ابوداؤد سليمان بن اشعث المتوفى ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) یعنی یہ حدیث عام طرق سے مرسلہ مروی ہے صرف عکرمہ بن عمار نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اس لئے یہ حدیث معطل قرار پائی۔

(۱۲) جو روایت منکر ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب الخاتم یكون فيه ذکر اللہ تعالیٰ کے تحت ہمام کی سند سے ایک روایت ذکر کی حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جانے لگے تو آپ نے انگوٹھی اتار دی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور معروف روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی اور پھر اس کو پھینک دیا اور بتلایا کہ پہلی روایت میں ہمام کو وہم ہوا ہے۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث المتوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۴) اب یہ بات الگ ہے کہ محدثین نے اس معروف روایت کو بھی زہری کا وہم قرار دیا ہے اور بتلایا کہ یہ انگوٹھی سونے کی تھی۔

(۱۳) جو روایت ضعیف ہو اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب کیف التکشف عند الحاجة کے تحت ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد رواہ عبدالسلام بن حرب عن الاعمش عن انس بن مالك وهو ضعيف۔  
(۱۴) بعض اوقات احادیث کے راویوں کے اسماء، کنی اور القاب کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ابن ربيعہ کنیتہ ابن ربيعہ۔

(۱۵) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں تکرار سے حتی الامکان گریز کیا ہے اگر کہیں کسی حدیث کو دوبارہ ذکر کرتے بھی ہیں تو اس میں اسناد یا متن حدیث میں کوئی مزید فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔

### شرائط

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں احادیث درج کرنے کے لئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ وہ احادیث متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ احادیث ایسے راویوں سے مروی ہوں جن کے ترک پر اجماع نہ ہو اور علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ ابوداؤد کی کتاب صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث کی جامع ہے اور ان کی اس کتاب میں احادیث سقیمہ میں سے مقلوب اور مجہول روایات اصلاً نہیں ہیں۔ (فخر الحسن، مقدمہ التعلیق المحمود ص ۴)

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں چونکہ ان احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے جن

سے فقہاء استدلال کرتے ہیں اور جن احادیث کو عام طور پر احکام کا مبنی قرار دیا جاتا ہے اس لئے امام ابوداؤد نے اپنی شرائط میں وسعت رکھی ہے اور اس کتاب میں صحیح اور حسن سے لے کر لین صالح العمل تک احادیث کی گنجائش رکھی ہے۔ البتہ اس کتاب میں وہ ایسی کوئی حدیث نہیں لائے جس کے ترک پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہو۔

شیخ ابوبکر حازمی نے تصریح کی ہے کہ امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔ یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمة مع الشیخ، کامل الضبط والاتقان اور قلیل الملازمة اور کثیر الملازمة ان تین طبقوں سے امام ابوداؤد استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمة کے چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

### چار جامع حدیثیں

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لئے اس کے دین میں کافی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

(حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴)

(۱) انبا الاعمال بالنیات۔

اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

(۲) من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیه۔

کسی شخص کے اچھا مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو

چھوڑ دے۔

(۳) لایومن احدکم حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسه۔

کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے

لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴) الحلال بین والحرام بین و بینہما مشتبهات فن اتقی

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں پس جو شخص مشتبہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔

شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث کے دین میں کفایت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ بیان کئے گئے ہیں اور شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم ہو جانے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد اور مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلئے فقط ان چار احادیث کا جان لینا ہی انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صحت عبادات کے لئے پہلی حدیث کافی ہے اور عمر عزیز کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث ضامن ہے اور ہمسایگان، خویش و اقارب اور دوسرے اہل معاملہ سے حسن سلوک کے لئے تیسری حدیث کفایت کرتی ہے اور اختلاف علماء یا اختلاف دلائل سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کے لئے چوتھی حدیث کافی ہے گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاذ اور مرشد کا حکم رکھتی ہیں۔

### تعداد احادیث

امام ابو داؤد نے اپنے مکتوب میں بیان کیا ہے کہ ان کی سنن مرا سیل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے ایک جز مرا سیل کا ہے اور باقی اجزاء پر دوسری احادیث مشتمل ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے اور چھ سو مرا سیل ہیں۔

### امام ابو داؤد کا مکتوب

اہل مکہ نے امام ابو داؤد کو خط لکھ کر سنن احادیث کے بارے میں سوال کیا انہوں نے اس کا جواب لکھا وہ یہ ہے۔

”آپ لوگوں نے مجھ سے سنن کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں تو سن لیجئے یہ تمام احادیث ایسی ہی ہیں سو ان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں

اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو تو ایسی صورت میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کر دیتا ہوں اور جب میں کسی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق میں کچھ زیادتی ہوتی ہے اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے نہ محروم رہ جائیں۔

باقی مرا سیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر یا بہر حال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس سنن میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آگئی ہے تو میں نے اس کا بیان کر دیا ہے اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو تو میں نے اس کا بھی بیان کر دیا ہے اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے سنن میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور علیہ السلام کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہوگی سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں قرآن کریم کے بعد لوگوں کے لئے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تب ہی اس کی قدر معلوم ہوگی۔

سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی کے مسائل کی بنیاد ہی احادیث پر ہے تاہم میں پسند کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ساتھ صحابہ کرام کے فتاویٰ کو بھی لکھ لیا جائے

نیز جامع سفیان ثوری کی طرز پر بھی کوئی کتاب نقل کر لی جائے کیونکہ وہ ان تمام جوامع میں سب سے بہتر ہے۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید جیسے آئمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

کتاب السنن میں مراہیل بھی ذکر کی گئی ہیں اور آئمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے عن جابرو الحسن عن ابی ہریرۃ یا عن الحکم عن المقسم عن ابن عباس یہ متصل نہیں ہے اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے سنن کی روایات ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ابواسحاق عن الحارث عن علی تو اس میں ابواسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے اور کتاب السنن میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

کتاب السنن مراہیل سمیت اٹھارہ اجزا پر مشتمل ہے جن میں سے ایک جز  
مراہیل کا ہے اور مراہیل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں  
کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں کتاب السنن کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے  
بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے متصل معلوم ہوتی  
ہیں لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔

میں نے کتاب السنن میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے زہد اور فضائل اعمال  
سے متعلق احادیث نہیں لایا لہذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے  
متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں جن کا  
میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

### تساہل

امام ابوداؤد کا سنن ابوداؤد میں ایک عام تساہل یہ ہے کہ وہ حدیث کے متابعات  
کی کامل تحقیق نہیں کرتے اور محض سرسری نظر سے اس پر تفرد کا حکم لگا دیتے ہیں مثلاً  
انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے حدثنا عبید اللہ بن عمرو بن میسرۃ ثنا  
ابن مہدی ثنا عکرمۃ ابن عمار عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ہلال بن  
عیاض قال حدثنی ابوسعید قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
يقول لا یخرج الرجلان یضربان الغائط عن عورتہما یتحدثان فان  
اللہ عز وجل ینقت علی ذلک۔ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے  
ہیں: هذا لم یسنده الاعکرمۃ بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث المتوفی ۲۷۵ھ،  
سنن ابوداؤد ص ۳) خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس روایت پر اس لئے تفرد کا حکم لگایا  
ہے کہ اس روایت کو صرف عکرمہ بن عمار نے موصولاً بیان کیا ہے حالانکہ امام ابن دینق  
العید نے بیان کیا ہے کہ ابان بن یزید نے بھی عکرمہ کی متابعت کر کے اس کو موصولاً  
بیان کیا ہے۔ (علامہ علاء الدین بن علی بن عثمان الماردینی الشہیر بابن الترمکانی المتوفی ۴۳۵ھ، الجوہر النسی

فی ذیل البیہقی ج ۱ ص ۱۰۰) لہذا اس روایت میں عکرمہ کا تفرود نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور روایت کے بارے میں امام ابوداؤد نے تفرود کا قول کیا ہے وہ

یہ ہے حدثنا نصر بن علی عن ابی علی الحنفی عن ہمام عن ابن جریر عن الزہری عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلا وضع خاتمه۔ اس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد لکھتے ہیں والوہم فیہ من ہمام ولم یروہ الاہمام (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۱۰۹)

اس روایت کے بارے میں امام ابوداؤد ہمام کے تفرود کا قول کرتے ہیں حالانکہ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن متوکل اور یحییٰ بن خریس نے بھی اس حدیث کی ابن جریج سے روایت کرنے میں ہمام کی متابعت کی ہے۔ لہذا اس حدیث کی ابن جریج سے روایت میں تفرود نہ رہا۔ ابن قیم نے یحییٰ بن متوکل پر جرح کی ہے لیکن ابوطیب شمس الحق نے عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کی تصریحات سے ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص مجروح ہے وہ یحییٰ بن متوکل نام کا ایک اور راوی ہے اس کی کنیت ابو عقیل ہے۔ مزی اور امام مذہبی کا بھی یہی قول ہے نیز ایک طویل بحث کے بعد حاکم نے تصریح کر دی ہے۔ ہما ثقتان (شمس الحق عظیم آبادی، غایت المقصود ج ۱ ص ۴۱) کہ یہ دونوں ثقہ راوی ہیں اور جبکہ یہ دو ثقہ راوی اس حدیث میں ہمام کی متابعت کرتے ہیں تو اس حدیث کی روایت میں ہمام کا تفرود نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور حدیث امام ابوداؤد نے روایت کی ہے حدثنا محمد بن

الصباح البزاز ناشریک عن یزید بن ابی زید عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فتح الصلوۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیہ ثم لایعود اس روایت کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں قال ابوداؤد روی هذا الحدیث ہیشم و خالد و ابن ادیس عن یزید لم یذکروا ثم لایعود یعنی شریک، یزید بن ابی زیاد سے ثم لایعود کی اس روایت



میں متفرد ہیں کیونکہ یزید بن ابی زیاد کے دوسرے شاگرد اس حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ کی روایت نہیں کرتے لیکن یہاں بھی حسب سابق امام ابوداؤد نے تساہل سے کام لیا ہے اور تتبع نہیں فرمایا کیونکہ امام ابن عدی نے کامل میں بیان کیا ہے کہ ہیشم، شریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود ہیں لہذا ثم لا یعود کی روایت میں یزید سے شریک کا تفرد نہ رہا۔ نیز خیال رہے کہ ثم لا یعود کی روایت میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے یزید بھی متفرد نہیں ہے کیونکہ امام طحاوی نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبدالرحمن نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے رہا امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ ہیشم اور خالد وغیرہ نے اس حدیث کو یزید سے ثم لا یعود کے بغیر روایت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یزید نے پہلے اس حدیث کے صرف بعض حصہ کو روایت کیا ہو اور بعد میں مکمل حدیث بیان کی ہو۔ (حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۳) بہر حال ثم لا یعود کی زیادتی کے ساتھ اس روایت میں نہ یزید سے شریک متفرد ہے اور نہ ابن ابی لیلیٰ سے یزید متفرد ہے اور امام ابوداؤد کا اس روایت کے بارے میں تفرد کا قول کرنا تساہل کے سوا کچھ نہیں۔

## شروحات

سنن ابوداؤد کی افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس کی متعدد شروح تصنیف کی

گئی ہیں۔ چند شروح کے اسماء یہ ہیں۔

### (۱) معالم السنن

یہ شرح ابوسلیمان احمد بن محمد بن محمد ابن ابراہیم الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔

یہ ایک مبسوط شرح ہے۔ حافظ شہاب الدین ابو محمود احمد ابن محمد مقدسی متوفی ۶۶۵ھ

نے اس شرح کا خلاصہ لکھا ہے اور اس کا نام عجلۃ العلام من کتاب المعالم لکھا ہے۔

(۲) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح قطب الدین ابوبکر بن احمد الشافعی ۵۲ھ کی تالیف ہے اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ علاؤ الدین مغلطای متوفی ۶۲ھ کی تصنیف ہے اور نامکمل ہے۔

(۴) شرح الزاوند علی صحیحین

یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی الشافعی المتوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی متوفی ۸۲۶ھ کی شرح ہے اور نامکمل ہے۔ یہ شرح بہت مبسوط انداز پر لکھنی شروع کی گئی تھی صرف سجدہ سہو تک کی شرح سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۶) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۷) مرقاة الصعود الی سنن ابی داؤد

یہ شرح حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) غایت المقصود

یہ شرح علامہ ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی کی ایک مبسوط تالیف ہے جس کا صرف ایک جزو دستیاب ہے۔

## مختصرات

سنن ابوداؤد کا اختصار بھی کیا گیا ہے اور اس مختصر کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن

کی تفصیل یہ ہے۔

### (۱) مختصر سنن ابی داؤد

یہ مختصر ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المندری المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اس مختصر کی شرح لکھی اور اس کا نام زمر الربی علی المجتبیٰ رکھا۔

### (۲) تہذیب السنن

ابن قیم محمد بن ابی بکر الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ نے سنن ابوداؤد کی تہذیب کی اور اس کی شرح لکھی جس کا نام تہذیب السنن رکھا۔ (شروح اور مختصرات کی یہ تمام تفصیل حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کی کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴ تا ۱۰۰۵ سے لی گئی ہے)



سنن ابی داؤد شریف کی

منتخب احادیث

کے حوالہ جات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت اس قدر ضروری ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کو علماء نے کفر لکھا ہے کیونکہ ایسا شخص عبادت کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے تک کی اجازت نہیں ہے۔ بلا یسہ الا البطہرون۔ حدیث شریف میں ہے نماز جنت کی کنجی ہے اور طہارت نماز کی کنجی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے مشابہہ لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے، انہیں کی وجہ سے امام کو قرأت میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ (نسائی) تو جب بغیر طہارت کا ملہ کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی وہ نحوست کیوں نہ ہو۔ اسی لئے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی) پھر طہارت کی دو قسمیں ہیں صغریٰ جیسے وضو، کبریٰ جیسے غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنن حدیث کی ہر کتاب کا آغاز طہارت سے ہی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے کتاب الطہارت کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

پیکر شرم و حیا امام الانبیاء علیہ الوفاء التحیۃ والثناء

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

عادت مبارکہ یہ تھی کہ اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبَعَدَ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اتنی دور تشریف لے جاتے حتیٰ لَا يَرَاهُ اَحَدٌ کسی کو نظر نہ آتے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تلقین فرمائی۔ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُولَ فَلْيُرْتَدِّ لِبَوْلِهِ۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے پیشاب کرے۔ (حدیث نمبر ۳۱۲۱) ایمانی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ کھلی جگہ ہو تو آبادی سے دور جا کر قضائے حاجت کی جائے تاکہ ستر پوشی برقرار رہے۔ حدیث میں ہے اِذَا اَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُو مِنَ الْاَرْضِ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴) کیونکہ حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کو اپنا کر معاشرے میں شرم و حیا کی خوشبو پیدا کریں تاکہ بے شرمی و بے حیائی کی بدبودور ہو اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ڈوبا ہوا ماحول جنت نظیر بن جائے اور جنت کی ہوائیں چلنے لگیں۔

مستقل سوچ کا درجہ نبی بطحا کھولیں  
ہر طرف کفر کی افواج نے یورش کردی  
کشتی فکر کی پتوار عقیدت ٹھہرے  
آپ ہی آپ پس خواب ہوں جلوہ آراء  
بند سب در ہیں تو کیا پیار کا رستہ کھولیں  
آئے عشق محمد کا..... پھریرا کھولیں  
حلقہ چشم میں لپٹا ہوا دریا کھولیں  
آپ ہی آپ مری آنکھ کا در..... آ، کھولیں  
ایک مدت سے اندھیرے میں مسلط ہر سو  
عقدہ وقت سے یثرب کا سویرا کھولیں

سحر حالات کا گفتار مداوا ہے یہی

مل کے سب عشق محمد کا صحیفہ کھولیں

ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس قدر مجسمہ طہارت و نظافت تھے کہ بغیر

وضو سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ فرماتے جب تک کم از کم تیمم نہ فرمالیتے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶-۱۷) ان احادیث سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ جو حضرات وضو سے پہلے بسم اللہ شریف کا پڑھنا شرط بتاتے ہیں ان کا موقف کمزور ہے جبکہ جمہور نے ان احادیث کو جن میں بسم اللہ شریف کا وضو سے پہلے پڑھنا بیان ہوا ہے نفی کمال پہ محمول کیا ہے اور پھر اگر بسم اللہ شریف وضو سے پہلے شرط ہوتی تو قرآن پاک میں فاغسلوا وجوهکم سے پہلے بسم اللہ شریف کا ضرور ذکر ہوتا لہذا وضو سے پہلے تسمیہ سنت یا مستحب ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

### مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے

حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال لے کر باہر تشریف لائے۔ پھر اس کے ساتھ پردہ کر کے آپ نے بول مبارک فرمایا۔ ہم نے (آپس میں) کہا دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عورتوں کی طرح پردہ کر کے پیشاب فرماتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ. کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا جب ان میں سے کسی کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے جہاں پیشاب لگا ہوا ہوتا اس شخص نے ان (لوگوں کو) ایسا کرنے سے روکا تو اس کو قبر میں عذاب دیا گیا (حدیث نمبر ۲۳) اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا فرما کر ہم سے ان تمام تکالیف کو دور فرما دیا ہے۔ وَيُضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ. اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کر کے کثرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم



کے قدموں تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ ہی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ بوجھ اتارا ہے تو جس کا کھائیے اسی کا گائیے۔

شرف حاصل کبھی تو ہوگا اس در تک رسائی کا

کہ میری زندگی تو نام ہے ان کی گدائی کا

جمال سید لولاک کا پرتو کہاں تک ہے

احاطہ کر لیا ہے نور نے ساری خدائی کا

یہاں ہوتے ہیں خم سر بادشاہوں، کجکلا ہوں کے

عجب اعجاز ہے سرکار کی فرمانروائی کا

مدینے سے جو لا کر خوشبوئیں تقسیم کرتی ہیں

مجھے کتنا جنوں ہے اس ہوا سے آشنائی کا

مجھے کیا کچھ دیا ہے کیا کہوں ان کی گدائی نے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے میری اس کمائی کا

اب اس محشر سے بھی مجھ کو نکالیں یا رسول اللہ

کہ دل میں حشر برپا کر رہا ہے غم جدائی کا

زمانہ تا ابد احساں نہ بھولے گا اس انساں کا

دیا جس نے شعور انسان کو انساں کی بھلائی کا

یہ جعفر کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے آقا

کہ منصب مل گیا ہے آپ کی مدحت سرائی کا

رب کی رحمت سے دوری کے تین کام

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تین کاموں کو لعنت (رب کی رحمت سے دوری) کے کام قرار دیا۔

(۱) البَرَّازُ فِي الْمَوَارِدِ لَوُغُوں کے اترنے (بیٹھنے) کی جگہ پہ بول و براز کرنا۔

(۲) وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ. راستے پہ (قضائے حاجت کرنا) الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ.

(۳) وَالظِّلِّ. سایہ (کی جگہوں پہ پیشاب پاخانہ کرنا) نمبر ۲۵-۲۶-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ يُقَالُ إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ. کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کے رہنے کی جگہ ہے (نمبر ۲۹) ممکن ہے سوراخ میں کیڑے مکوڑے یا کوئی اور موذی جانور، سانپ وغیرہ رہتا ہو اور جنات چونکہ یتشکل باشکال مختلفہ مختلف روپ دھار لیتے ہیں تو ان کی جانب سے پیشاب کرنے والے کو ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے۔

شعور آدمیت ناز کر اس ذات پر

تیری عظمت کا باعث ہیں محمد پیارے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ بھی تعلیم ارشاد فرمائی إِذَا شَرَبَ فَلَا يَشْرَبُ نَفْسًا وَاحِدًا. جب پانی پیو تو ایک ہی سانس میں نہ پیا کرو۔ (نمبر ۳۱) کیونکہ بعض اوقات ایک ہی سانس میں پانی پینے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے اور انسان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے لہذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھری تعلیم کو اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہ ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہ لگاؤ اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرو۔

چراغ طور بھی روشن تیری کرن سے ہوا

ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازی عمر کی خبر دی

حضرت رُوَيْفِعُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَوْحُورِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيَّ ارشاد فرمایا: يَا رُوَيْفَعُ

لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحَيْتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ

وَتَرَا أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيمٍ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْهُ بَرِيءٌ. اے روپیغ! ہو سکتا ہے تیری عمر دراز ہو اور میرے بعد تو زندہ رہے تو  
 لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی (جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں  
 لوگ جنگ کے دوران گرہ لگاتے) یا گھوڑے کے گلے میں تانت کا حلقہ ڈالا (مختلف  
 مقاصد کے لئے لوگ ایسا کرتے تھے) یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (نمبر ۳۶) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لئے لعل کا لفظ ترجی و امید کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے آتا ہے۔ تو گویا حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت روپیغ کو بتا دیا کہ تو یقیناً میرے بعد ایک عرصے تک زندہ  
 رہے گا اور میری یہ تعلیمات بعد والوں تک پہنچا دینا۔

پیدا ہمیں خدا کرتا ان کے عہد میں  
 اے کاش ہم بھی کرتے زیارت حضور کی  
 استنجاء کرنے کے بعد مٹی پہ ہاتھ رگڑنا تا کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔  
 (نمبر ۴۵)

اب اس دور میں اگر صابن وغیرہ سے ہاتھ صاف کر لئے جائیں تو اس سنت  
 پر عمل ہو جائے گا۔

### مسواک کے آداب

مسواک کرتے ہوئے مبالغہ کرنا آہ آہ کی آواز نکالنا جیسے کوئی قے کر رہا ہے۔  
 (نمبر ۴۹) حجة اللہ البالغہ میں ہے: ینبغی للانسان ان یبلغ بالسواک اقاصی الفم  
 فیخرج بلاغم الحلق والصدر والاستقصاء فی السواک ینهب القلاء ای  
 داء الفم ویصفی الصوت ویطیب النکھة..... (حاشیہ ۱۸، سنن ابی داؤد ص ۱۰۷ ایچ ایم  
 سعید کمپنی) مسواک کرنے میں مبالغہ سے کام لینا چاہئے تاکہ منہ کی تمام اطراف کی اچھی  
 طرح صفائی ہو جائے اور حلق و سینہ کی بلغم نکل جائے اس میں منہ کی بیماریوں کا خاتمہ

بھی ہوگا آواز بھی صاف ہوگی اور منہ کی بو بھی ختم ہوگی۔

★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مسواک کو دھو کر باری باری کر لیا کرتے تھے۔ (نمبر ۵۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں تین مرتبہ اٹھے اور ہر بار مسواک کے ساتھ وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔ (نمبر ۵۸) جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کا شانہ اقدس پر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ مسواک فرماتے (نمبر ۵۱)

★ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَي طَهَّرَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔ (نمبر ۶۳)

★ ایسا آدمی لوگوں کی امامت نہ کرے جو (نماز کے بعد) صرف اپنے لئے دعا کرے (اور اجتماعی دعا نہ کرے) فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔ اگر اس نے ایسا کیا (یعنی اجتماعی دعا نہ کی) تو اس نے لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔ (نمبر ۹۱)

★ سر کا مسح نئے پانی سے کیا جائے وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِنَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدِيهِ (نمبر ۱۲۰) (بیان جواز کے لئے) ہاتھوں پہ پہلے سے لگے ہوئے پانی کے ساتھ بھی سر کا مسح فرمایا۔ یعنی نیا پانی نہ لیا (مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدَيْهِ) (نمبر ۱۳۰)

★ وضو میں منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کے کونوں کو ملنا (يَمْسَحُ الْمَاقِيْنَ) (نمبر ۱۳۷)

★ اعضاء وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونے کی اجازت (در اصل مقصد خوب اچھی طرح پانی کا بہانا ہے) (نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی ایک رکعت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ (نمبر ۱۳۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو کوئی دخل



اسے صدیوں نہ بھولے گا زمانہ یہ جو حادثہ ہو گیا

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

کوئی بے خبر یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے بے خبر تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا (بخاری) اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی یہی حالت ہے۔ واقف اسرار حقائق سرمایہ ملت کے نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے بڑے حکام کو خط لکھتے ہیں تو یوں مخاطب فرماتے ہیں جیسے آقا اپنے غلام کو یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۵۰ اور ۵۲۔ بنام شیخ فرید بخاری گورنر لاہور) فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں ریوڑ کے محافظ کی طرح ہوتا ہے جس طرح نگران کا اپنے ریوڑ کی نگرانی سے غافل ہونا مناسب نہیں اسی طرح نبی کا بھی اپنی امت سے نیند میں بھی غافل ہو جانا ان حضرات کی شان کے خلاف ہے اور پروردگار عالم انہیں بوقت خواب بھی امت کے حالات سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔ (سنن ابی داؤد ترجمہ علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری ج ۱ ص ۱۲۵) عظمت رسالت کی یہ باتیں

کچھ کلمہ گو نہیں مانتے تو نہ مانیں ایک عیسائی شاعر نے کیا خوب کہہ دیا:

رنگ و نسل کا پرچم پاؤں میں ڈال دیا  
بندے کو انسان کا حسن و جمال دیا  
کھل نہ سکا جو ارض و سما کی آنکھوں پر  
تو نے وہ منظر دامن میں ڈال دیا  
صفحہ شب خالی تھا تیرے ہاتھوں نے  
صرف ستارہ لکھا اور اچھال دیا  
تیرا سایہ نہیں تھا، لیکن عالم پر  
تو نے رحمت رب کا سایہ ڈال دیا

طاق ابد تک منزل منزل صبحوں نے  
تیرے نقش قدم کا دیوا بال دیا

(نذیر قیصر)

### معراج کی رات کے تین تحائف

حضرت عبداللہ بن عصم بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں۔

كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَارٍ وَغَسَلَ الْبَوْلَ

مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَارٍ۔

نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات دفعہ کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑا

سات مرتبہ دھویا جاتا تھا۔

فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتْ

الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسَلَ الْبَوْلَ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معراج کی رات) برابر (اپنے رب سے تخفیف کا)

سوال کرتے رہے چنانچہ نمازیں پانچ کر دی گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کر دیا گیا اور

پیشاب لگنے سے کپڑے کو ایک دفعہ دھویا جانا ٹھہرا۔ (۲۴۷)

اے غریبوں کے سہارے السلام امت بیکس کے پیارے السلام

عرش کی معراج والے السلام بیکسوں کی لاج والے السلام

اپنے رب سے کیجئے مولا دعا عرش سے ہو بارش لطف و عطا

ختم ہو دنیا سے ہر ظلم و جفا رحم فرمائے زمانے پہ خدا

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب سے میں نے) حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا من تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ

يَغْسِلَهَا فَعَلَّ بِهَا كَذًا وَكَذَا مِنَ النَّارِ۔

جس نے اپنے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑی جسے نہ دھویا اسے آگ کا اس طرح عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں (یہ فرمان سننے کے بعد) فَبَيْنَ ثُمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي (تین مرتبہ فرمایا) اس وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی ہے و كَانَ يَجْزُ شَعْرَةَ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بال کٹا دیا کرتے تھے۔ (نمبر ۲۴۹)

حریم قدس میں ایمان کامل لے کے آیا ہوں  
 مرادیں لے کے سب آئے ہیں میں دل لے کے آیا ہوں  
 گدائے عشق ہوں نظرانہ دل لے کے آیا ہوں  
 یہی اک چیز تھی لانے کے قابل لے کے آیا ہوں  
 زہے جذب و کشش یہ ہوش تک باقی نہیں مجھ کو  
 مجھے دل لے کے آیا ہے کہ میں دل لے کے آیا ہوں

★ حالت حیض میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ (نمبر ۲۷۰)

★ جب آدمی نے طلوع فجر کے بعد غسل کر لیا تو وہ غسل جمعہ کیلئے کافی ہوگا۔ خواہ

وہ جنبی ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ (امام ابوداؤد کا فرمان) نمبر ۳۴۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۵۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے ہاں مسنون و مستحب ہے۔ اس لئے امام ابوداؤد نے باب باندھا الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة جمعہ کے دن غسل نہ کرنے کی اجازت۔ لہذا بغیر مجبوری کے غسل ترک نہ کیا جائے تاکہ ثواب میں کمی نہ ہو لیکن محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کو جن کے بدن اور کپڑوں سے پسینے وغیرہ کی بدبو آتی ہو ان کو ضرور غسل کرنا چاہئے اور کپڑے بھی تبدیل کرنے چاہئیں تاکہ دوسرے نمازیوں کے لئے اذیت کا سبب نہ بنیں۔



## اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کر دینی چاہئیں

اسلام قبول کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (قیس بن عاصم) کو بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا (نمبر ۳۵۵) وہاں عثیم بن کلیب اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْق عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ۔ اپنے زمانہ کفر کے بال منڈوا دو۔

اور یہی فرماتے ہیں کہ ایک اور شخص جو میرے ساتھ ہی حاضر ہوا تھا اس کو بھی آپ نے فرمایا: الْق عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِن۔ تم بھی زمانہ کفر کے بال منڈوا دو اور ختنہ کروالو۔ (نمبر ۳۵۶) معلوم ہوا کہ برائی سے مکمل طور پر کنارہ کش ہونے کے لئے اس برائی کی تمام تر علامات کو ختم کر دیا جائے تاکہ دوبارہ اس برائی کی طرف انسان کی توجہ ہی نہ جائے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت پہ بن برتنوں میں شراب استعمال کی جاتی تھی ان کو بھی توڑ دینے کا حکم دیا تاکہ اس سے پوری طرح نفرت پیدا ہو جائے۔ بعض لوگ کسی وقتی پریشانی، صدمے یا نصیحت کا اثر لے کر برائی چھوڑنے کا ارادہ کر لیتے ہیں مگر اس برائی کے آثار اپنے گھروں میں باقی رکھتے ہیں اور جب وقتی اثر ختم ہو جاتا ہے تو برائی کا سلسلہ دوبارہ اسی زور و شور سے جاری ہو جاتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں تھوکا اور پھر اس کو مل دیا۔ (نمبر ۳۸۹)

## كِتَابُ الصَّلَاةِ (نماز کا بیان)

یاد رہے! اخروی کامیابی کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا لیکن اگر ایک عقیدہ بھی غیر اسلامی اختیار کر لیا تو دولت ایمان سے محرومی ہو

جائے گی چاہے لوگوں کی نگاہ میں وہ قطب الاقطاب بنا پھرے۔ (۲) اعمال صالحہ قرآن مجید میں کئی جگہ پہلے ایمان اور پھر اعمال صالحہ پر جنت کا مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے وبشر الذین امنوا و عملوا الصلحت ان لهم جنت۔ (البقرہ) پھر نیک اعمال میں درجہ بندی کا خیال ضروری ہے یہ نہیں کہ فرائض کی پرواہ نہ کرے اور مستحبات کو فرائض سے بھی اونچا درجہ دیتا رہے جیسا کہ اس دور میں یہ بیماری عام ہے کہ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی طرف کوئی دھیان نہیں اور جائز رسومات کی فرائض کی طرح پابندی کی جاتی ہے۔ اس بارے میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہئے جو کہ فتوح الغیب کے مقالہ نمبر ۳۸ میں ہے۔

### حضور غوث اعظم کا فرمان

ينبغي للومن ان يشتغل اولاً بالفرائض فاذا فرغ منها اشتغل بالسنن ثم يشتغل بالنوافل والفضائل..... ایماندار کے لئے یہی مناسب ہے کہ پہلے فرائض کو ادا کرنے میں مشغول ہو جب ان سے فارغ ہو تو سنتوں کی طرف متوجہ ہو پھر نوافل اور فضیلت والے کام کرے کیونکہ فرائض ادا نہ کر کے سنتوں میں مشغول ہونا حماقت اور روگردانی ہے۔ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم يقبل منه واهين۔ اگر فرائض کو ادا نہ کرے اور سنن و نوافل میں مشغول ہو جائے تو قبولیت نہ ہوگی بلکہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ کیونکہ فرائض و واجبات کی تکمیل کے لئے سنن و نوافل کو رکھا گیا ہے۔ فرائض و واجبات شجر اسلام کے تنے کی حیثیت رکھتے ہیں اور سنن و نوافل ٹہنیاں اور پھل ہیں اگر جڑ اور پتا ہی نہ ہوگا تو ٹہنیاں اور پھل کہاں لگیں گے۔ اس لئے جہاں احادیث میں کسی ایک کام پر نجات کا دار و مدار رکھا گیا ہے وہاں یہ ساری باتیں ملحوظ رکھی جائیں گی مثلاً جہاں فرمایا گیا من قال لا اله الا الله دخل الجنة۔ جس نے لا اله الا الله کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا تو وہاں ان کلمات کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے ورنہ تو تمام عقائد اسلام کی اہمیت

ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو صرف یہی ایک حدیث ہی کافی تھی پورا قرآن و ذخیرہ احادیث کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔ مرزائی سب کچھ کرتے ہیں مگر ختم نبوت کے عقیدے کا انکار کرنے کی وجہ سے پوری امت کے نزدیک کافر و مرتد اسی لئے تو ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کی احادیث کے حوالے شروع کرنے سے پہلے فقہی اعتبار سے اعمال کی درجہ بندی کا ذکر اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ کیونکہ ان اصطلاحات کی ضرورت ہر جگہ پڑتی ہے۔ یہ اصطلاحات بہار شریعت سے لی گئی ہیں۔

ص ۶۰۵ ج ۲-

## احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات

### فرض اعتقادی

جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

### فرض عملی

وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم ہوگی اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے

نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ و شافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

### واجب اعتقادی

وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرض عملی و واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر۔

### واجب عملی

وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کر سکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

### سنت مؤکدہ

وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا ہو۔ البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو اس کا ترک اسات اور کرنا ثواب اور نادر اترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاق عذاب۔

### سنت غیر مؤکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد

تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مدامت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادت ہو موجب عتاب نہیں۔

### مستحب

وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

### مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

### حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ و فسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

### مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

### اسات

جس کا کرنا برا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے۔

### مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر موکدہ کے مقابل ہے۔

## خلاف اولیٰ

وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر تحقیق ہے۔ (وللہ الحمد حدیثاً کثیراً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ کہا یحب ربنا و یرضیٰ)

★ عصران (یا عصرین) صبح و مغرب کی نماز کو کہا گیا ہے۔ (نمبر ۴۲۸)

★ جہاں قبروں کو کھودنے کا ذکر ہے وہاں مشرکین کی قبروں کا بیان ہے۔

فَأَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنَبَشَتْ.

(نمبر ۴۵۳، ۴۵۴)

★ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ الفاظ پڑھنے والا پورا دن شیطان سے محفوظ

ہو جاتا ہے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ. (نمبر ۴۶۶)

کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کر دیا گیا

احمد بن صالح بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوسہلہ السائب بن خلاد سے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے پس جب (نماز سے) فراغت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ۔ یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کر دیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا پھر اس نے اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّكَ الذَّيْتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ هَا تُوْنِي (کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے (۴۸۱) جب کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا

قابل امامت نہیں ہے تو کعبہ کے کعبہ، امام الانبیاء والرسول، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہونے والا کب امامت کے قابل ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کعبہ کو مخاطب ہو کر فرمایا! اے کعبہ مرد مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے (ابن ماجہ) تو جن کے فیض نبوت سے کائنات کو ایمان کی دولت نصیب ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیا ان کی توہین کرنے والا اس نبی کی امت کا امام ہو سکتا ہے۔ اس خیال است و محال است و جنون۔ جن کو خدا نے معراج کی رات اپنی ملاقات و زیارت کے لئے اس قدر اہتمام سے بلایا اور مسجد اقصیٰ میں نبیوں، رسولوں کا اور بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کا منصب عطا فرمایا اور کس شان سے، اس بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

### بلایا لامکاں پہ جب خدا نے

بلایا لامکاں میں جب خدا نے  
 درود پاک حوریں پڑھ رہی تھیں  
 شب معراج مل کر چاند تارے  
 بجاتے تھے خوشی کے شادیاں  
 مرے سرکار کے پیچھے ادا کی  
 نماز شوق سارے انبیاء نے  
 ہوئے جبریل جب سدرہ پہ عاجز  
 لگے آقا ہمارے مسکرانے  
 خدا کو علم ہے یا مصطفیٰ کو!  
 کہ وہ لمحات تھے کتنے سہانے  
 سر ”قوسین“ تحفہ عاجزی کا  
 کیا پیش خدا جب مصطفیٰ نے  
 کئی صدیاں گئیں معراج کے بعد  
 مگر حیران ہیں اب تک زمانے  
 نبی کا جسم بھی معراج میں تھا

کوئی یضان مانے یا نہ مانے

★ ایک شخص نے جب پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں تو صحابہ کرام نے اس کو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔ هَذَا الْاَبْيَضُ الْمَتَكِيُّ۔ یہ

ہیں گورے رنگ والے جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ (نمبر ۴۸۶)

★ پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن زید بتاتے گئے اور حضرت بلال اذان پڑھتے گئے۔ (نمبر ۴۹۸) اور اقامت حضرت عبداللہ بن زید نے کہی۔ (نمبر ۵۱۲)

★ حضرت ابو محذورہ کی پیشانی کے بالوں پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو انہوں نے (ساری زندگی) نہ وہ بال کٹوائے اور نہ منڈوائے۔ (نمبر ۵۰۰، ۵۰۱)

اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود

★ حضرت بلال اذان سے پہلے انگڑائی لے کر یہ دعا کرتے: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْسَدُكَ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی قُرْیَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَكَ۔ اے اللہ میں تیری حمد و ثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مقابلہ میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں اور یہ دعا ہر اذان سے پہلے کہتے اور ایک صحابیہ سنتی تھیں حالانکہ مینارہ پر یہ دعا ہوتی تھی پھر اذان کہتے۔ (نمبر ۵۱۹)

★ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا، دس نیکیاں اور شفاعت واجب۔

(نمبر ۵۲۳)

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ امت کو اتنی بڑی سعادت سے روکا جا رہا ہے کہ خبردار اذان سے پہلے یا بعد درود و سلام نہ پڑھا جائے کہیں زمین نہ پھٹ جائے یا آسمان نہ گر جائے ان لوگوں سے بندہ پوچھے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کے لئے کوئی ٹائم مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت کے علاوہ ہرگز درود و سلام نہ پڑھا جائے جب ایسا نہیں ہے تو حضور علیہ السلام کا امتی جب چاہے اپنے محبوب کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھے اور دس نیکیوں کا حق دار بن جائے، دس گناہ معاف کرالے اور دس درجے بلند کروالے۔ درود و سلام سے روکنا ابو جھل کا مشن تو ہو سکتا ہے ابو بکر صدیق کا نظریہ نہیں ہو سکتا۔



بے یقینی کے دھندلکوں میں ہے امت تیری      آج تو کل سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری  
 قائد قافلہ عظمت و ادراک بشر      ثبت ہے لوح حقیقت پہ صداقت تیری  
 دل میں بوجہل، زبانوں پہ تیرے ذکر کا نور      قہر نازل نہیں ہوتا یہ ہے رحمت تیری  
 وجہ تخلیق بساط ہمہ اسباب و علل      زندگی بخش گئی خلق کو خلقت تیری  
 تیرے مسلک سے جنہیں کوئی سروکار نہیں      وہ بھی کہتے ہیں کہ ہے دل میں محبت تیری  
 دعویٰ عشق نہیں، فخر غلامی ہے مجھے      اور غلامی کا تقاضہ ہے اطاعت تیری  
 حرف حق کب لب اظہار کا محتاج رہا      ہر زمانے سے مسلسل ہے ہدایت تیری  
 چشم گستاخ نے دیکھا لب و رخسار کا رنگ      اور عقیدت کو نظر آئی فضیلت تیری  
 سچ کے اظہار کی عاشور کو توفیق ملی

میرے مولا تیرا الطاف، عنایت تری

★ جب موزن اشہدان محمد رسول اللہ کہتا تو حضور فرماتے: انا انا.

(نمبر ۵۲۶)

★ وقت سے پہلے دی جانے والی اذان کو دہرایا جائے۔ (نمبر ۵۳۲)

★ ظہر یا عصر کے وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بدعت سمجھتے تھے۔ (نمبر ۵۳۸)

### نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت

★ **وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَكُفَرْتُمْ**۔ اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

طریقہ چھوڑ دیا تو تم نے کفر کیا۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرو جن کے لئے اذان کہی

جاتی ہے کیونکہ یہ ہدایت کے راستے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

لئے ہدایت کے راستے واضح فرمادئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا نماز

(باجماعت) سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک

آدمی دو کا سہارا لیکر صف میں آکر کھڑا ہوتا تم میں سے ایسا کوئی ہے جس کے گھر میں

مسجد نہ ہو اور اگر تم اپنے گھروں میں (ہی فرض) نماز پڑھنے لگو گے تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا اور اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑو گے تو کفر تک پہنچ جاؤ گے۔ (نمبر ۵۵۰) آج کا مسلمان ذرا صحابہ کرام کے دور کے ساتھ موازنہ کرے کہ ان کی نگاہوں میں نماز کی کیا اہمیت تھی اور ہماری حالت کیا ہے

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے

شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب

حضرت ابو عبد الرحمن نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُعْرَمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا آيَاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ.

جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کے لئے نکلا تو اسے حج کے لئے احرام باندھ کر نکلنے والے کی طرح اجر ملے گا اور جو چاشت کی نماز کے لئے نکلے اور کوئی مقصد نہ ہو تو اسے عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب ملے گا۔ (مزید فرمایا اور جن دو نمازوں کے درمیان کوئی لغوبات نہ کی گئی ہو تو وہ علیین میں لکھی جاتی ہے)

(نمبر ۵۵۸)

★ سدل ثوب (نماز میں کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا گیا ہے۔ (نمبر ۶۴۳)

★ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ جو توں اور موزوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔

(نمبر ۶۵۲)

★ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے۔ (نمبر ۷۰۸)

★ نماز میں صرف ایک مرتبہ ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کا مجمع عام کے سامنے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانا (اور ظاہر بات ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا واقعہ ہے تو اس حدیث سے رفع یدین والی احادیث کو منسوخ مانا جائے گا۔ یہی احناف کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رفع یدین کرنے والی حدیث منقول نہیں ہے۔ پھر رفع یدین نہ کرنے میں اسکنوا فی الصلوٰۃ پہ عمل ہے جو کہ مطلوب و مقصود ہے۔ (حدیث نمبر ۷۲۸ تا ۷۵۲)

### کارپا کاں راقیاس از خود مکیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک بندے نے کہا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا: میں نے تم سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا کہ کون انہیں سب سے پہلے لکھتا ہے۔ (نمبر ۷۷۰) معلوم ہوا ہر نئی بات بدعت سیئہ نہیں ہے ورنہ ان کلمات کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں دی تھی اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تو نے اپنی طرف سے یعنی نماز یعنی دین میں اضافہ کر دیا ہے بلکہ آپ نے یہ کلمات سن لئے فرشتوں کو آتے دیکھ لیا، ان کی تعداد بھی معلوم کر لی، ان کے آنے کا مقصد بھی جان لیا اور ان کو دوڑتے ہوئے بھی ملاحظہ فرمایا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اتنے امور پہ توجہ ہوتے ہوئے بھی نماز میں توجہ الی اللہ پوری طرح قائم رہی، بنظر غائر دیکھا جائے تو ہر حدیث سے علوم و کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں مگر یہ نگاہ قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی  
مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثنا خوانی  
محبت سرور کونین کی جس دل کو حاصل ہو  
اسے ہوگی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی  
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا انکے قدموں میں  
جنہیں حاصل ہوئی ہے والی بطحا کی درباری

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ کے دم سے ہوئی صحرائشینوں کے مقدر میں جہانبانی  
 نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے جہاں ذکر محمد ہو وہ ساری بزم نورانی  
 کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلائینگے کبھی تو کام آجائے گی میری چاک دامانی  
 ★ ایک صحابی نے ساٹھ حج کئے اور جس اونٹ پہ جو حج کیا ہم اس اونٹ کو بھی  
 پہچانتے ہیں کہ کونسا حج کس اونٹ پہ کیا۔ (نمبر ۸۸۷)

★ سورۃ انفال و توبہ کے مضامین میں مشابہت کی وجہ سے بسم اللہ شریف نہ لکھی  
 گئی۔ (نمبر ۷۸۶)

★ صرف سورۃ فاتحہ کو نماز میں ضروری بتانے والے فصحاء اور فہمازاد کو کیوں  
 بھول جاتے ہیں اور پھر یہ بھی تو ہے قال سفین لمن یصلی وحدہ جو اکیلا نماز پڑھ  
 رہا ہو۔ (نمبر ۳۱، ۳۰، ۸۱۹)

★ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (نمبر ۸۶۴)  
 ★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی نماز ایک رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھنا اور  
 اتنا ہی مبارکوع کرنا، دوسری رکعت میں آل عمران پھر نساء اور مائدہ کی تلاوت۔  
 (نمبر ۸۷۳)

★ دو رکعتوں پہ سابقہ گناہ معاف اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔  
 (نمبر ۷-۹۰۶)

★ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔ (نمبر ۱۳، ۹۱۲)  
 ★ عورتوں کا نماز میں تصفیح (تالی بجانا) یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں  
 بائیں ہتھیلی پہ ماریں۔ (۹۲۲)

سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم  
 جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھنے والے کو  
 کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے تو ایک دن حضرت عبداللہ بن

عمر و رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور (حیران ہو کر) اپنا ہاتھ اپنے سر پہ رکھ لیا۔ جس پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَجَلٌ وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ**۔ مسئلہ یہی ہے لیکن میں تمہاری طرح تو نہیں ہوں۔

(نمبر ۹۵۰)

اس پہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جان لو کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا: **خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ** میں خدا کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ دیگر اراں را ایں دولت میسر نشدہ است۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہے۔ (مکتوبات ۳: ۱۰۰)

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوسرے مقام پہ حضرت مجدد پاک فرماتے ہیں ”حقیقت سے ناواقف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھا جس کے باعث وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے) منکر ہو گئے جبکہ خوش قسمت لوگوں نے رسالت کے رنگ میں دیکھا، آپ کو رحمت عالمیاں جانا، تمام انسانوں سے ممتاز سمجھا تو ایمان جیسی متاع عزیز کے حقدار ہو گئے۔ و از اہل نجات آمدند۔ اور اہل نجات میں سے ہو گئے۔

(مکتوب ۳: ۶۴)

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر راہ نما بن گئے دیکھتے دیکھتے

نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا

حضرت نصر بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی ان سے

حضرت شعبہ نے ابی بشر سے، انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا کہ حضرت ابن عمر

نے تشہد کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بیان فرمائے۔ التحیات  
 لله الصلوات الطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته۔  
 راوی کہتے ہیں قال ابن عمر زدت فيها و برکاتہ۔ اس میں و برکاتہ کا اضافہ  
 میں نے خود کیا ہے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جاری رکھتے ہوئے فرمایا)  
 السلام علينا و على عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله۔ پھر حضرت  
 ابن عمر نے فرمایا زدت فيها وحده لا شريك له۔ اس میں وحده لا شريك له کے  
 الفاظ کا اضافہ میں نے خود کیا ہے۔ (نمبر ۹۷۱)

کسی بھی صحابی یا تابعی نے اس پہ کسی قسم کا اعتراض نہ کیا کہ آپ نے دین  
 (نماز) میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ  
 تو معلوم ہو گیا کہ صحابی اور وہابی کے عقیدے میں فرق ضرور ہے۔ اے مسلمانو! سنبھل  
 کے چلو بڑا نازک دور ہے بات بات پہ ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یہ دور کچھ ایسا ہے کہ لاکھوں ڈھب سے

فرعون یہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ ہوں

★ تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دی جائے۔ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يُشِيرُ بِإصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا۔ (نمبر ۹۸۹)

★ فرائض اور سنن و نوافل کے درمیان وقفہ نہ کرنا اہل کتاب کی ہلاکت کا سبب

بنا۔ (نمبر ۱۰۰۷)

★ جو درمیانہ تشہد بھول جائے اور کھڑا (ہونے کے قریب) ہو جائے تو واپس نہ

آئے اور سجدہ سہو کر لے۔ (نمبر ۱۰۳۶)

★ نماز مکمل کرنے کے بعد ہمیشہ دائیں جانب ہی نہ منہ کیا جائے۔ (نمبر ۱۰۴۱)

★ جمعہ کی نماز سے روکنے کے لئے شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں

پھیل جاتے ہیں تاکہ انہیں کاروبار میں مصروف رکھیں۔ (نمبر ۱۰۵۱)

★ جمعہ کی دوسری اذان (بمعا اقامت تیسری) کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔

(نمبر ۱۰۸۷)

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پہ جلوہ گر ہوئے تو فرمایا: اجلسوا بیٹھ جاؤ۔ جب یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ فرمایا تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا تَعَالَى يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ اے عبداللہ بن مسعود تم آگے آ جاؤ۔

(نمبر ۱۰۹۱)

اپنے قائد کی محبت کا یہ جذبہ کارکنوں میں پیدا ہو جائے تو کیوں نہ اشارہ ابرو پہ جان قربان کرنے کو تیار ہو جائیں لیکن قائد کو اپنے کارکنوں سے اس قدر محبت بھی تو ہو جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائی ہے۔ شکوہ کارکنوں سے نہیں ہے قائدین سے ہے۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری راہبری کا سوال ہے

اب اس دور میں تو حالت یہ ہے کہ الا ماشاء اللہ راہزنوں سے وہ خطرہ نہیں جو کہ

راہبروں سے ہے۔ جانے والا سوچتا ہے کہ اگر اتنا نذرانہ نہ دے سکا تو خدا جانے میرا

کیا حال ہوگا؟ کیا خوب کہا حبیب جالب نے:

لوگ ڈرتے ہیں دشمنی سے تیری ہم تیری دوستی سے ڈرتے ہیں

★ خطبہ و تقریر میں احتیاط، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ

میں کہا جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور جو دونوں کی نافرمانی کرے (یعنی

اللہ و رسول کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا) حضور نے فرمایا: قُمْ أَوْ اذْهَبْ بِشَسِّ الْخَطِيبِ

اَنْتَ دَفْعُ هُوَ جَا تُوْبَرَا خَطِيْبٌ هِيَ۔ (نمبر ۱۰۹۹)

★ خطبہ اور وعظ مختصر ہونا چاہئے۔ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ۔

★ خطبے میں امام کے قریب بیٹھنے سے جنت میں پہلے جائے گا۔ (نمبر ۱۱۰۸)

نور ہی نور عرش پر نور ہی نور فرش پر

میں نے کہا یہ کیا ہے بات اس نے کہا رسول ہیں

★ نماز عید سے پہلے اور بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

(نمبر ۱۱۵۹)

### ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ فوراً سجدے میں گر گئے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اس وقت سجدہ کرنے کا کیا مطلب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ إِذَا رَأَيْتُمُ آيَةَ فَاسْجُدُوا۔ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ پھر فرمایا وَآيُ الْآيَةِ أَكْبَرُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے سے بڑھ کر کون سی بڑی نشانی ہوگی۔ (نمبر ۱۱۹۷) انے غافل مسلمان جن کے بارے میں قرآن میں لستن کا حد من النساء کے الفاظ آئے ہیں کہ اے میرے محبوب کی بیویو! دنیا میں کوئی عورت تمہاری عظمت و شان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور جن کے دنیا سے اٹھ جانے کو حضرت ابن عباس جیسے حبر الامۃ عظیم نشانی قرار دے رہے ہیں تیری اور میری کیا حیثیت ہے۔ اپنے کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں جبکہ آخرت میں نبی علیہ السلام کی ازواج پاک تو آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گی اور تیرا میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا کبھی اس نکتے پر بھی غور کر کے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔



تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے  
 کھوج ملتا ہے یہاں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں  
 گونجتے تھے جن کی نوبت تھے زمین و آسمان  
 چھپ کھڑے ہیں مقبروں میں بعد ازاں کچھ بھی نہیں  
 چار دن کی زندگی ہے پھر اندھیری رات ہے  
 تیرا یہ حسن و جمال اے نوجوان کچھ بھی نہیں

★ سفر و حضر میں نماز کی دو دور کعتیں فرض تھیں پھر سفر میں تو وہی دو قائم رہیں

اور حضر میں اضافہ کر دیا گیا۔ (نمبر ۱۱۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (نمبر ۱۲۳۳)

جنہوں نے وتروں کو نوافل میں شمار کیا انہوں نے وتروں کو بھی سواری پہ پڑھنے کا ذکر فرمایا۔

★ مغرب کے فرض کے بعد والی نماز کو گھر کی نماز قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم مغرب کی دو سنتوں میں اتنی لمبی قرأت فرماتے کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو

چلے جاتے تو آپ پھر بھی نماز ادا فرماتے رہتے۔ (نمبر ۱۳۰۱، ۱۳۰۰)

ان کی دھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد

مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات

اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری اور آپ کے لئے وضو اور قضائے حاجت کے

لئے پانی پیش کیا تو آپ نے (خوش ہو کر فرمایا) سَلِّئِنِيْ مِنْهُ مِنْ مَّاءٍ۔ تو میں نے آپ

سے جنت میں آپ کی ہمساہنگی مانگی پھر آپ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے

تو مانگ لے۔ (نمبر ۱۳۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہنے والے

سوچیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو نعوذ باللہ شرک کی دعوت دی ہے

اور کیا صحابی نے مافوق الاسباب چیز مانگ کر شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر توحید کہاں سے ملے گی؟ اور محدثین نے یہ احادیث لکھ کر کیا امت مسلمہ کو مشرک بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها  
ومن علومك علم اللوج والقلم

(امام بویری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً فرمانا کہ مانگ (جو کچھ بھی مانگنا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر نعمت دے سکتے ہیں۔ یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ ممکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری  
بدر گاہش بیا وھرچہ می خواہی تمنا کن

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۱۳۵۳)  
★ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایک مجلس کے اندر سات سات بار جبریل امین حاضر ہوتے رہے (انزل القران علی سبعة احرف حتی بلغ سبعة احرف - ۱۴۷۸) مولانا حسن رضا فرماتے ہیں:

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر

بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

★ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نیوں کے اجسام (کا کھانا یعنی ان کو نقصان

پہنچانے) کو حرام فرما دیا ہے۔ (۱۵۳۱)

★ جو کوئی اپنے بھائی کے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور دعا

کرنیوالے کے لئے بھی۔ (نمبر ۱۵۳۴)

★ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) والد کی۔ (۲) مسافر کی اور (۳) مظلوم کی۔ (نمبر ۱۵۳۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے۔ بزدلی، بخل، بُری عمر، امراض قلب اور عذاب قبر سے۔ (نمبر ۱۵۳۹) امتی بھی پناہ مانگے گا تو ضرور، خلاصی ہوگی۔ نہ بھی ہوئی تو یہ چیزیں کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔

عشق کی آگ میں جو بھی جل گیا نار دوزخ سے وہ گھبراتا نہیں  
قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہو گئی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہاں ایک انصاری ابو امامہ بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا بات ہے میں تمہیں مسجد میں ہی بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ نماز کا وقت نہیں ہوتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! تفکرات اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جب تم اسے کرو گے تو تمہارا غم دور ہو جائے اور قرض اتر جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا صبح و شام یوں کہا کرو: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں کمزوری اور سستی سے اور تیری پناہ لیتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے دبا۔ (قہر و غضب) سے۔ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمِّي وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی دور فرمادی اور قرض ادا کر دیا۔ (نمبر ۱۵۵۵) مدینے والی سرکار کا تصور کر کے آپ کی بتائی ہوئی

ہدایات پہ عمل کرنے سے سارے کام ہو جاتے ہیں کیونکہ محبوب خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ لہذا ہاتھ اٹھا کر آنسو بہا کر حضور کا واسطہ رب کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کرنے سے قبولیت یقینی ہے۔

بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے  
تم ہو جاتے کہاں صدا کے لئے ہے مدینہ تو ہر گدا کے لئے  
یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا دل بنایا ہے مصطفیٰ کے لئے  
جانے کب آئیں وہ طبیب میرے مرض بڑھتا ہے یہ دوا کے لئے  
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے  
ہے حسن اس امید پر زندہ جان نکل جائے مصطفیٰ کے لئے

## کِتَابُ الزَّكْوَةِ (زکوٰۃ کا بیان)

★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعَدُّ لِلْبَيْعِ۔ ہم تجارتی مال سے زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ (نمبر ۱۵۶۳)

★ لوگوں کو بتدریج اسلام، نماز، زکوٰۃ کی دعوت دی جائے۔ مظلوم کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں۔ زکوٰۃ (لینے دینے) میں زیادتی کرنے والا اس سے روکنے والے کی طرح ہے۔ (نمبر ۸۷، ۱۵۸۶) زکوٰۃ وصول کرنے والے کو عدل و انصاف سے زکوٰۃ کا مال وصول کرنا چاہئے۔ کمی بیشی کرنے کا وبال اسی پر ہوگا۔ مال کو چھانٹ کر نہ لے بلکہ درمیانی جانور لے اور زکوٰۃ دہندگان کے حق میں دعائے خیر کرے کیونکہ منصف مصدق کی دعا قبول ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندگان بھی مصدق سے ساتھ تعاون کریں اور ایسا کہ اس کا دل موہ لیں تاکہ اس کے دل سے دعائیں نکلیں، اس سے اپنا مال نہ چھپائیں گے کیونکہ اس سے چھپا بھی لیں گے تو اللہ سے تو نہیں چھپا

سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مصدق تم پہ ظلم بھی کرے تو بھی اس کو راضی رکھو (تم پہ ظلم کا بدلہ خدا خود اس سے لے گا) (نمبر ۱۵۸۹) آج حکمرانوں کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ بقول اقبال:

خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست خود سر تخت ملوکیت نشست  
الہی پھر مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر صلاح الدین غازی سا کوئی سلطان پیدا کر  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے

ہمارے حکمران لوگوں پہ زیادتیاں بھی کرتے ہیں اور پھر ان پہ طرح طرح کے رعب جما کر اپنی جیبیں بھی بھرتے ہیں ورنہ ان کو کئی قسم کی مشکلات و مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكهم بها وصل عليهم ان صلواتك سکن۔ پیارے ان سے زکوٰۃ کا مال وصول کر کے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعا کریں بیشک آپ کی دعا اس کے لئے باعث سکون ہے۔ یقیناً جنت سکون کی جگہ ہے مگر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جب کسی غلام کے لئے دعا کی خاطر اٹھتے ہوں گے تو اس سے بڑھ کر سکون اس کو کہاں ملے گا۔ اس موقع پہ کسی نے اپنے ذوق کا اظہار اس طرح کیا ہے

جنت میں لا کے تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے رضوان میری جنت تو گلزار مدینہ ہے  
آہستہ قدم رکھنا گستاخی نہ ہو جائے یہ فرش نہیں نادان یہ عرش کا زینہ ہے  
ہر شے میں محمد کے جلوؤں کی تجلی ہے دنیا یہ انگوٹھی ہے اور طیبہ نگینہ ہے  
بات چلی تھی دعا سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیعت  
رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بارگاہ میں زکوٰۃ پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس طرح دعا سے  
نوازتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اِلِ فُلَانٍ۔ اے اللہ فلاں کی آل پہ رحمت فرما۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَبِىْ اَوْفٰى۔ اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل پہ رحمت فرما۔ (نمبر ۱۵۹۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کو جو خوشی و سکون حاصل ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ خود قرآن نے بھی گواہی دے دی۔ ان صلواتك سکن لہم۔

نبی کی محفل سجائے رکھنا دیئے دلوں کے جلائے رکھنا جو راحت دل سکون جان ہے وہ ذکر ذکر محمدی ہے وہ گالیاں سن کے دیں دعائیں بروں کو اپنے گلے لگائیں سراپا لطف و کرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے

(۱) مجاہد فی سبیل اللہ۔ (۲) والعاملین علیہا۔ (۳) مقروض ہو۔ (۴) مال زکوٰۃ کو اپنے مال سے خریدنے والا۔ (۵) جس کا ہمسایہ غریب ہو اس کے مسکین کو صدقہ دیا اور مسکین نے غنی کو ہدیہ دے دیا۔ (نمبر ۱۶۳۵، عن عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ) شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسی کیسی آسانیاں رکھی گئی ہیں کہ عام حالات میں یہ لوگ مال زکوٰۃ و خیرات لینے کے خقدار نہیں ہیں مگر جیسے مال غنیمت و قربانی کا گوشت پہلے لوگوں کے لئے حلال نہیں تھا اور اس امت کے لئے حلال ہو گیا اسی طرح بہت سارے احکام میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی وجہ سے اس امت کے لئے آسانیاں پیدا فرمادیں چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔ مگر انہی لوگوں کے لئے جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں۔

نماز عشق کا اک رکن محترم یہ ہے شبیہ سرور کونین روبرو رکھنا  
(راجہ رشید محمود)

کیونکہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَاتَّكَفَلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔ جو مجھے اس بات کا یقین دلائے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اسے جنت کا یقین دلاتا ہوں۔ (نمبر ۱۶۴۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں اور یہی نہیں کہ جو مانگا صرف وہی ملا بلکہ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے۔ حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث گزر چکی ہے آپ نے فرمایا جنت تیری ہوگئی۔ او غیر ذلك۔ اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ دل کی کھڑکی کھلی رہنے دو محبوب کی یاد کا دل میں بسیرا کرو ایک دن ضرور دستک ہوگی کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔

صرف اتنا یاد ہے دستک ہوئی تھی اک بار

زندگی بھر دل کا دروازہ کھلا رہنے دیا

★ سائل گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے (بشرطیکہ پیشہ ورنہ ہو) تو اس کو اس کا

حق دو (نمبر ۱۶۶۵)

★ اللہ تعالیٰ کے نام پہ جنت ہی مانگی جائے۔ (نمبر ۱۶۷۱) آج لوگ بے

دھڑک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ایک ایک روپیہ اور اس سے

بھی کم چیز کا سوال کرتے ہوئے نہیں شرماتے اور اس طرح اللہ رسول کے نام کی بے

وقعتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تو پھر اللہ ہے اس کے رسول اکرم کا مقام کون بیان

کر سکتا ہے۔

زمین و آسماں جھومے عقیدت کا سلام آیا

زباں میری پہ جب بھی ساتی کوثر کا نام آیا

بن بن کر امام آتے تھے اپنی اپنی امت کے

مگر میرا نبی (ﷺ) بن کر رسولوں کا امام آیا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ملنے والی تھیلی جس میں دو سو دینار تھے دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا (یا تین سال راوی کو شک ہے) پھر فرمایا گنتی یاد رکھنا مالک آجائے تو لوٹا دینا ورنہ خود فائدہ اٹھالینا۔ (نمبر ۲-۱۷۰۱)

★ لقطہ (گری پڑی چیز) پہ ایک یا دو معتبر گواہ بنا دیئے جائیں۔ (نمبر ۱۷۰۹)

تا کہ بوقت ضرورت واپس کی جاسکے اور حقدار کو اس کا حق کما حقہ مل سکے یہ ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ نہیں ڈوبتے دریاؤں کی طغیانی میں جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

## کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)

★ بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا (پہنچنا) جائز نہیں ہے۔ (نمبر ۱۷۲۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کی کس قدر خیر خواہی فرمائی ہے کہ حج جیسی عبادت کو بھی بغیر محرم کے معلق فرمادیا تو ایک مسلمان عورت کو بغیر محرم کے بیرون ممالک کے دورے کرنا اور غیر مردوں کے سامنے کرکٹ کبڈی میں بے پردہ ہو کر کھیلنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ جس عورت کو اپنی آخرت کی ذرہ برابر بھی فکر ہے وہ کبھی ایسی بے ہودہ حرکتوں کا ارتکاب نہیں کرے گی۔ آخرت میں آرام ملے گا تو مغرب کی غلامی سے نہیں بلکہ امام المشرقین والمغربین کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنانے میں میسر آئے گا۔ جو لوگ انسانیت کا قتل عام کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی بات کرتے ہیں وہی درحقیقت انسانیت کے دشمن ہیں اور انسانیت کا سچا خیر خواہ کون ہے؟

یہ منظر پیش کرتا ہے میرا مذہب زمانے کو

کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پہ غلام آیا

ظہور زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی کوئی

بجز حب نبی نہ کوئی جذبہ میرے کام آیا



## توکل کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ حج کرنے جاتے اور زادراہ (سفر خرچ) ساتھ نہ لے جاتے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ یمن کے کچھ لوگ تھے) اور کہتے نَحْنُ الْمَتَوَكِّلُونَ۔ ہم خدا پر توکل کرنے والے ہیں (اور وہاں جا کر بھیک مانگتے تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وتذروا فان خیر الزاد التقوی۔ زادراہ ساتھ لے کر جاؤ اور بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔ (نمبر ۱۷۳۰) بتایا گیا کہ جو کام میرے حبیب نے تمہیں بتایا ہے وہی نیکی ہے اور وہی تقویٰ ہے اور حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے منحرف ہونا نہ اس میں عزت ہے اور نہ ہی کوئی ثواب ہے۔ ساری عظمتیں اور فضیلتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دی گئی ہیں۔

زمین اونچی زمین سے آسمان کا ہے مقام اونچا  
یونہی پھر آسمان سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا  
یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لاکلام اونچا  
یونہی پھر لامکاں سے ہے محمد کا مقام لونچا

اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ

★ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نحر (قربانی) کے لئے اونٹ پیش کئے گئے تو ہر اونٹ دوڑ کر آگے آتا کہ حضور پہلے مجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائیں۔ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيْتِهِنَّ يَبْدَأُ۔ (نمبر ۱۷۶۵) کاش آج کے مسلمان کے دل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر کٹ مرنے کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ جب جانور حضور علیہ السلام کی اتباع کا جذبہ رکھتے ہیں تو انسان کو تو حکم ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ بحببکم اللہ۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بھی بنا لے گا اور تمہارے گناہ بھی

معاف فرمادے گا۔ یہ مقام اس کو نصیب ہوتا ہے جو جیتا بھی حضور پاک کی غلامی میں ہے اور مرتا بھی حضور علیہ السلام کی محبت میں ہے۔

جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لئے بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے مر ہی جاتا میں ہجر میں صائم جی رہا ہوں تیری ثناء کے لئے

★ قربانی کے جانور کی کھال قصاب کو بطور اجرت نہ دی جائے۔ (نمبر ۱۷۶۹)

★ یوم حج ہی حج اکبر ہے (چاہے جمعہ کو ہو یا کسی اور دن) (نمبر ۴۶-۱۹۴۵)

### حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَوْنِي شَخْصٌ بَعْدِي أَيْسَاءٌ هِيَ جَوْسَلَامٌ بَعْدِي مَكَرَ اللَّهُ تَعَالَىٰ مِيرِي رُوحٌ كَوَلُوْنَا دِيْتَا هِيَ اَوْرِي مِيْنِ خُوْدِ اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (۲۰۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشی غلام بھی ہر وقت اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور آپ کے عرشی غلام ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام ہر آن درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور آپ اپنے ہر غلام کو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں یہی تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شعائیں نور کی پھوٹیں گی تیرے سینے سے

ملا کے دیکھ ذرا سلسلہ مدینے سے

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ

صَلَاتِكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ۔ (۲۰۴۲) اور مجھ پہ درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود

مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

تیرا آستان جو نہ مل سکا تیری راہ گزر کی زمین سہی  
ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

## کِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ

(نکاح اور طلاق کا بیان)

★ چار باتوں کی وجہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ مال، حسن و جمال، حسب و نسب اور دین اور جو دین داری کی وجہ سے نکاح کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ (۲۰۴۷)

★ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ (رضاعت) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (نمبر ۲۰۵۵)

★ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ہی وقت میں ایک شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (نمبر ۲۰۶۶)

★ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو (چھپ کر) دیکھنے کی اجازت (نمبر ۲۰۸۲)

★ دو ولیوں نے یکے بعد دیگرے ایک (نابالغہ) عورت کا نکاح کر دیا تو پہلے کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح بیع کا معاملہ بھی ہے۔ (نمبر ۲۰۸۸)

★ شب زفاف بیوی کے پاس جانے سے پہلے اس کو کچھ دینا۔

(نمبر ۲۶-۲۱۲۵)

★ آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں، زبان اور منہ کا زنا۔ (نمبر ۵۳-۲۱۵۲) کانوں کا

زنا۔ (نمبر ۲۱۵۳)

★ جس نے عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بدظن کیا وہ ہم

میں سے نہیں ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ (نمبر ۲۱۵۷)

★ بیوی کو بہن کہنا منع ہے مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ (نمبر ۱۱-۲۲۱۰)  
 ★ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو حضرت سارہ کو اپنی بہن کہا وہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے (الضرورات تبیح المحظورات) (نمبر ۲۳۱۲)  
 ★ بلاوجہ خاوند سے طلاق مانگنے والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔  
 (نمبر ۲۲۳۶)

★ میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو ان کا سابقہ نکاح ہی برقرار ہے۔ (نمبر ۳۹-۲۲۳۸) لیکن عورت نے اگر کہیں اور نکاح نہیں کیا اگرچہ دونوں دارالسلام میں رہیں یا دارالکفر میں یا ایک دارالسلام میں اور دوسرا دارالکفر میں تو بھی نکاح قائم ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا اور دوبارہ نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک مدت (چھ سال) کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ (نمبر ۲۲۴۰)

حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرا کرانا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے یمن سے آکر کہا: حضرت علی کے سامنے تین آدمیوں کے بارے میں جھگڑا پیش ہو اس جنہوں نے ایک ہی طہر میں کسی عورت سے صحبت کی۔ حضرت علی نے ان میں سے دو کو کہا بخوشی لڑکا تیسرے کو دے دو مگر وہ دونوں چیخے چلائے یعنی نہ مانے پھر باقی دو کو بھی اسی طرح فرمایا وہ بھی نہ مانے تو فرمایا: تم جھگڑے والے برابر کے شریک ہو۔ لہذا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اسی کا ہوگا اور وہ اپنے ساتھیوں کو دو تہائی دیت ادا کرے گا۔ پس ایسا ہی کیا جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اس کو دے دیا۔ فَضَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَضْرَاسُهُ أَوْ نَوَاجِذُهُ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ (نمبر ۷۰۶۹-۲۲۶۹)

★ دور جاہلیت کے نکاح کی چار قسموں کا ذکر (مذکور حدیث میں بھی انہی میں سے کسی قسم کا ذکر ہے) (نمبر ۲۲۷۳) ورنہ تو قانون ہے الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرِ۔ بچہ بستر (نکاح) والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (نمبر ۳۲۷۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دے کر پھر رجوع فرمایا۔ (نمبر ۲۳۸۳)

★ حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں طَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔ (نمبر ۲۳۸۸)

★ حلالہ کا بیان: لَا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الأَخْرِ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا. (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ ثلاثہ کو فرمایا) وہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے اور دوسرا اس کا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (نمبر ۲۳۰۹)

## كِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)

★ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ. (نمبر ۲۳۵۳)

دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ (افطار) میں دیر کیا کرتے تھے۔

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی

سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔ (نمبر ۲۳۵۷)

★ روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ نہ کیا جائے۔

(نمبر ۲۳۶۶)

اسی طرح روزہ دار کلی کرتے ہوئے غسل کرتے وقت غرارہ بھی نہ کرے گا۔

★ روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ يَكْحِلُ وَهُوَ صَائِمًا۔ (۲۳۷۸)

★ بوڑھے کو روزے کی حالت میں بیوی سے میل جول (مباشرت) کی

اجازت دی اور جوان کو منع فرما دیا۔ (نمبر ۲۳۸۶)

★ اپنے آپ کو تہمت کے مقامات سے بچاؤ کیونکہ شیطان کسی کے دل میں کسی

کے بارے میں بھی کسی قسم کا وسوسہ پیدا کر سکتا ہے۔ اِنَّ الشَّيْطَانَ يُجْرِي مِّنَ

الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔

(نمبر ۲۳۷۰) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اعتکاف میں تھے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت کسی کام کے لئے حاضر

ہوئیں، کچھ باتیں کیں اور پھر واپس جانے لگیں تو دو انصاری صحابی گزرے۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک کر فرمایا یہ صفیہ بنت حنی (میری بیوی) ہے تاکہ تمہیں کوئی

غلط فہمی نہ رہے۔

## كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

★ فَإِنَّ الرَّفِقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا

شَانَهُ نرمی سے کام سنور جاتا ہے اور سختی سے بگڑ جاتا ہے۔ (نمبر ۲۳۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین کے دشمنوں کے ساتھ

لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا یہاں تک کہ آخری گروہ دجال کے ساتھ لڑے گا۔

(نمبر ۲۳۸۴)

★ **إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى .** میری امت کی سیر و

سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (نمبر ۲۴۸۶)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد

فرمایا: **قَفَلَةٌ كَفَزَوْهَا جِهَادٌ** سے واپسی جہاد ہی کی طرح ہے۔ (نمبر ۲۴۸۷) یعنی اس

سے مراد جہاد سے بھاگنا نہیں ہے یہ تو بڑا سخت گناہ ہے بلکہ فتح کے بعد واپسی یا کسی

عذر کی وجہ سے واپسی مراد ہے یا پھر بار بار پلٹ کر حملہ کرنا مراد ہے۔

میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری

ڈرتا ہوں خرد والے گناہ گار نہ کہہ دیں میں سر کو جھکاتا نہیں جھکتی ہے جبیں آپ

حضرت عبدالنجیر بن ثابت بن قیس کے والد گرامی سے ان کے والد محترم نے

فرمایا کہ ایک عورت جس کو ام خلد کہا جاتا تھا نقاب اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حاضر ہوئی (اور اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی جو جنگ میں شہید ہو گیا تھا)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: حضور سے بات کر رہی ہے تو نقاب اٹھا کے بات کر تو

اس عورت نے جو جواب دیا (وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے کہا)

**أَنْ أُزْرَأَ ابْنِي فَلَمْ أُزْرَأَ حَيَاتِي .** میرا بیٹا مرا ہے میری حیا تو نہیں مری۔

ہم کو نسبت ہے محمد سے نہیں دنیا کا خوف

ہم سے ٹکرانی تو گردش کو بھی چکر آئے گا

جو محمد کے نہیں نظریں جھکا کر جائیں گے

مدح خوان مصطفیٰ تو سر اٹھا کر جائے گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حوصلہ، صبر اور برداشت دیکھ کر ارشاد فرمایا:

**إِبْنُكَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ .** (دوسروں کو ایک ایک لیکن تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا

ثواب ہے) **قَالَتْ وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ .** عرض کیا حضور وہ کس وجہ سے؟ فرمایا

**لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ .** کیونکہ اس کو اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔ (نمبر ۲۴۸۸)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے میرا تو بس یہی ایمان و دین ہے  
اگر تم مقصد عالم نہیں ہو تو پھر کچھ مقصد عالم نہیں ہے  
★ جہاد چھوڑ دینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

ولا تلقوا بایدیکم للی التھلکة۔ (نمبر ۲۵۱۲)

★ کفر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسلحہ بنانے کی فضیلت، تیر بنانے والا،  
پھینکنے والا اور پکڑانے والا تینوں جنتی ہیں۔ (نمبر ۲۵۱۳)

★ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔ (نمبر ۲۵۳۳)

قبر انور سے نور کے جلوے

عجب زلف داری عجب روئے گلگوں گہہ صبح خنداں گہہ تیرہ شامے  
اے شاہ خوبان عالی مقامے نگاہ کن جانے ایں غلامے  
حضرت محمد بن عمرو الرازی، سلمہ بن الفضل، محمد بن اسحاق، یزید بن رومان اور  
عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ.  
جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور  
پھوٹتا رہتا ہے۔

نجاشی حالانکہ باقاعدہ صحابی نہیں ہیں تو جب ان کی قبر کی نورانیت کا یہ حال ہے تو  
پھر اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی مبارک قبروں کے بارے میں فلا اقسام بسواقم للنجوم  
فرمائے اور اس کی تفسیر میں مفسرین لکھیں کہ اس سے مراد صحابہ کرام کی قبریں ہیں کیونکہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند  
ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ جس طرف رخ کیا اسلام کا نور  
پھیلتا گیا اور کفر کا اندھیرا چھٹتا گیا اور اپنے آقا علیہ السلام کے اشارہ ابرو پہ اپنی جانیں  
قربان کرتے گئے۔



رخ سے نقاب ناز اٹھاتے جدھر گئے لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے  
کس کس ادائے ناز سے پلٹا نقاب حسن اک اک ادائے ناز پہ لاکھوں ہی مر گئے

نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے

طالب پاک نبی کے طالب صدا محبت والے لوگ

ابوسلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمرو بن قیس زمانہ  
جاہلیت میں سود لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سود کی وصولی سے پہلے مسلمان ہونا پسند نہ  
کیا یہاں تک کہ اسے وصول کر لیا۔ احد کے دن حاضر ہوئے..... لڑے اور شہید  
ہو گئے۔ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلَّى لِلَّهِ صَلَوةً. (نہ کوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا  
نہ کوئی اور نیک کام کرنے کا) ان سے پوچھا گیا کیا کافروں سے ناراض ہو کر جنگ  
میں شامل ہوئے ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہوئے فرمایا: بَلْ غَضَبًا لِلَّهِ  
وَلِرَسُولِهِ. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غضب سے ڈرتے ہوئے۔ یعنی خدا اور رسول  
نارضا کے لئے جان قربان کر رہا ہوں۔ (نمبر ۲۵۳)

میرے لب پہ ذکر نبی نبی وہ حبیب میرا حبیب ہے

میں بیمار عشق رسول ہوں وہ حبیب میرا طبیب ہے

معلوم ہوا! نیک اعمال ایمان کی تقویت اور بلندی درجات کے حصول کے لئے  
ضروری ہیں مگر انہی پر بھروسہ کر کے عقیدے و ایمان کی پرواہ نہ کرنا دخول جنت کے  
لئے کافی نہیں ہے جبکہ سینکڑوں حج و نمازیں تو محبوب خدا کی ایک بے ادبی پہ ضائع ہو  
جاتی ہیں۔ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات) لہذا دل میں عشق  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرو پھر اعمال صالحہ کا فائدہ اٹھاؤ ورنہ ایک نئی مصیبت  
میں پھنس جاؤ گے

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کے چلے گئے

اور آرزوئے دید بڑھا کے چلے گئے

آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے

اک اور آگ دل میں لگا کے چلے گئے

اور پھر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات کرتے ہو بھلا کوئی حد ہے ان کے عروج کی۔ جہاں تمام نبیوں کے مقامات کی انتہا ہوتی ہے وہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہاں تو ابوالانبیاء بھی عرض کر رہے ہیں ”ابنی صورۃ و ابی معنی“۔

ابتداء کیا انتہاء کیا دونوں عالم دور ہیں

سرحد آدم سے آگے ہے مقام مصطفیٰ

اپنے ہر پروگرام کو باعث ثواب اور اجتماع میں جانے پہ انچاس کروڑ نیکیوں کی بات کرنے والو اور ذکر مصطفیٰ، میلاد مصطفیٰ کی بابرکت محافل کو بدعت کہنے والو! کیا یہی تقاضا ہے کلمہ پڑھنے کا اور اسی نیکی سے لوگوں کو بچانے کے لئے دنیا بھر میں کلمہ پڑھاتے پھر رہے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ نجات چاہتے ہو تو یہ عقیدہ اپناؤ۔

آسمانوں پہ کیوں آتے ہیں نظریہ ستارے اس طرح

قدسیوں میں تو کہیں محفل میلاد نہ ہو

یہ تمنا ہے قیامت میں سب کچھ بھولوں

نام احمد کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو

اب تو ان لوگوں کی بدبختی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اپنے بڑوں کی منقبتیں بڑے

اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ جہادی ترانے بڑے زور و شور سے سناتے ہیں اور جن (نبی

صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں پورا قرآن نازل ہوا ان کے بارے میں قد جاء کم

من اللہ۔ کا ترجمہ بھی یوں کر دیا جائے نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے۔ حالانکہ حضور

نور ہیں اس آیت کی روشنی میں بالاتفاق اور قرآن بھی نور تو اس میں بھی ان حضرات کو

شرک نظر آتا ہے۔ اگر ماتم کرنا جائز ہوتا تو ان کی عقل کا ضرور ماتم کیا جاتا۔ صرف یہی

عرض کروں گا:

میری زندگی پہ نہ مسکرا مجھے زندگی کا الم نہیں  
تیرے غم سے ہو جسے واسطہ وہ خزان بہار سے کم نہیں

عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا تو بھوک کی وجہ  
سے اس کی کمر پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جانور پہ  
بھی یہ زیادتی برداشت نہ کر سکے اور آپ کے قدم انور رک گئے اور فرمایا: اتَّقُوا اللَّهَ  
فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَبَةِ فَاَرَكْبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً. ان بے زبان  
جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پہ اچھی طرح سواری کیا کرو اور اچھی طرح  
کھلایا کرو۔ (نمبر ۲۵۲۸) کیوں نہ کہا جائے۔

تیز جاتا ہے سوار برق سے ان کا کند عرش اعظم سے ہے انکے پاؤں کا تلوا بلند  
جانوروں پہ ظلم نہ برداشت کرنے والے محبوب کی امت پہ جب ہر طرف آج  
دنیا میں ظلم و ستم ہو رہا ہے اور پوری دنیا کے کافر گاجر مولیٰ کی طرح امت مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو کاٹ رہے ہیں خدا ہی جانتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پہ کیا گزر رہی  
ہوگی؟ حضور جیسا رحیم و کریم آقا جس کو مل جائے پھر وہ غیروں کی طرف دیکھے تو اپنی  
قسمت کا ماتم کرے۔

جس سے تو بات کرے یا تیرا چہرہ دیکھے پھر اسے شہر نظر آئے نہ قریہ دیکھے

جانوروں کی مشکل کشائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ نے آنسو بہا کر اپنی تکلیف کا اظہار  
کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر اس کے  
مالک کو بلا کر فرمایا: اَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ اِيَّاهَا فَاِنَّهُ  
شَاكَ اِلَيْكَ اِنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْبِيْبُهُ. تم اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے

نہیں ڈرتے جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ (نمبر ۲۵۴۹) جب جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو انسان کو کیا ہو گیا ہے جو اس عقیدے کو شرک کہہ رہا ہے یقیناً ہمارے آقا یہاں بھی ساری کائنات کی مشکلیں حل فرماتے ہیں اور قبر و حشر میں بھی۔ جب قبر و حشر میں سرکار کی زیارت ہوگی تو سارے مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے۔ پھر حضور پاک کا دیوانہ فرشتوں سے بھی عرض کرے گا۔

آج پوری ہوئی دل کی حسرت کیوں نہ جی بھر کے کپڑوں زیارت قبر میں اے فرشتو نہ آنا میرے سرکار آئے ہوئے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے کسی منزل پر پڑاؤ کرنا ہوتا تھا تو پہلے اونٹوں سے کجاوے اتارتے تھے پھر نماز ادا کرتے تھے (تاکہ جانوروں کو اتنی دیر بھی بلا وجہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے) (۲۵۵۱) حضور پاک کی رحمت کے یہ واقعات کاسن کر دوسرے لوگ بھی اپنی جماعتوں کے سامنے بیان کریں تاکہ جہاں عقیدہ توحید مضبوط ہو وہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و رحمت کے بارے میں بھی پتہ چلے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مہربان ہیں تو خدا کی مہربانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اور زبان اور نگاہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اس تصور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو عرض کریں۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے

وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

★ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةَ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ (رحمت کے) فرشتے ان

لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے درمیان گھنٹی ہو۔ (نمبر ۲۵۵۲) گھنٹی کے اندر

شیطان کا باجا ہے۔ (۲۵۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ، سفید اور زرد رنگ کا جھنڈا (لہذا کسی مخصوص

رنگ کا جھنڈا ضروری نہیں ہے) (نمبر ۹۳-۹۲-۲۵۹۱)

## کرنے کے اصل کام

وہ کام جو کرنے والے ہیں ان کو چھوڑ کر ہم نے آج ان چیزوں کو موضوع بحث بنا لیا ہے کہ آپ کے عمامہ شریف کا رنگ کیا تھا، جھنڈے کا رنگ کیسا تھا، یہ نہیں دیکھتے کہ آپ نے اسلام کے لئے کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس بات کو ضرور پیش نظر رکھتے ہیں کہ حلوہ کھانا سنت ہے لیکن پتھر کھانے کی سنت، لہولہان ہونے کی سنت، پیٹ پر پتھر باندھنے کی سنت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر اصل مقصد سامنے نہ ہو تو خالی رنگوں پہ مناظرے کرنے سے کیا فائدہ؟

امروز قدر گوہر و خارا برابر است : باد سموم و باد مسیحا برابر است  
چوں در مشام اہل جہاں نیست امتیاز سرگین گاؤ و عنبر سارا برابر است  
کسی رنگ کا جھنڈا ہاتھ میں پکڑو اور پوری دنیا پہ چھا جاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے بجا کر یہود و نصاریٰ کے زور کو توڑ کر اسلام کا بول بالا کر دو اور دنیا بھر میں جو مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں ان کو ظلم سے نجات دلا دو اور دشمنان اسلام کو بتا دو۔

مڑ کے بھی مہکدے سے ہم باہر نہ جائیں گے

مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

کیونکہ

جو ان کی بزم ناز میں آئے نہیں گئے جو چل دیے تو پھر وہ بلائے نہیں گئے  
ضعیف، کمزور، مظلوم اور لاچار لوگوں کی پرواہ نہ کرنا اور خود ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنا یہ اسوہ حسنہ نہیں ہے کیونکہ ان کی خبر گیری نہیں کرو گے تو خدا کی رحمت تم سے

بھی روٹھ جائے گی۔ حدیث میں ہے اَبْغُونِي الضُّعْفَاءَ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنصَرُونَ  
بِضُّعْفَائِكُمْ۔ مجھے ضعیف و کمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں انہی کی وجہ سے روزی دی  
جاتی ہے اور مدد کئے جاتے ہو۔ (نمبر ۲۵۹۴)

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے  
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا  
اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اپناؤ گے تو پھر یہ کہنے میں یقیناً حق  
بجانب ہو گے۔

میرا کیا کر سکے گی حشر میں بلا      ناز ہے آپ پہ یا حبیب خدا  
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا میرا      ڈوبتے ڈوبتے ہی سنور جائے گا

### الوداعی دعا

★ اعزہ واقرباء کو الوداع کہتے وقت کی دعا: اَسْتَوِدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ  
وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ میں نے تمہارا دین، امانت اور اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کیا۔  
(زیادہ افراد ہوں تو) دینکم، امانتکم و عملکم کہا جائے۔ (نمبر ۱-۲۶۰۰)

خدا تعالیٰ ہمیں رسمی و مروجہ کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بموقع بموقع کی جانے والی دعاؤں کی برکات سمجھنے کی اور ان کو پڑھنے کی بھی  
توفیق دے کم از کم یہ تو ہے کہ یہ وہ بابرکات کلمات ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
وسلم کی زبان پاک سے ادا ہوئے ہیں۔ آج ہم مدینہ شریف جاتے ہیں تو احد پہاڑ  
کو تکتے ہیں کہ چلو ہر چیز بدل گئی ہے مگر پہاڑ تو وہی ہے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی نگاہیں پڑی ہیں تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی وہاں ہماری بھی نگاہ  
پڑھ جائے گی تو ہو سکتا ہے نجات ہو جائے اور یہ تو وہ الفاظ ہیں جو من و عن سرکار کی  
زبان اقدس سے ادا ہوئے۔ زندگی کے ان لمحوں کو غنیمت جانو اور آج ہی سے تہیہ  
کر لو کیونکہ:

ہر روز حسینوں کا دیدار نہیں ہوتا

محبوب کا جلوہ ہے ہر بار نہیں ہوتا

نية المؤمن خير من عمله مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔  
آج ہی نیت ہو جائے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں بھی یاد ہونی شروع  
ہو جائیں اور مدینہ شریف کی حاضری کا بھی انتظام ہو جائے۔

اے موت ابھی ٹھہر مجھے ہے جینے کی تمنا باقی ہے میرے دل میں مدینے کی تمنا  
تربت پہ میری عطر گلابی نہ چھڑکنا دل میں میرے آقا کے پسینے کی تمنا  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں

کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہم میں روانہ فرمایا  
ان میں سے کچھ واپس آگئے اور سمجھے کہ ہم بھاگنے والوں میں سے ہیں چنانچہ ہم مدینہ  
طیبہ حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر توبہ کرتے ہیں ہم نماز فجر  
سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں بیٹھ گئے جب آپ تشریف لائے تو ہم  
نے ماجرا عرض کیا کہ ”ہم تو فرار ہونے والوں میں ہیں“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: لَا بَلَّ أَنْتُمْ الْعُكَّارُونَ۔ نہیں بلکہ تم جہاد کرنے  
والے ہو۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم (خوشی سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب  
ہو گئے۔ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ تو  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ۔ میں تو مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔  
(نمبر ۲۶۴۷)

آہوں کے سہارے جیتے ہیں اشکوں پہ گزارا کرتے ہیں

ہر وقت عشق کی مستی میں آقا کو پکارا کرتے ہیں

★ ایک عورت کو یقین تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا پھر بھی ہنس ہنس کر لوٹ

پوٹ ہو رہی تھی۔ (نمبر ۲۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کافروں کو جو آپ کو اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے (ان پہ قابو پا کر) معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۶۸۸)

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی  
ابرو کے اک اشارے سے محشر پٹا ہوا

### اولاد کی محبت

★ حضرت ابوالعاص (داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زینب (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کا جہیز میں دیا ہوا ہار اپنے فدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا رِقِّ لَهَا رِقَّةٌ شَدِيدَةٌ۔ فرمط غم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور لوگوں سے پوچھا اگر تم مناسب سمجھو تو ابوالعاص کو بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیا جائے چنانچہ سب نے اجازت دے دی۔ (نمبر ۳۶۹۱)

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب و جگر اور جاں تک پہنچا  
ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جاں تک پہنچا

★ صلح حدیبیہ کے موقع پہ جب عروہ بن مسعود (قریش کے ترجمان) نے بات کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت مغیرہ نے اس کے ہاتھ پہ تلوار کا دستہ مارا اور فرمایا: أَخْرَيْدَكَ عَنْ لَحْيَتِهِ اپنا ناپاک ہاتھ میرے پاک نبی کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ (نمبر ۲۷۶۵) کیونکہ تو نجس ہے اور میرے نبی کے بال مبارک تو وہ ہیں کہ:

جس چمن وچ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں  
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

★ کعب بن اشرف گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسن طرح ٹھکانے لگایا گیا۔ کعب چونکہ بااثر یہودی تاجر اور بہت مالدار تھا اور اس کا اپنا قلعہ بھی تھا قریش مکہ کی اور یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی مسلمانوں کے خلاف بدخواہی پہ آمادہ



رہتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واصل فی النار کرنے والے صحابی حضرت محمد بن سلمہ کو ایسی بات کرنے کی اجازت بھی دے دی جو بظاہر اس کی حمایت میں جاتی تھی تاکہ کسی طرح اس کو پھنسا کر مارا جاسکے چنانچہ اس کا عبرتناک انجام حدیث (نمبر ۲۷۶۸) میں پڑھئے اور سمجھ کر پڑھئے کیونکہ بے سمجھے پڑھنے میں ذہن میں کوئی الجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں:

سمجھ کو سمجھو، سمجھ کے سمجھو، سمجھ سمجھنا بھی اک سمجھ ہے  
سمجھ کو گر تو بھی نہ سمجھا، میری سمجھ میں تو نا سمجھ ہے

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے

★ فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا تین سو اوقیہ (بارہ ہزار درہم) کی کمائی سے بہتر ہے۔ (۲۷۸۵) کاش خدا تعالیٰ ہمیں دنیوی دولت اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ دین و آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کی بھی توفیق دے کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کی شام ہو جائے اور ہم صرف چند گز کفن کا لباس لے کر قبر میں پہنچ جائیں۔ محبت الہی میں مست ہو کر عبادت کرنے میں جو لطف ہے وہ دنیا کے جام و مینا میں کہاں ہو سکتا ہے۔

ساتی پلا دے جام ہن تے شام ہوگئی

دے دے کسے دے نام ہن تے شام ہوگئی

ہم تو وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون کے مقصد کو بھی بھول چکے ہیں اور کل من علیہا فان، کل شیء ہالک کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ آیات شاید ہمارے بارے میں اتری ہی نہیں۔

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں

اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

(منیر نیازی)

دنیا کی رنگینیوں میں کھوجانا اور اپنے رب کو بھی بھلا بیٹھنا یہ کیا عقلمندی کی بات

ہے؟ دنیا جتنی بھی حسین و جمیل اور دل فریب ہے اس کی جنت کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ پچھر کے پر کے برابر اور ہاں جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر بنائی گئی۔ اس پر میر تقی میر کی ایک ظریفانہ رباعی سن لیں کہ جب وہ کسی یورپی ملک میں پراگندہ حالت میں ایک مشاعرہ میں شامل ہوا تو اہل مجلس جو نہ جانتے تھے وہ اس کو ہنس ہنس کے دیکھ رہے تھے اور جب تعارف چاہا تو میر صاحب نے فرمایا:

کیا بود و باش پوچھو ہو یورپ کے ساکنو

ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب

ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

کیا یورپ اور کیا دنیا کی دولت جس کی طرف اب دیندار لوگ بھی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ساری زندگی دولت کمانے کے لئے بیرون ممالک گزار دیتے ہیں۔ الامان الحفیظ۔ حضرت میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

تنے حرف طمع دے یارو تنے ای نکتیوں خالی

خالی نال پیوا میرا میں وی رہ گیا خالی

## کِتَابُ الضَّحَايَا (قربانی کا بیان)

★ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا، بال کٹائے، ناخن اترائے، مونچھیں پست کرائے اور موئے زیر ناف صاف کر لے تو یہی اس کی قربانی ہے۔ (نمبر ۲۷۸۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کو دو دنوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کیا ماہذا؟ یہ کیا ہے؟ یعنی قربانی تو ایک لازم ہے آپ دو کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضْحِيَ

عَنْهُ فَإِنَّا أَضَحَّيْنَا عَنْهُ. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے بھی قربانی کرنا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پہ عمل کر رہا ہوں۔  
(نمبر ۲۷۹۰)

رمز ہستی، راز فطرت سر ذات و کائنات  
ہر خبر پائی تلاش مصطفیٰ کرتے ہوئے

عام لوگوں کو فوت ہونے کے بعد جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے وہ تو ان کی نیکیوں میں اضافہ کے لئے، اخروی نجات کے لئے، گناہوں کی معافی کے لئے کیا جاتا ہے مگر محبوبانِ بارگاہِ خداوندی کی بارگاہوں میں ایصالِ ثواب ان کی ذواتِ قدسیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ تو ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں ہوتے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان کے بعد جب تم میرے لئے مقامِ محمود و وسیلہ کی دعا کرو گے تو تم پہ میری شفاعت واجب ہو جائے گی تو اصل میں نام اپنا ان کے ذکر سے چمکار ہے ہیں ہم:

لوگ چمکاتے چلے جائیں گے اپنے روز و شب  
اسوۂ سرکار سے کسبِ ضیاء کرتے ہوئے

★ اونٹ کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہوگی۔

(نمبر ۹-۸-۲۸۰۷)

★ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

(نمبر ۳۶-۳۸۳۳)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک دنبہ سے کیا۔ (نمبر ۲۸۳۱) لہذا ہر طرح جائز ہوا۔

★ حضرت سفیان نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے خیال میں یہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے مرفوعاً روایت ہے۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنْ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ

وَمَنْ آتَى السُّلْطَانَ افْتِنًا (نمبر ۲۸۵۹)

جنگل (یاد یہات) میں رہنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے شکار کا پیچھا کرنے والا غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس حاضری دے وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

## کِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

★ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگ دست چھوڑا جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اہل و عیال پر خرچہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ (نمبر ۲۸۶۳)

★ زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت ایک سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (نمبر ۲۸۶۶)

★ وصیت کرتے ہوئے ورثاء کو نقصان پہنچانا ساٹھ سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۲۸۶۷)

★ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ فَلَا وَصِيَّةَ لِي وَارِثًا۔ وارث کے لئے وصیت (کی ضرورت) نہیں۔ (نمبر ۳۸۷۰)

★ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہے اور دن بھر خاموش رہنا کوئی روزہ نہیں ہے۔

(نمبر ۲۸۷۳)

★ اگر مرنے والا مسلمان ہو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا صدقہ کرو یا حج کرو تو اس کو ضرور ثواب پہنچے گا۔ (نمبر ۲۸۸۳) مرنے والے کے ورثاء کو جو اپنے پیارے کی وفات کا صدمہ پہنچا اس صدمہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی کہ ہم اس کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں اور ہمارے دل کو تسلی ہوتی رہے کہ اس کو فائدہ پہنچ رہا ہے پھر ایسے محبوب

کی بارگاہ ناز میں کیوں نہ ہر وقت عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہیں اور جسم سے نہیں تو دل سے آپ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

بارگاہ پاک میں پہنچیں ثناء کرتے ہوئے  
 مدعا اپنا حضور مصطفیٰ کرتے ہوئے  
 کوئی آنے جانے والا ہر گھڑی نظروں میں تھا  
 کھوتے یوں نظارۂ غارِ حرا کرتے ہوئے  
 تھام کر دامن کو ان کے بے محابا رو دیا  
 میں کہ گھبراتا تھا ان کا سامنا کرتے ہوئے

(حفیظ تائب)

## کِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان)

★ علم (دراصل) تین ہیں باقی زائد ہیں۔ (۱) محکمہ آیات کا علم۔ (۲) قائم کرنے والی سنتوں کا علم۔ (۳) میراث کے حصوں کا علم از روئے انصاف۔

(نمبر ۲۸۸۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا (بچا ہوا) پانی چھڑکا تو بے ہوش ہوش میں

آگیا۔ (نمبر ۲۸۸۶)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالے میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے تو آپ کے طریقوں میں کتنی برکت ہوگی کاش کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا کر ہوش مندی کی زندگی گزاریں اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کر لیں۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع خدا کی محبوبیت کی علامت ہے فاتبعونی یحببکم اللہ اور آپ کا بولنا خدا کا بولنا وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

یہ کیا اعجاز ہے اے کملی والے خدا لہجے میں تیرے بولتا ہے  
 ★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب اپنی بیماری کی وجہ سے زندگی سے مایوس  
 ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا جَابِرُ لَا أَرَاكَ مَيِّتًا مِّنْ وَجَعِكَ هَذَا.

اے جابر! میں نہیں دیکھتا کہ تم اس بیماری میں فوت ہو جاؤ گے۔ (نمبر ۲۸۸۷)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اس موقع پہ آیت کلالہ کا نزول ہوا۔ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا فتویٰ

خدا نے خود دیا۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ.

اللہ اللہ ان کی زبان کا رتبہ عرش سے فرش نشینوں کو سلام آتا ہے

سلم عليكم طبتهم فادخلوها خلدین۔ فسلم لك من اصحاب الیہین

جا کے طیبہ کی فضاؤں میں محسوس ہوا

آسماں بھی تیرے کوچے کی زمیں ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

أَنَا أَوْلَىٰ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهِ. (نمبر ۲۹۰۱)

میں ہر مسلمان کا اسکی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں لہذا جو قرضہ یا اولاد

چھوڑ کر مرے تو وہ میری ذمہ داری ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے

اور میں اس کا والی وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

اہل علم میں سے بالخصوص امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں، امام احمد خطیب

قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقلاً و تذکیراً بیان فرمایا، امام شہاب الدین خفاجی مصری

نے نسیم الریاض میں اور علامہ محمد عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً بیان کیا۔

من لم یرولایة الرسول علیہ السلام فی جمیع احوالہ ولم یر

نفسہ فی ملکہ لا یدوق حلاوة لسنة۔

جو شخص ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں نہ جانے وہ آپ کی سنت کی حلاوت کو نہ چکھ سکے گا۔  
دل تو کیا سرکار دو عالم کے حضور  
بارہا جاں سے گزرنے کا مقام آیا ہے

### خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان

★ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدہ طلب کیا ان کو نہ عطا فرمایا اور ابن ام مکتوم (ناہینا صحابی) کو دو مرتبہ مدینہ شریف میں اپنا نائب بنایا۔  
(نمبر ۳۱-۲۹۳۰)

★ اچھا وزیر وہ ہے جو حکمران کا خیر خواہ ہو وہ بھولے تو اس کو یاد دلائے اور برا وہ ہے جو اس کے برعکس ہو۔ (نمبر ۲۹۳۲) اس حدیث شریف میں شرعی حکمرانی کے ایسے عمدہ اصول بیان فرمائے گئے ہیں کہ جو لالچ و مفاد پرستی سے بالاتر ہو کر حکومت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ان کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ دو جہاں کے آقا و مہربانی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی کامیابیوں کے لئے ہر قسم کی ہدایت سے نوازا دیا ہے۔ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی۔

کملی والے آقا دو جگ کے سہارے ہیں

والی ہیں وہ امت کے اللہ کے پیارے ہیں

★ جہاد نہ کرنے، زکوٰۃ نہ دینے پر ایک وفد کے ساتھ رضا مندی ظاہر فرمادی مگر

نماز کی معافی نہ دی اور فرمایا: لَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ. جس دین میں رکوع

(نماز، خدا کی بارگاہ میں جھکنا) نہیں اس دین میں کوئی خیر نہیں۔ (نمبر ۳۰۲۶)

★ نجران کے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح فرمائی کہ ان کا کوئی گرجا نہ گرایا جائے گا نہ ان کے کسی پادری کو نکالا جائے گا اور نہ ان کے دین میں مداخلت کی جائے گی جبکہ وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔ (نمبر ۳۰۴۱)

بیٹھا ہوں اس درخت کے سائے میں اس لئے

اک زلف مہرباں تھی اسی چھاؤں کی طرح

### چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

حلال و حرام کا اختیار اللہ اور اس کے رسول دونوں کو ہے۔ (نمبر ۳۰۵۰) قرآن حکیم میں ہے ویحل لهم الطيب ويحرم عليهم الخبيث۔ مسلم شریف کی ایک حدیث (نمبر ۴۷۳) میں گزرا کہ ایک خارجی (یزید الفقیر) نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما پہ اعتراض جڑ دیا کہ آپ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے حالانکہ قرآن فرماتا ہے کلبا اراوا ان یخرجوا منها اعیدا فیہا۔ (غور کرو جابر بن عبد اللہ کو قرآن سمجھا رہا ہے) انہوں نے فرمایا فہل سعت ببقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو نے محمد رسول اللہ کے مقام (محمود) کے بارے میں نہیں سنا۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است۔ آج کل بھی اسی ذہنیت کے لوگ قرآن فہمی کی بات کر کے بڑے بڑوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جن اولیاء کی وجہ سے دین پھیلا وہ نعوذ باللہ سب بے دین تھے اور آج ان کو پتہ چلا ہے دین کیا ہے شریعت کیا ہے اور عقیدہ توحید کیا ہے۔ ان ابلیسی توحید والوں کو کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ یہ حکمت اپنی گھر رکھے ہمیں بیمار رہنے دیں۔ اور صاحب اختیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بارے میں اس کے سوا کیا کہوں: وہ رفعت خیال وہ حسن بیاں نہیں جو کچھ کہا حضور کے شایان شاں نہیں ہم پہچانے جو مقام رسالت رموز عشق وہ دل نہیں، وہ آنکھ نہیں، وہ زباں نہیں



پاس ادب ہے شرط متاع ہنر کے ساتھ یہ کوچہ حبیب ہے، کوئے بتاں نہیں  
 سرکار دو جہاں سا کوئی کائنات میں مشفق نہیں، رفیق نہیں، مہرباں نہیں  
 کردار وہ، کہ اپنے پرانے امیں کہیں محسن وہ، جس سے دشمن جاں بدگماں نہیں  
 عفو و عطاء، نمود و نمائش سے بے نیاز جود و سخا میں مصلحت اندیشاں نہیں  
 اتنے سکڑ گئے ہیں محبت کے فاصلے اب میرے اور ان کے کوئی درمیاں نہیں  
 اعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ

سایہ ہے ان کا سر پہ مرے آسماں نہیں

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کے ساتھ قرضہ کے سلسلہ میں  
 بدکلامی کرتے والے کا سارا قرضہ اتار دیا اور حضرت بلال خوش ہو گئے۔ (نمبر ۳۰۵۵)  
 ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

★ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے  
 درختوں کا علاقہ عطا فرما دیا۔ (نمبر ۳۰۶۹) اس حدیث کا حوالہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ  
 میں نے ایک بد زبان شیعہ ذاکر کی زبان سے خود بھری مجلسوں میں زمانہ طالب علمی میں  
 سنا کہ وہ بکو اس کر رہا تھا ”ہم سے صحابہ کے بارے میں بات نہ کیا کرو ورنہ تمہیں  
 بتائیں گے کہ کس کے باپ کا نام کیا ہے اور کس کے باپ کا نام کیا ہے اور حضرت زبیر  
 کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا جس کے باپ کا پتہ ہی نہیں اس کا باپ پوری عوام کو بنا  
 دیا یعنی حضرت زبیر بن عوام۔ وہ بد بخت کیا جانے کہ حضرت زبیر حواری رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی  
 اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے  
 صاحبزادے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں نوعمری میں اسلام قبول کیا تمام غزوات  
 میں شریک ہو کر داد شجاعت وصول کی۔ راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ جنگ  
 جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ تھے، میدان کارزار گرم ہوا تو حضرت علی نے انہیں

مصروف پیکار دیکھ کر بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سنایا بس فرمانِ اقدس سننے کی دیر تھی کہ جنگ سے ہاتھ اٹھالیا اور مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور راستے ہی میں عبداللہ بن جرموز یا عمیرہ بن جرموز نے وادی سباع میں دھوکے سے شہید کر دیا۔

### صحابہ کرام کی توہین بد بختی کی انتہا ہے

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں بدکلامی کرنے والا بد بخت ہے۔ پھر ایسے عظیم الشان صحابی کے بارے میں ایسی گندی بات کرنا یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا۔ یقیناً ایسے بدکلام کو دوزخ تک لے جائے گا۔ حبیبِ جالب نے تو شاید کس مقصد کے تحت کہا تھا مگر ایسے بد زبانوں کی بدزبانی یاد آتی ہے تو یہ نظم اس موقع پر بے جا نہیں لگتی ہے۔ بیکسوں غریبوں کی جگہ صحابہ کا لفظ پڑھ لیں اور امیروں متکبروں کی جگہ ایسے بد زبان ذاکروں اور جگ ہنسائی کی جگہ ان کی مجلسوں میں جو بدزبانی ہوتی ہے اور اس کو سن کر واہ واہ کی آوازیں اٹھائی جاتی ہیں وہ مراد لے لیں۔

ہوئی ظلم کی انتہاء کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

غریبوں کی عزت کھلونا بنی ہے ازل سے امیروں کی گردن تنی ہے  
کرن کوئی چھوتی نہیں بیکسوں کو جہاں روشنی ہے وہیں روشنی ہے

نئے چاند سورج اگا، کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

یہی ایک فیصد ہیں گھیرے خدائی انہی کی بدولت ہے ہر جگ ہنسائی  
ترے نام پر نفرتیں بانٹتے ہیں دہائی محبت کے رہبر دہائی

نشاں ان کے شر کا مٹا کملی والے

بچا کملی والے، بچا کملی والے

تجھی کو ہر اک زخم اپنا دکھاؤں کسی مقتدر کا نہ احساں اٹھاؤں  
مددگار تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا مدد کے لئے میں تجھی کو بلاؤں

یہی آئی دل سے صدا کملی والے

بچا کملی والے ، بچا کملی والے

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کے ایک شخص کی قبر کے اندر کے حالات

دیکھ لئے اور ہزاروں سال بعد یہ بھی بتا دیا کہ اسکی قبر کھودو گے تو تمہیں سونے کی سلاخ

بھی ملے گی۔ (نمبر ۳۰۸۸)

اور کوئی غیب تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

## کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)

★ مومن بیمار ہونے کے بعد جب شفا پاتا ہے تو اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ

ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت اِنْ اَصَابَهُ السَّقْمُ ثُمَّ اَعْفَاهُ اللّٰهُ

مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَّهِ فِيهَا يَسْتَقْبِلُ ..... اور

منافق ..... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار فرماتا ہے۔ (نمبر ۳۰۸۹) اور اس پیار کا

مکمل ظہور اس وقت ہوگا کہ

حشر میں جب آقا کی سواری آئے گی

ان کے صدقے میں رحمت نکالی جائے گی

★ جیسے آگ سے سونے چاندی کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح بیماری

سے گناہوں کی میل اتر جاتی ہے فَاِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ ..... (نمبر ۳۰۹۲)

★ شہادت اگرچہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کسی عزیز کی شہادت پہ غمگین ہونا

تقاضائے فطرت ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ دے رہے تھے اور رو رہے تھے۔ (نمبر ۳۱۶۳) اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان (حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ) کی شہادت پر غم کا اظہار فرمایا: يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنَ۔ (۳۱۲۲) لہذا نام نہاد جہادی تنظیموں کا لوگوں کے بچوں کو مروا کر جشن و خوشیاں منانا کس کھاتے میں جائے گا شاید اس لئے کہ ان کے شہید چند ماہ بعد بخیر و عافیت اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔ ایسی شہادت پہ خوشیاں منائی جاسکتی ہیں قاری حفیظ بے چارہ قسمت کا مارا اب تک رو رہا ہے کہ حافظ سعید نے میرے بیگناہ بچے کو مروا دیا۔

شیخ دوزخ سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے  
ہم تو صورت ہی تیری دیکھ کے ڈر جاتے ہیں

بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا۔

مگر حضرت امیر حمزہ عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا منظر سامنے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کی اذیت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا۔ (نمبر ۳۱۳۶) اب ہم آج کل کے نام نہاد لیڈران کے کردار کو دیکھیں یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں۔

یہ زائران حریم مغرب لاکھ رہبر بنیں ہمارے

بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

★ حضرت عائشہ صدیقہ افسوس فرماتی تھیں کہ گاش وہ بات جو مجھے بعد میں یاد

آئی وہ پہلے یاد آجاتی اور ہم (ازواج مطہرات) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتیں

(کیونکہ خاوند کی وفات کے بعد بیوی اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے غسل بھی دے

سکتی ہے لیکن بیوی کے مرنے کے بعد خاوند اس کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا اور غسل بھی

نہیں دے سکتا) (نمبر ۳۱۴۱)

★ کفن میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا گیا: فَإِنَّهُ يَسْلُبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا. کیونکہ آخر کار وہ جلد ہی خراب ہو جائے گا (تو فضول خرچی کرنے کی کیا ضرورت ہے لہذا گدے چادریں بچھانے سے پرہیز کیا جائے) (نمبر ۳۱۵۴)

★ بہترین قربانی سینگوں والے دنبے کی ہے۔

خَيْرُ الْأُضْحِيَّةِ الْكَبِشُ الْأَقْرَنُ. (نمبر ۳۱۵۶)

★ غیر مقلدین کو چاہئے کہ میت کو کندھا دینے پر وضو کیا کریں کیونکہ حدیث میں ہے وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. (نمبر ۳۱۶۱) اسی طرح کی الزامی باتیں کتاب کے آخر میں لکھی جائیں گی تاکہ صرف اونچی آمین، رفع یدین وغیرہ پر سارا زور لگانے والے ان باتوں کی طرف بھی توجہ کریں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت و شان

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں (یا احتیاط کے پیش نظر فرماتے ہیں) سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ. اپنا ساتھی (مرنے والا) مجھے پکڑاؤ (تاکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاروں) جب تحقیق کی گئی کہ اس کو اتنا بڑا اعزاز کیوں عطا کیا جا رہے تو معلوم ہوا کہ فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَدْعُو صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ. یہ دنیا میں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا۔

(نمبر ۳۱۶۴)

بہت سارے علماء ذکر خفی کو افضل کہتے ہیں کیونکہ اس میں ریا کاری نہیں ہوتی لیکن اونچی آواز سے ذکر کرنے والے کو اللہ کے نبی کی بارگاہ سے یہ اعزاز ہے نصیب۔ لہذا ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق ذکر کرتا رہے مگر دوسرے پر تنقید نہ کرنی

چاہئے۔ بلند آوازوں سے ذکر کرنے والے کو کسی نے جب ریاکار کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریاکار نہیں بلکہ آواہ آہ وزاری کرنے والا ہے۔ (مسند احمد) جس کو الف بھی نہیں آتی وہ بھی اپنے آپ کو سو فیصد صحیح اور دوسرے کو کم از کم ننانوے فیصد غلط سمجھتا ہے۔

کہاں مارا ہے لاکر آدمیت کی تمنا نے

یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

مگر ایسوں کو جواباً کہا جاسکتا ہے کہ:

اتنی بدخونیاں نہیں اچھی ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

کوئی پوچھے تو مدعا کیا ہے

اور مدعا اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جب مرے گے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے رحمت والے نورانی ہاتھوں سے ہمیں قبر میں اتاریں گے۔

راہزنوں اور زاہبروں کو غور سے پہچان کر

مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

★ جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(نمبر ۳۱۶۶) اور چالیس مخلص مسلمان بھی نماز جنازہ میں شامل ہو جائیں تو ان کی

سفارش قبول ہوگی۔ (نمبر ۳۱۷۰)

★ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا عمل منسوخ ہو گیا۔ (نمبر ۳۱۷۵)

★ نبی علیہ السلام کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ (کسی کو قتل کرانے کے لئے)

اشارے سے کام لیں۔ قتل ہونے والا قتل سے بچ گیا اور اس کو اسلام کی دولت نصیب

ہوگئی۔ (نمبر ۳۱۹۴)

إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيِّ أَنْ يُؤْمِضَ. (حدیث کے آخری الفاظ)

★ عورت کا جنازہ پڑھاتے ہوئے میت کے درمیان میں کھڑے ہونا اور چار

تکبیر نماز جنازہ کی حدیث۔ (نمبر ۹۶-۳۱۹۵)

### نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْبَيْتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ. جب تم میت پہ نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو پھر خالصتاً اس کے لئے دعا کرو۔ (نمبر ۳۱۹۹) کیونکہ پہلی دعا تو سب کے لئے ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا..... نہ کہ خالصتاً میت کے لئے۔ پھر فاتعقب کے لئے ہے کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کیا کرو۔ بعض لوگ بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں جی نماز جنازہ خود دعا ہے تو دعا کے بعد دعا کرنے کا کیا مطلب؟ اس کا ایک جواب تو حدیث میں آگیا کہ نماز جنازہ کی دعا خالص میت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ سب کے لئے ہوتی ہے جب کہ حدیث میں خالص میت کے لئے دعا کا حکم ہے اور دوسرا جواب الزامی ہے جو یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دعا کی جائے تو وہ بد دعا ہو جاتی ہے؟

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانہ کا نام مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟

ہاں یہ مسئلہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہئے اسی جگہ کھڑے ہو کر نہ کی جائے تاکہ نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ پیدا نہ ہو۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۳۳) پھر دعا تو عبادت کی جان اور مغز ہے اس سے روکنا کس قدر بدبختی ہے۔ حدیث میں ہے لیس شیء اکرم علی اللہ تعالیٰ من الدعاء۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) اللہ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن مجید میں ہر وقت دعا کا حکم ہے اور قبولیت کی بشارت بھی ہے۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ (البقرہ: ۱۸۶) اور پھر مرنے کے بعد سوائے دعا کے انسان کا مرنے والے کے ساتھ

تعلق ہی کیا رہ جاتا ہے تو کیا دعا اس لئے نہ کی جائے کہ کہیں بخشش نہ جائے؟ الدعاء یرد البلاء (الجامع الصغیر ص ۲۵۹) دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے اور اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوگی کہ انسان دنیا سے جا رہا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایمان کی پونجی سے محروم ہو کر چلا جائے اس لئے اہل اسلام دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے لے جانا اور خدا کا حکم بھی ہے ادعونی استجب لکم (الغافر) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کریں (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) بلکہ جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے :

وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

★ نماز جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دعا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا.....

(نمبر ۳۲۰)

★ مردے کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (نمبر ۳۲۰)

كَسْرُ عَظْمِ الْبَيْتِ كَكْسْرِهٖ حَيًّا.

ایک ذوق کی بات

ہم نے بخاری و مسلم کی کئی احادیث میں تصور شیخ کے عنوان سے یہ بات لکھی ہے کہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حالت میں مثلاً مسواک کرتے ہوئے دیکھا تو سالوں بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے ہیں۔ یہاں ایک حوالہ ان چار صحابہ کرام کے بارے میں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں اتارا تھا راوی کہتے ہیں كَانِي اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ اَرْبَعَةً. گویا میں ان چاروں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں (کہ کس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتار رہے ہیں) (نمبر ۳۲۱) گویا کہ یہ صحابہ کرام



کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی دلیل ہے اور دنیا و آخرت کی سر بلندی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت میں ہی پوشیدہ ہے۔ (فاتبعونی یحببکم اللہ) مگر امیر کارواں ہی اس ذوق کا نہ ہو تو جماعت تو بھاڑ میں جائے گی۔

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے

کہ امیر کارواں ہیں انہی گم کردہ راہوں میں

★ قبر میں مردے کو پاؤں کی طرف سے بھی داخل کیا جاسکتا ہے۔ (نمبر ۳۳۱۱)

اس بارے میں اختلاف آئمہ دیکھئے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۳ حاشیہ نمبر ۵)

(ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے رسالہ شرح المطالب فی مبحث ابی

طالب میں تین آیات، پندرہ احادیث اور دس صحابہ کرام و تابعین کے ایک سو پچاس اقوال جمع فرمائے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے (حدیث نمبر ۳۳۱۲) کے تحت علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری کی تحقیق)

★ قبر پر نہ بیٹھو، نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، نہ جوتے پہن کر قبروں کے

درمیان چلو۔ (نمبر ۲۹-۳۲۲۸)

★ سماع موتی کے بارے میں حدیث کہ مردہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز

بھی سنتا ہے۔ (نمبر ۳۲۳۱) اس مسئلہ پہ اعلیٰ حضرت کا رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات دیکھئے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح فرمایا گیا ہے جس کو پڑھ کر آپ یقین کر لیں گے کہ:

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو ایک اور آدمی کے

ساتھ دفن کیا گیا تھا اور میرے دل میں ایک تمنا کروٹیں لے رہی تھی (کہ میں ان

کو علیحدہ دفن کروں چنانچہ)

فَاخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا اَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شَعِيرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِثْلًا يَلِي الْأَرْضَ. پس میں نے سوائے داڑھی مبارک کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے اور کوئی تبدیلی نہ پائی۔ (نمبر ۳۳۳۲) کیا خیال ہے ان بد بختوں کے بارے میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کے بارے میں اس قدر گندہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے اس حدیث نے ان کے اس نظریہ کی خوب حجامت کر دی ہے۔

کل تک حجام سب کا مونڈتا پھرتا تھا سر  
آج اس کوچے میں اس کی بھی حجامت ہوگئی

## كِتَابُ الْإِيْمَانِ وَالنُّدُورِ (قسم اور نذر کا بیان)

★ جو مغلوب ہو کر دیدہ دانست جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (نمبر ۳۲۴۲)

★ جھوٹی قسم کا وبال سن کر دعویٰ واپس لے لیا اور زمین مد مقابل کو دے دی۔  
(نمبر ۳۲۴۳)

★ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھوٹی قسم اٹھانے کا گناہ عظیم اگرچہ تر مسواک کی ہو۔ (نمبر ۳۲۴۶)

★ جو قسم اٹھائے کہ میں اسلام سے دور ہوں تو وہ دور ہو گیا۔ (نمبر ۳۲۵۸)

★ کسی دوسرے کو قسم نہ دی جائے کہ تجھے قسم ہے یہ کام کر۔ (نمبر ۳۲۶۷)

★ نذر کسی شے کو نکالتی تو نہیں مگر اس سے بخیل کا مال نکل آتا ہے۔ (جو اس نے

ویسے نہیں نکالنا تھا) (نمبر ۳۲۸۷)

★ گناہ کی قسم توڑنے پر بھی کفارہ ہے۔ (نمبر ۸۱-۳۲۹۰)

★ بیت المقدس میں نفل پڑھنے کی نذر مانی ہے تو جہاں چاہے پڑھ لے۔

(نمبر ۶-۳۳۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پہ دف بجانے کی نذر ماننے والی کو نذر پوری

کرنے کی اجازت دی۔ (نمبر ۳۳۱۲)

★ نذر اسی شے کی مانی جائے گی جو اپنی ملک میں ہو ورنہ اس کا پورا کرنا ضروری

نہیں ہے۔ (نمبر ۳۳۱۶) النذر فی مالا یملک.

★ ان شاء اللہ کہنے سے عمل کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (نمبر ۳۳۳۲)

## کِتَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان)

تجارت چونکہ بڑا مقدس پیشہ ہے جس کا تعلق مال بڑھانے سے ہوتا ہے اس لئے اس میں حدود و قیود کو متعین کیا گیا ہے اور پھر لین دین میں غلط بیانی کے خدشات بھی ہوتے ہیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دے کر مال کی محبت کو دل سے کم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہذا جہاں دنیوی زندگی کے تحفظ کے لئے اپنا مال بینکوں اور مختلف سیکموں میں استعمال کیا جاتا ہے وہاں اخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے بھی راہ خدا میں خرچ کر کے اس کو توشہ آخرت بنایا جائے۔ اسی کو قرآن نے مال کو بڑھنا قرار دیا ہے کہ سود لینے سے مال گھٹتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

مال کی کثرت اگر منظور ہے خیرات کر

ایک کے دنیا میں دس، عقبیٰ میں ستر دیکھ لے

وہ خلاق عالم جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے، عرش

سے فرش تک جدھر نظر کیجئے اسی کی قدرت جلوہ گر ہے۔ حیوانات و نباتات و جمادات

اور تمام مخلوقات اسی کی مظہر ہیں۔ اس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج

کرامت و عزت رکھا اور اس کو مدنی الطبع بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع

کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور ان کی تحصیل میں اتنی دشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل ہونا چاہے تو غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا۔ لہذا اس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے، کوئی کپڑا بناتا ہے، کوئی دوسری دست کاری کرتا ہے۔ جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلہ کی حاجت ہے، نہ یہ اس سے مستغنی نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج۔ لہذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کی چیز اس کے پاس جائے اور اس کی اس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے۔ اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔ (بہار شریعت)

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل و تدلوا بها الی الحکام لتأکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم و انتم تعلمون۔ (۲-۱۸۸) آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لئے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ اور فرماتا

ہے: یا ایہا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون

تجارۃ عن تراض منکم۔ (۲۹-۴)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر باہمی رضا

مندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔

سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا

★ ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ فَاِنْ لَّمْ

يَاْكُلْهُ اَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ۔ اگر کھائے گا نہیں تو اس کا بخار اسے ضرور پہنچے گا۔ (نمبر

۳۳۳۱) قال ابو عیسیٰ اصابہ من غبارہ۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آج بہت سے لوگ

جو بظاہر متقی و پرہیزگار دکھائی دیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے اور کسی نہ کسی نام سے اس

بیماری میں ملوث ہو چکے ہیں جبکہ حدیث میں اس کے کھانے والے، کھلانے والے،

گواہی دینے والے اور لکھنے والے پہ لعنت فرمائی گئی ہے۔ (نمبر ۳۳۳۳) پھر ہماری

پرہیزگاری کے کیا معنی؟ شاید اس لعنت کی وجہ سے اتنی عبادات و دعاؤں کے باوجود

مسلمان ذلت و رسوائی کی دلدل سے نہیں نکل رہے اور رحمت خداوندی سے محروم ہیں۔

(بامسلمان اللہ اللہ بابر ہمن رام رام)

وہ راہنما کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی

میں کیا بتاؤں رات کو مجھے کس جگہ ملا

★ قرضہ کی ادائیگی کے ساتھ مزید کچھ دے دینا (جبکہ بغیر کسی مطالبہ و شرط کے

اپنی طرف سے ہو) تو اجازت ہے (اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ نمبر ۴۷-)

۳۳۴۶) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے قرضہ لیا تو فرماتے ہیں

فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔ قرضہ بھی ادا فرما دیا اور مزید بھی عطا کیا۔

گدائے شاہ عرب ہوں فقیر راہ نہیں

فقیر وہ ہوں کہ نظروں میں بادشاہ نہیں

## نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ

حضرت عروہ بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار عطا فرمایا۔ بکری یا قربانی کا جانور خریدنے کے لئے چنانچہ انہوں نے اس دینار کی دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور دینار اور بکری لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی تجارت میں برکت پیدا فرما۔ عروہ فرماتے ہیں: فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى تَرْابًا لَدَبَحَ فِيهِ۔ پھر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہوتا تھا۔ (نمبر ۳۳۸۴) معلوم ہوا جہاں تجارت میں مہارت منافع کا سبب بنتی ہے وہاں محبوبان خدا کی دعاؤں سے بھی برکات نصیب ہوتی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ یہی وجہ ہے کہ آج ان چیزوں سے محرومی دولتوں کے انبار کے باوجود ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ پھر ہم مال کے حقوق بھی تو ادا نہیں کرتے کیا خوب کہا رئیس امر وہی نے۔

اس قدر خوف زدہ ہوں ڈکیتی سے رئیس

ڈاک آتی ہے تو ڈاکے کا گماں ہوتا ہے

اس سے اگلی حدیث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اس سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینار کی ایک بکری خریدی پھر اس کو دو دینار کی بیچ کر پھر ایک دینار کی اور خرید لی اور دینار و بکری لے حاضر خدمت ہو گئے۔ (۳۳۸۷) کیا بابرکت دور تھا کہ تجارت میں اس قدر ایمانداری برتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں اتنی برکات حاصل ہوتی تھیں، آج روزانہ اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں مشتری ہوشیار باش اور تصویر دیکھنے سے کئی بڑے حاجی نمازی بھی دکھائی دیتے ہیں، مسلمان تو بہر حال ہوتے ہی ہیں خدا جانے کتنا عرصہ بے ایمانی کرنے کے بعد پردہ فاش ہوتا ہے تو اگلی پچھلی کسر نکل جاتی ہے اور ساری زندگی کی عزت برباد ہو جاتی ہے جو پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتی۔

بڑی ہمت سے ہر اک ڈالتا ان پر رہا پردہ  
مگر پردوں سے حضرت کا تو سارا کھل گیا پردہ

### مزارعت کا مسئلہ

★ مزارعت سے بہتر ہے کہ زمین ٹھیکے پر دے دی جائے یَمْنَحُ أَحَدُكُمْ  
أَرْضَهُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَّعْلُومًا. (نمبر ۳۳۸۹) اس کے  
بعد اگلی دو احادیث ہیں کہ اس سے جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (نمبر ۹۱-۳۳۹۰)  
بہت ساری ایسی احادیث کی بنا پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کو ناجائز فرمایا  
ہے مگر باقی تمام آئمہ کرام نے دیگر کئی دلائل، عوام کی سہولت و ضرورت کی بنا پر جائز  
فرمایا ہے اور اسی پہ فتویٰ ہے (جواز پر) آج بعض بدنصیب لوگ انہی آئمہ کے بارے  
میں بدگمانیاں بلکہ بدزبانیاں کرتے ہیں جنہوں نے امت کی سہولت کی خاطر ساری  
زندگیاں قرآن و سنت میں عوام الناس کی سہولت کے لئے مسائل اخذ کرنے میں کھپا  
دی ہیں۔

کیا کہیں راز ان کی الفت کے  
کانٹوں سے ہیں گھرے چاروں طرف سے پھول

مگر ہزار مخالفتوں کے باوجود تب سے اب تک اور اب سے قیامت تک اہل حق  
اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور امت کے فائدے کے لئے کام کرتے رہیں  
گے کیونکہ ان کی ساری محنتیں خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ کے لئے ہیں۔  
مشہور واقعہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مہمان  
ٹھہرے تو امام شافعی شاگرد ہو کر ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور امام محمد لیٹے رہے  
اور صبح کی نماز کے لئے وضو بھی نہ کیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو ساری رات امت مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن پاک سے مسائل کا استنباط کرتے رہے ہیں اور  
مسائل بھی کتنے؟ ایک ہزار۔ امام شافعی اپنی سوچ پہ شرمندہ ہوئے کہ میں تو اپنا ہی

فائدہ کرتا رہا اور میرے استاد پوری امت کا فائدہ سوچتے رہے۔

(خلاصہ روح البیان ج ۵ ص ۱۴۰)

لوگ ملتے نہیں طبیعت کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز

حضرت یسہ نامی ایک عورت اپنے والد سے روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے اندر اپنا منہ داخل کر کے بوسہ لیں اور آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لپٹیں) چنانچہ جب اجازت مل گئی تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ایک مسئلہ پوچھا کہ حضور! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں ہے؟ فرمایا نمک۔ پھر انہوں نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع جواب عطا فرمایا:

أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ الْخَيْرَ لَكَ، اگر تو نیکی کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ (نمبر ۳۴۵۶) مسئلہ پوچھنے سے پہلے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت اس دور کے کس طبقے کی ترجمانی کر رہا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کے ساتھ کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے۔ آج کے انسان کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسے عاشقانہ مزاج والوں پر بدعت و شرک کے فتوے داغے نہیں تھکتے۔ یہ تو مذہبی طبقہ کہلاتا ہے دوسری طرف بابو طبقہ کتوں بلوں سے جن کی قیمت وصول کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (۳۴۷۹-۸۱) ان سے اتنی محبت اور خدمت کرتے ہیں کہ والدین کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانی اور انسانیت کا جنازہ نکالنے والی بات نہیں تو اور کیا ہے جبکہ دعویٰ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں یوں کہتے نہیں تھکتے:



فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا  
 جب تک ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا  
 خالی رسول پاک کا وعدہ نہ جائے گا  
 دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا  
 کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

### والدین اور اولاد کا رشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اولاد کی کمائی کو والدین کی کمائی قرار دیا ہے بلکہ فرمایا: **وَوَلَدِيهِ مِنْ كَسْبِهِ**. خود اولاد بھی والدین کی کمائی ہے۔ (نمبر ۳۵۲۸)  
 دوسری حدیث میں فرمایا: **وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ وَمِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ**. (نمبر ۳۵۲۹) آدمی کا بیٹا اس کی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: **أَنْتَ وَمَا لَكَ لِوَالِدِكَ**. تو اور تیرا مال تیرے والد ہی کا ہے۔ (۳۵۳۰) تو اولاد اگر جانوروں کے ساتھ اس قدر محبت کرے اور ان پہ اپنا مال بے دریغ استعمال کرے اور والدین کو جانوروں کا درجہ بھی نہ دے تو وہ کس منہ سے امام الانبیاء کا امتی کہلانے کی حق دار ہے۔ جس رسول کے لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر نعمت بنائی جب وہ فرمائیں سب کچھ تیرے والدین کا ہے پھر بھی ہم والدین سے یہ رویہ اپنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا امتی بنایا ہوا ہے۔ ہم جس طرح جانوروں کو سنبھالنے کے لئے ملازم رکھیں اسی طرح والدین کی نگہداشت کے لئے بھی ملازم رکھیں تو یہ مقدس رشتہ کس زمرے میں جائے گا۔ وہ خون جگر کے ساتھ اپنی اولاد کو پالیں اور ہم ان کی اولاد ہو کر ان کے لئے ملازم رکھتے پھریں اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام نہ دیں تو توفیق ہے ہماری زندگی پر اور افسوس ہے ہماری کمائی پر جو اتنی انتظار کر کے ہمیں دعائیں مانگ مانگ کر اللہ سے حاصل کریں اور ہم ان کے بڑھاپے کے وقت ان کے مرنے کے لئے سورہ

یسین کی تلاوت کرائیں۔ الامان الحفیظ۔

سزاوار کرم ہوں امتی ہونے کے ناطے سے

وگر نہ نامہ اعمال میں کچھ بھی نہیں

★ سفارش کے بدلے تحفے کو سود کا بڑا دروازہ قرار دیا گیا۔ (نمبر ۳۵۴۱)

## کِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان)

قاضی یا جج ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی ذرا سی غلطی سے بڑے نقصان کا احتمال ہے لہذا اسی شخص کو ہی یہ منصب سونپا جائے جو ورع و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پہ فائز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا: جس کو قاضی بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (نمبر ۳۵۷۱) ایک مقام پہ فرمایا قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جنتی، جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور دو جہنمی ایک وہ جس نے حق پہچاننے کے باوجود فیصلہ کرنے میں زیادتی کی اور دوسرا وہ جس نے جہالت کی بنا پر لوگوں میں فیصلے کئے۔ (نمبر ۳۵۷۳) انہی ارشادات کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم و عمل کے امام نے بڑی بڑی تکالیف تو برداشت کر لیں لیکن قاضی بننا منظور نہ فرمایا۔ آج لوگ ان عہدوں کے لئے نااہل ہونے کے باوجود کس طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور تنقید اس امام پہ کرتے ہیں جو امام الائمہ بھی ہے اور سراج الائمہ بھی۔ حالانکہ حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے جو عہدہ طلب کرے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہ دیں گے۔ لَنْ نَسْتَعْمِلَ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ (نمبر ۳۵۷۹)

★ عامل کے لئے سوئی کے دھاگے کے برابر یا اس سے بھی کم کوئی چیز چھپانا

خیانت ہے۔ یہ ارشاد سن کر فوراً ایک عامل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا حضور! اِقْبَلْ عَنِّي عَمَلِكَ (یہ ذمہ داری مجھ سے واپس لے لیجئے) (نمبر ۳۵۸۸)



چھاؤں میں محسنین امت نے زندگی گزار رہی ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے ہی ان کی روح مقدس سے ارواح انبیاء علیہم السلام علم کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔

۔ ابھی مٹی نہ کھنکی تھی ابھی پانی نہ برسا تھا  
مگر بزم عناصر میں تیرے آنے کا چرچا تھا  
۔ کاش ہوتی رہے معراج نظر کو  
کاش آنکھوں میں رہے گنبد خضریٰ تیرا  
۔ بعد محشر بھی نہ آئے گا جس کو تائب زوال  
ایسی شان بے نہایت آپ کو بخشی گئی

غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال

حضرت یحییٰ بن راشد فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے تو وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد بازی کی اور جو جان بوجھ کر باطل کی حمایت میں جھگڑا وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے متعلق ایسی بات کی جو اس میں نہ ہو اَسْكَنَهُ اللَّهُ رَدْعَةَ الْخَبَالِ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْهَا قَالَ تُوُوهُ دُوُوْزِخِيُوُوں كِي گندگی ميں رہے گا يهياں تِك كہ اپني بات سے توبہ كر لے۔ (نمبر ۳۵۹۷)

★ سفر میں مسلمان گواہ نہ ملے تو ذمی کی گواہی پہ فیصلہ کرنا۔ (نمبر ۳۶۰۵)

حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا۔ ایمان افروز واقعہ حدیث نمبر ۳۶۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں اس پہ مواہب الدنیہ میں

امام احمد خطیب قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه كان يخص من شاء بما شاء من الاحكام. اور اس کی شرح میں امام زرقانی نے لکھا من الاحكام وغيره۔ اسی موضوع پہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بانه يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔ ان تمام عبادات کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تشریحی امور میں یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرمادیں اور جس کو چاہیں اس حکم سے مستثنیٰ فرمادیں۔ اس طرح کے بیسوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں بہر حال اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو بندوں کے برابر قرار دیا (حالانکہ ہر جگہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے فاستشهدوا شہیدین من رجالکم۔ (القرآن)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

”میرے لئے اللہ ہی کافی ہے“ کا نامناسب جگہ پہ استعمال

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو اس نے کہا۔ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيسِ فَإِذَا غَلَبَ عَلَيْكَ

أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. (نمبر ۳۶۲)

اللہ تعالیٰ مجبور بن بیٹھنے والے کی ملامت فرماتا ہے کیونکہ تمہارے لئے ہوشیاری

لازم ہے۔ جب کسی معاملہ میں بے بس ہو جاؤ تو یہ الفاظ کہو حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ

الوکیل مطلب یہ کہ اب جبکہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے تو تو اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہے۔ مزا تو تب تھا کہ میرے پاس آنے سے پہلے ہی معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتا۔ آج بھی بہت سارے لوگ ان الفاظ کا استعمال غیر مناسب جگہ پہ کرتے ہیں اور لوگوں کو کافر و مشرک بناتے پھرتے ہیں اس مسئلہ پہ دیکھئے ہماری کتاب ”مسئلہ توحید و شرک“۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں اپنا وکیل مقرر فرمایا ہوا تھا فَقَالَ إِذَا آتَيْتَ وَكَيْلِي..... (نمبر ۳۶۳۲)

★ راستے کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو سات ہاتھ (ذراع) رکھو۔

(۳۶۳۳)

تازہ خواہی داشتن گرد اغہائے سینہ را  
گاہے گاہے باز خواں این قصہ پارینہ را  
چوں سرمہ رازی را از دیدہ فروشستم  
تقدیر ام دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

## کِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

ایک حدیث لینے کے لئے مدینہ شریف سے دمشق تک کا سفر کرنا۔ جس میں ہے علم حاصل کرنے والوں کے پاؤں تلے فرشتوں کا پر بچھانا اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا عالم کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں بھی عالم کے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔

وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ. (نمبر ۳۶۳۱)

★ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کتابت حدیث سے بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے رک گئے کہ تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ کبھی حضور ناراضگی میں ہوتے

ہیں کبھی رضا مندی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اَكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ .

(میں جس بھی حالت میں بولوں) تم لکھتے رہا کرو خدا کی قسم اس (منہ) سے جو کچھ بھی نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا اور خاموشی تیری راز خدا

★ بعض صحابہ احتیاط کی بنا پر زیادہ احادیث نہ بیان کیا کرتے تھے۔ (من کذب علی متعمداً) اور بعض نے اس ڈر سے کچھ لکھی ہوئی احادیث مٹا بھی دیں۔ (نمبر ۴۸-۳۶۴۷)

★ بعض صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ابو شاہ (یمینی) کو میری حدیث (بلکہ پورا خطبہ) لکھ کر دو۔ (نمبر ۳۶۴۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث سننے والوں، یاد رکھنے والوں اور آگے پہنچانے والوں کو دعا سے نوازا۔ (نصر اللہ امرء.....) (نمبر ۳۶۶۰)

★ بات صحیح ہو چاہے بنی اسرائیل کی طرف سے ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ساری ساری رات بیان فرماتے رہتے۔

(نمبر ۶۳-۳۶۶۲)

★ دنیا کے لئے علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

(نمبر ۳۶۶۳)

★ صحابہ کرام کے دور میں محفل قرأت (نمبر ۳۶۶۶)

علماء حق کی عظمت و شان

ترمذی شریف کی احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائیں علاوہ ازیں قرآنی آیات کے اندر کئی مقامات پہ علماء حق کی عظمت و شان کو واضح فرمایا گیا ہے۔ (انہا یخشى

اللہ من عبادہ العلباء۔ یرفع اللہ الذین امنوا۔ کونوا ربانین بہا کنتم  
تعلبون الکتب۔ وغیرہ) اس کے علاوہ دیگر کتب میں علم کی فضیلت پر احادیث  
مبارکہ میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

★ طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴-۱ ابن ماجہ ص ۲۰)  
علم (دین) حاصل کرنا ہر مسلمان پہ فرض ہے۔  
★ افضل العبادۃ طلب العلم۔

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علامہ عبدالرؤف مناوی ج ۱ ص ۳۵)  
علم دین حاصل کرنا تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔

★ افضل الصدقة ان يتعلم الہرء المسلم علما ثم یعلّمہ اخاه  
المسلم۔ (جامع صغیر ص ۱۸۰) ۵  
تمام صدقات میں سے افضل صدقہ کسی مسلمان بھائی کو علم سکھانا ہے جو وہ آگے  
سکھائے

★ من وقر علما وقر ربہ۔ (کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۲۱)  
جس نے عالم کی عزت کی اس نے رب کی عزت کی۔

★ العالم سلطان اللہ فی الارض فمن وقع فیہ فقد هلك  
(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۴)

عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے جو اس کی توہین کرے گا رسوا ہوگا۔

★ من طلب العلم مشی فی ریاض الجنة (کنوز ج ۱ ص ۱۱۱)  
جس نے علم سیکھا وہ باغات جنت کی سیر کو نکل پڑا۔

★ اذا جاء الموت لطالب العلم وهو علی هذه الحالة مات وهو

شہید (الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۹)

جو علم پڑھتے ہوئے فوت ہو گیا وہ شہید ہو گیا۔



★ من طلب العلم تكفل الله له برزقه (کنوز ج ۱ ص ۱۱۱)  
 علم دین حاصل کرنے والے کے رزق کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔  
 من زار بیت المقدس محتسبا اعطاه الله ثواب الف شهيد  
 وحرّم الله جسده على النار ومن زار عالها فكانها زار بيت  
 المقدس (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ  
 اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ  
 کی آگ پر حرام کر دے گا اور جس نے (باعمل صحیح العقیدہ سنی) عالم کی  
 زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

جلوس ساعة عند العالم احب الى الله من عبادة الف سنة  
 (درة الناصحين ص ۳۴)

عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے  
 زیادہ محبوب ہے۔

★ طالب العلم بين الجهال كالحى بين الاموات.  
 (الجامع الصغير ج ۱ ص ۳۲۲)

طالب علم جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔

عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے

تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ پر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من اراد ان ينظر الى عتقاء الله من النار فلينظر الى  
 المتعلمين فو الذى نفس محمد صلى الله تعالى عليه وآله  
 وسلم بيده ما من متعلم يختلف اى يذهب ويجيء الى باب  
 العالم الا يكتب الله له بكل قدم عبادة سنة ويبنى له بكل

قدم مدينة في الجنة ويشي على الارض والارض تستغفر له  
ويبسى مغفورا له.

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی  
آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہئے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ  
لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو کوئی طالب علم عالم دین کے دروازے پر بار بار  
جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے  
ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت  
میں ایک شہر بناتا ہے اور طالب علم زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش  
کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

### عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

اسی طرح روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ پر ہے۔

النظر الى وجه الوالد عبادة والنظر الى الكعبة المكرمة عبادة  
والنظر الى البصيف عبادة والنظر الى وجه العالم عبادة من  
زار عالما فكانها زارني ومن صافح عالما فكانها صافحني ومن  
جالس عالما فكانها جالسني ومن جالسني في الدنيا اجلسه  
الله معي يوم القيامة.

والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔  
قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت  
ہے (فیضان سنت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے اور عالم کے  
چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے) جس نے عالم کی زیارت کی  
تو گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس

نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے

الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۷ پر ہے۔

اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنة وتنعم بعبادتك وقیل للعالم قف هنا فاشفع لمن احببت فانك لا تشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبياء (عليهم الصلوة والسلام)

جب عالم اور عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اور جو تو عبادت کرتا تھا اس کے بدلے ناز و نعم کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا جس سے تجھے محبت تھی اس کی شفاعت کر یقیناً تو جس کی بھی سفارش کرے گا قبول ہوگی پھر وہ عالم انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات پہ کھڑا ہوگا۔

درۃ الناصحین ص ۲۴ پر ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء و فقہاء سے بھاگیں گے (کہ کہیں مسائل بتا کر ہم پر پابندیاں نہ لگا دیں) تو اللہ تعالیٰ ان کو تین بلاؤں میں مبتلا فرمادے گا۔

(۱) یرفع البرکة من کسبهم۔ ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی۔

(۲) یسلط اللہ علیہم سلطانا ظالما۔ ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیئے

جائیں گے۔

(۳) یخرجون من الدنیا بغیر ایمان۔ دنیا سے بے ایمان ہو کر جائیں

گے۔

اسی کتاب کے ص ۲۳ پہ بعض حکماء کا قول لکھا ہوا ہے ”علم کے تین حروف ہیں۔ عین کو علیین سے کلا ان کتب الابرار لفی علیین۔ وما ادراك ما علیون، کتب مرقوم یشہدہ البقرہون۔ لام کو لطف (مہربانی) سے اور میم کو ملک سے لیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے علم والے کو علیین میں پہنچا کر اس پہ لطف و کرم کیا جائے گا اور مخلوق پہ اس کو (مالک) بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ (ازرشد الایمان بتصرف یسر۔ یاد رہے ہر جگہ عالم سے مراد عالم باعمل، صحیح العقیدہ یعنی سنی عالم دین ہی مراد ہے)

## کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان)

★ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پر شراب کے بارے میں قرآن مجید کی تین آیات کا نزول۔ اس دور میں پانچ چیزوں سے شراب بنائی جاتی تھی۔ انگور، شہد، گندم اور جو۔ (نمبر ۷۰-۳۶۶۹)

★ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھائی اور سورۃ کافرون میں خلط ملط کر دیا جس پہ یہ آیت نازل ہوئی:

لَاتَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى (نمبر ۳۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۶۷۷) یعنی اتنی استعمال کی جائے کہ نشہ دے اسی صورت میں اسے خمر (لغوی) کہا گیا ہے ورنہ مطلقاً خمر انگوری شراب کو کہا جاتا ہے۔

★ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پیئیں گے۔ (نمبر ۳۶۸۸)

★ قبروں کی زیارت سے منع فرمانا اور پھر اجازت عطا کرنا۔ (نمبر ۳۶۹۸) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے ہے کہ بعض کاموں کو (وحی خفی کے ذریعے) حلال و حرام فرمادیں قرآن مجید میں آپ کے اس اختیار کا یوں ذکر فرمایا گیا یحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث لهذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس منصب کا انکار کرنا کھلی گمراہی ہے۔

★ شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا پھر اجازت عطا فرمائی۔

(نمبر ۳۶۹۹)

★ سَاقِيَ الْقَوْمِ اخْرُهُمْ شُرْبًا. لوگوں کو پلانے والا خود سب سے آخر میں

پیتا ہے۔ (نمبر ۳۷۲۵)

★ جس کے گھر میں کھانا کھایا اس کو یوں دعا دینا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْهَا

رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَاَرْحَمِهِمْ۔ اے اللہ جو تو نے انہیں رزق دیا اس میں برکت

ڈال اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر۔ (نمبر ۳۷۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی گوہ کو دیکھ کر نفرت سے تھوکا۔

(۳۷۳۰-۹۳)

★ شیطان بند دروازے، برتن اور مشک کو نہیں کھولتا۔ (نمبر ۳۷۳۱)

## كِتَابُ الْأَطْبَعَةِ (کھانے کا بیان)

★ ولیمہ کی دعوت کو ضرور قبول کیا جائے۔ (بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کوئی کام نہ

ہو) چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے، روزہ دار ہے تو دعا ہی کر دے۔

(نمبر ۳۷۳۸-۳۷۳۶-۳۷۳۷)

اور اگر بلا وجہ نہ جائے گا تَوَفَّقَدَ عَصَى اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ۔ اس نے اللہ اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے اور (طفیلی) جو بن بلائے دعوت پہ چلا جائے

دَخَلَ سَارِقًا وَ خَرَجَ مُغَيِّرًا۔ وہ چور بن کر گیا اور ڈاکو بن کر واپس آیا۔ (نمبر

۳۷۴۱) اس حدیث کے تحت بعض کتب میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے آپ بھی

پڑھیں اور محفوظ ہوں۔

## ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ

مشہور محدث ”ابو عمرو“ بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک طفیلی رہتا تھا۔ میں جہاں بھی دعوت ولیمہ میں جاتا یہ شخص نہایت بہترین پوشاک پہن کر میرے ساتھ چل پڑتا۔ میرا خاص آدمی سمجھ کر لوگ اس کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک دن بصرہ کے گورنر ”جعفر بن قاسم ہاشمی“ کے یہاں ختنہ کی تقریب میں میری دعوت تھی۔ جیسے ہی گورنر کا قاصد مجھے بلانے کے لئے آیا یہ طفیلی صاحب نہایت نفیس لباس پہن کر میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس دن مجھے بڑا غصہ آیا اور میں نے عزم کر لیا کہ آج اس کو ذلیل کر دوں تاکہ کسی طرح اسی سے میرا پیچھا چھوٹ جائے۔ چنانچہ جب دسترخوان لگ گیا اور تمام علماء و مشائخ اور اکابر بصرہ تناول فرمانے لگے تو میں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث پڑھ دی کہ حدیثی درسة بن زیاد عن ابان بن طارق عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل دار قوم بغير اذنهم فاكل طعامهم دخل سارقا و خرج مغيرا۔

یعنی جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوا اور ان کا کھانا کھالیا تو وہ چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔ یہ حدیث سن کر طفیلی ایک دم غصہ سے برہم ہو گیا اور مجھ پر بگڑ کر کہنے لگا اے ابو عمرو! خدا کی قسم تم نے یہ حدیث صرف مجھے رسوا کرنے کے لئے پڑھی ہے جس کا ایک راوی ”درسہ بن زیاد“ ضعیف ہے اور ایک راوی ”ابان بن طارق“ متروک ہے اور پھر یہ حدیث اجماع مسلمین کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی امام کا بھی یہ مذہب نہیں کہ بغیر دعوت اور بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو کر اس کے مہمانوں کے ساتھ کھانا کھالینے والے کو چور قرار دے کر اس کا ہاتھ کاٹا جائے یا اس کو ڈاکو کی سزا دی جائے۔

یہ بھی تو حدیث ہے

اے ابو عمرو! آخر تم کو اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آئی؟

حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج عن الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام الواحد يكفى الاثنين وطعام الاثنين يكفى الاربعة و طعام الاربعة يكفى الثمانية.

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو اور چار آدمیوں کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔ اس حدیث کا متن اور سند بالکل صحیح ہے۔ ابو عمرو فرماتے ہیں کہ اس طفیلی نے اپنی حاضر جوابی اور چرب زبانی سے مجھے حیران اور لاجواب کر دیا۔ جب ہم گورنر کے محل سے روانہ ہوئے تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے کی بجائے مجھ سے دور دور سڑک کی دوسری جانب چلنے لگا اور مجھے سنا سنا کر بار بار وہ یہ شعر پڑھتا رہا۔

ومن ظن ممن يلاقى الحرب بان لا يصاب فقد ظن عجزا  
یعنی جو شخص یہ خیال کر کے جنگ میں کود پڑے کہ مجھے چوٹ نہیں لگے گی تو اس کا یہ گمان بہت بڑی کم عقلی کی بات ہے۔ (ثمرات الاوراق ج ۱ ص ۱۵۵)

اس حکایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگلے مسلمانوں میں علم حدیث کا اس قدر چرچا اور ذوق تھا کہ معمولی کلاس کے مسلمان بھی سینکڑوں احادیث زبانی یاد رکھتے تھے اور معانی حدیث پر انہیں اس قدر عبور حاصل ہوتا تھا کہ وہ بر محل احادیث کو پڑھ کر اس سے اپنے مدعا پر استدلال بھی کرتے تھے اور راویوں کے جرح و تعدیل کا بھی انہیں ملکہ حاصل رہتا تھا۔ مگر افسوس! کہ آج وہ دن آگئے کہ عوام تو عوام بعض علماء کرام بھی علم حدیث کے اس نورانی ذوق سے محروم نظر آتے ہیں۔

★ ریا کاری اور دکھاوے کی دعوتوں میں جانے سے روکا گیا۔ (نمبر ۳۷۵۴)

★ منقش پردے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر میں (دعوت دینے کے باوجود) داخل نہ ہوئے۔ (نمبر ۳۷۵۵)

★ بھوک شدید ہو، کھانا کھائے بغیر نماز میں توجہ نہ جمتی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ بعد میں نماز پڑھو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی حالت میں اقامت و قرأت کی آواز سنتے رہتے اور کھانا کھاتے رہتے۔ (نمبر ۳۷۵۷) اگر ایسی صورت نہیں تو حکم ہے لَا تُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ۔ کھانے یا کسی اور کام کے لئے نماز کو موخر نہ کیا جائے۔ (نمبر ۳۷۵۸)

### کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے دوران میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں موجود تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے عباد نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ (لوگ یا ابن عمر) نماز سے پہلے رات کا کھانا شروع کر دیتے تھے تو اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

وَيَحْكُ مَا كَانَ عَشَاءُ هُمْ أَتْرَاهُ كَانَ مِثْلَ عَشَاءِ أَبِيكَ

تجھ پر افسوس ہے ان (اسلاف) کا رات کا کھانا کیا ہوتا کیا تو سمجھتا ہے کہ ان کا کھانا تمہارے باپ کی طرح ہوتا ہوگا۔ (نمبر ۳۷۵۹) اس سے کوئی طعن مقصود نہ تھا بلکہ دور اول کی مفلسی اور غریبی کو بیان کرنا مقصود تھا کہ اس دور میں تو ایک دو کھجوریں یا دو گھونٹ دودھ یا اسی طرح کی کوئی چیز رات کا کھانا ہوتا تھا۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی

وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

سرورِ عالم بی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی دیکھئے کہ کبھی دو آدمی بھی آپ کے پیچھے نہیں



چلتے دیکھے گئے۔ (نمبر ۱۷۷۷-۳)

یعنی انہ من غاية التواضع لا يتقدم اصحابه في المشى و حاصل  
الحديث انه لم يكن على طريق البلوك والجبايرة في الاكل والمشى۔  
حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ص ۳۷۳ ج ۲) مگر اس دور کے دوسرے دنیا دار طبقے حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ حسنہ کو بھلا چکے ہیں تو دیندار یعنی دینی راہنما، علماء و مشائخ  
وغیرہ ہر وقت نہیں تو کبھی کبھی تو اس سنت کو بھی زندہ کرنے کی کوشش کر لیا کریں اور من  
تسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰) سوشہیدوں کا  
ثواب حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ ہدیوں اور نذرانوں کے علاوہ ثواب کی بھی ان کی  
نگاہوں میں کوئی قدر و قیمت ہو۔

سرور عالم، نبی الانبیاء میرے رسول	اولین و آخرین کے پیشوا میرے رسول
صدر بزم انبیاء مولائے کل فخر رسل	محرم اسرار حق، شان خدا میرے رسول
ہیبت لولاک، ستار فلک، عرش آستاں	صاحب معراج و مصداق دنا میرے رسول
منصب شان رسالت میں لقب ختم رسل	منزل محبوبیت ہیں مصطفیٰ میرے رسول
اعظمی مومن ہوں، رب العالمین میرے خدا	رحمة للعالمین صلی علی میرے رسول

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے دو  
مختلف مواقع کی احادیث مروی ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھاتے  
ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سالن کے برتن سے کدو شریف کو تلاش کر کر کے  
تناول فرما رہے تھے۔ بس اسی دن سے ہم سالن میں کدو شریف کو پسند کرنے لگے۔

(نمبر ۸۳-۸۲-۳۷۸۲)

یہی محبت کا تقاضا ہے کہ عاشق صادق اپنی پسند کو اپنے محبوب کی پسند پہ قربان  
کر دیتا ہے اور پھر یہ اپنی ساری عمر کا معمول بنا لیتا ہے۔

ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند  
جن کو میرے محبوب کی ہے ہر ادا پسند  
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۷۹۵، ۳۸۰۶)

★ خرگوش حلال ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمایا اور اس کی وجہ بیان فرمادی کہ اِنَّهَا تَحِيضُ۔ (نمبر ۳۷۹۲) اسے حیض آتا ہے۔

★ جو مچھلی تیر کر پانی پہ آجائے (مردہ) اس کا کھانا ممنوع ہے۔ (نمبر ۳۸۱۵)  
★ بعض جائز چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمائیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی فَانِّي اُنَا جِيْ مَنْ لَا تُنَا جِيْ فِيْ اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کر سکتے۔ (نمبر ۳۸۳۳)

### خانہ کعبہ کی فضیلت

حضرت زربن حبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور (راوی کا بیان ہے) میرے خیال میں مرفوعاً فرمایا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)

مَنْ تَقَلَ تُّجَاهَا الْكَعْبَةَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَقْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ .....

جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے دن دونوں آنکھوں کے

درمیان اس تھوک کو لے کر آئے گا۔ (نمبر ۳۸۳۲)

سارے جہانوں کے پروردگار کی عبادت جس کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے اس کی ہی تعظیم نہ کی تو یہ کیسی عبادت ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں عبادت کے ساتھ اپنے محبوب کی غلامی میں ہر عزت والی شے کی عزت کرنے کی بھی توفیق دے۔ اسی حدیث کا اگلا جملہ ہے کہ جو (کچا) لہسن کھائے وہ ہماری اس مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک کہ اس کے منہ سے بدبو ختم نہ ہو۔ اس لئے کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم

دیا یا) اللہ پاک ہمیں اس طرح کے (بظاہر معمولی کاموں سے) بچ کر آخرت کی زلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔

اے مرے معبود حق اے کردگار  
فضل سے تیرے ہی اے رب کریم  
کردیا مجھ کو غلام مصطفیٰ  
بخش دے یا رب خطائیں سب مری  
تیری رحمت پر بھروسہ ہے مجھے  
خاک پائے مصطفیٰ ہے اعظمی

سارے عالم کا تو ہے پروردگار  
گلشن ہستی کی ہے ساری بہار  
ہو گیا میں دوجہاں کا تاجدار  
تو ہے غفار، اور میں عصیاں شعار  
فضل کا تیرے ہوں میں امیدوار  
حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا کھجور کے ساتھ کھایا اور فرمایا:

هَذِهِ اِدَامُ هَذِهِ۔ یہ اس کا سالن ہے۔ (۳۸۳۰)

★ صحابہ کرام روزانہ ایک کھجور اور بیری کے تڑپتے کھا کر جہاد کرتے رہے۔

(نمبر ۳۸۳۰)

★ انگلیاں چاٹنے یا چٹانے کے بعد ہاتھوں کو کپڑے سے پونچھا جائے۔

(نمبر ۳۸۳۷)

## علاج معالجه، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان

★ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں

حاضر ہوتے تو اس قدر احترام سے بے حرکت ہو کر بیٹھے گانبا علی رؤسہم الطیر۔

گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نمبر ۳۸۵۵)

★ چھپنے لگوانے سے عقل جاتی رہی لہذا کسی ماہر سے ہی چھپنے لگوائے جائیں۔

(نمبر ۳۸۵۹)

★ نجومیوں کے علم کو جادو قرار دیا گیا۔ (نمبر ۲۹۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بدشگوننی کو شرک قرار دیا۔ (نمبر ۳۹۱۰)

★ مکاتب اپنا زر کتابت اگر ادا نہ کرے تو جس عورت کا مکاتب ہے وہ اس سے پردہ کرے کیونکہ ساری رقم ادا کرنے تک وہ غلام ہی رہے گا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۲۷)

اسی بناء پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو اپنے مکاتب سے پردہ کرنا چاہئے جبکہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ بدل کتابت ادا کر سکے کیونکہ اس صورت میں مکاتب مثل آزاد کے ہے۔

★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک گمان کہ حضرت جویریہ کے حسن و جمال کی وجہ سے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر نہ پڑ جائے۔ گَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي ذَايْتُ. (نمبر ۳۹۳۱)

محمد کی غلامی ہے ”شرط“ آزاد ہونے کی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو اس شرط پہ آزاد کیا کہ تم زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو گے اس نے عرض کیا۔

وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَشْتُ.

اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگائیں تو میں تب بھی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتا۔ (نمبر ۳۹۳۲)

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

★ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کہ غلام کا ایک حصہ نہیں بلکہ پورا ہی آزاد ہوگا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۳۷) اس کی مثال یہ ہے کہ ایک غلام تین اشخاص کا مشترک ہے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو باقی دونوں کو اختیار ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو

اس سے اپنے اپنے حصے کی قیمت وصول کریں یا پھر غلام سے اپنے اپنے حصے کی محنت کروالیں یا پھر وہ بھی پہلے کی طرح آزاد کر دیں۔ امام شافعی و احمد کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہی ہوگا باقیوں کا حصہ آزاد نہ ہوگا اور نہ ہی قیمت کا مطالبہ کر سکتے ہیں تاہم ہر دو حدیث کے آخری الفاظ کہ غلام سے اس کی حیثیت کے مطابق مشقت کروانے پہ سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث **عُتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ** کہ جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہو جائے گا یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث (نمبر ۳۹۴۱-۳۹۴۲) میں حضرت نافع سے ہے۔

### قرأت کا بیان

★ غزوة بدر میں گم ہونے والی سرخ چادر کے بارے میں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لی ہوگی اس موقع پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وما كان لنبي ان يغفل۔ (نمبر ۳۹۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الانساب میں مہارت کہ مُلْك و ملكه سبا کے بارے میں وجہ تسمیہ ان کے جد اعلیٰ اور اولاد و اوطان کے بارے میں بتا دیا (یہ عورت وہی ہے جس کا ذکر سورۃ نمل میں ہے) (بلقیس) جو بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی زوجیت میں آئی۔ (نمبر ۳۹۸۸)

★ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ”آیۃ الکرسی“ ہے۔ (نمبر ۴۰۰۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ران کو عورت (یعنی چھپانے کی چیز قرار دیا)

فرمایا: **اِنَّهَا عَلِيَّتٌ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ** تو جانتا نہیں کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔

(نمبر ۴۰۱۴)

## کِتَابُ اللَّبَاسِ (لباس کا بیان)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے علاوہ حبشہ کی زبان بھی جانتے تھے۔  
(۴۰۲۴) (سناہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں) اور صرف حبشی زبان کیا جب  
آدم علیہ السلام کو ہر زبان سکھادی گئی تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی زبان چھپا  
کر رکھی ہوگی۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین پہنچوں (گٹوں) تک ہوتی تھی۔

(نمبر ۴۰۲۷)

★ متکبرانہ لباس کے بدلے آگ اور ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔

(نمبر ۴۰۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں صحابہ کرام کا لباس ایسا ہوتا کہ  
بارش ہوتی تو اس سے بھیڑ بکریوں کی سی بو آتی۔ (نمبر ۴۰۳۳)

ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ

شاہ ذی یزن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کپڑوں کا ایک جوڑا تحفہ  
بھیجا جو اس نے پینتیس اونٹ یا اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا اور آپ نے قبول  
فرمایا۔ (نمبر ۴۰۳۴) اور جواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہایت قیمتی  
جوڑا بھیجا تاکہ اس کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ یہ صرف لینے والے ہی ہیں۔  
حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو اللہ کے خزانوں میں ہیں۔

آسماں خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

مسند ارشاد پہ فائز ہونے والوں کے لئے اس میں بڑا قیمتی درس ہے کہ اپنے

آپ کو صرف لینے کی عادت ہی نہ ڈالو جو عقیدت کی بنا پر آپ کے پاس حاضر ہو کر

جیبیں خالی کرتے ہیں ان کی جیب میں کچھ ڈالا بھی کرو تا کہ شمع رسالت کے پراونوں پر دنیا کی محبت یا منت کش ہونے کا دھبہ نہ آئے۔ بلکہ تحائف و نذرانوں کی روح بھی یہی ہے کہ ہر کوئی دینے والا تو نہیں ہوتا لہذا دینے والوں سے لیتے جاؤ اور حقداروں کو دیتے جاؤ۔ تو خذ من اغنیاء ہم و ترد الی فقراء ہم۔ امیروں سے لو غریبوں کو دو مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی  
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن  
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں، سیاہ چادر بھی  
اوڑھی۔ (۷۴-۴۰۶۵-۴۳۰۶)

### صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت

★ جو کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو جلا دیا  
(حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا حکم نہ دیا تھا بلکہ بعد میں) فرمایا: أَفَلَا كَسَوْتَهَا  
بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ۔ گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا جاتا عورتوں کے لئے  
تو (ایسا کپڑا پہننے میں) کوئی حرج نہیں۔ (نمبر ۶۸-۴۰۶۶) یہ سرخ کپڑے تھے اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے (نہ سرخ ہونہ گلابی ہو اس کو مضربہ کہتے  
ہیں) پسند نہ تھے۔ (۴۰۶۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ چادر استعمال فرمائی۔  
(نمبر ۷۲-۴۰۷۲) (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۷)

★ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمامہ  
شریف باندھا، ایک شملہ سینہ پر لٹکایا اور دوسرا پشت پر۔ (نمبر ۷۹-۴۰۷۹)

★ (کسی مجبوری کی وجہ سے) گریبان کھلا رکھنا (نمبر ۸۳-۴۰۸۳)

★ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (بوجہ مجبوری) ٹخنوں سے نیچے کپڑا

لٹکانے کی اجازت۔ (نمبر ۸۵-۴۰۸۵)

★ اپنے آپ کو خوبصورت بنانا تکبر نہیں بلکہ تکبر تو یہ ہے مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ  
وَعَبِطَ النَّاسَ حَقَّ كَوْمَانَا اور لوگوں کو ذلیل کرنا۔ (نمبر ۲۰۹۲)

★ چادر کو آگے سے لٹکانا اور پیچھے سے اٹھائے رکھنا (جیسا کہ سادہ دیہاتی لوگ  
کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ (نمبر ۲۰۹۶)

★ خاتون جنت کے پاس ایک ہی چادر تھی سر ڈھانپتیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے  
پاؤں چھپاتیں تو سر ننگا ہو جاتا۔ (نمبر ۲۱۰۶)

★ حضرت مقدم بن معدی کرب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو  
لاجواب کر دیا۔ (نمبر ۲۱۳۱)

## کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان

★ مصر کے حاکم حضرت فضالہ بن عبید کے بال بکھرے ہوئے تھے اور ننگے  
پاؤں پھر رہے تھے پوچھا گیا تو فرمایا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا  
أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا. ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کبھی ننگے پاؤں بھی رہا  
کرو۔ (نمبر ۲۱۶۰) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے: إِنَّ الْبِدَاذَةَ مِنَ  
الْإِيمَانِ. سادہ وضع میں رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (نمبر ۲۱۶۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سَنَّہ نامی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (۲۱۶۲) (فی  
القاموس بالضم طيب يتخذ من الرامك مدقوقا معجوناً بالباء ويعرك  
ويسح بالدهن الخيري لئلا يلصق بالاناء۔ (حاشہ نمبر ۸ ابی داؤد ج ۲ ص ۳۱۷)

★ حضرت ابن مسعود کا استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی پہ لعنت کرنا اللہ  
ہی کا لعنت کرنا ہے اور استدلال اس آیت سے تھا۔ وما اتکم الرسول فخذوه  
وما نهکم عنه فانتھوا۔ (نمبر ۲۱۶۹)

★ جنبی جب تک وضو نہ کر لے اس کے پاس (رحمت کے) فرشتے نہیں



آتے۔ (نمبر ۴۱۸۵)

★ جن بالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا ساری زندگی ان کو (بطور تبرک) نہ کاٹا گیا۔ (نمبر ۴۱۹۶)

★ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے بھی بنوائیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی تو لوگوں نے بھی پھینک دیں۔ (نمبر ۴۲۳۱) انگوٹھی پہننا کوئی بھی ناجائز نہیں کہتا لیکن اس طرح کی احادیث پڑھ کر عام قاری شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کریں کیا نہ کریں اس لئے انہی احادیث کو معمول یہ بنایا جائے جن کو فقہاء نے قبول کیا ہے۔ اس طرح کی چند مثالیں اس کتاب کے آخر میں دی جائیں گی ان شاء اللہ۔ جس سے فقہ اور فقہاء کی ضرورت کا احساس ہر شخص کے دل میں پیدا ہوگا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پہ چاندی کا ملمع تھا۔ (نمبر ۴۲۲۴) جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے انگوٹھی چاندی کی ہو اور پورے مثقال کی نہ ہو۔ (ساڑھے چار ماشہ سے کم) پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بدبو اور لوہے کی انگوٹھی دوزخیوں کا زیور۔ (نمبر ۴۲۲۳)

★ **إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ**۔ حضرت عمر نے ایک عورت کے پاؤں میں گھنگرود دیکھے اور کاٹ کر فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۲۳۰) **لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ**۔ (نمبر ۴۲۳۱)

★ امام ابو داؤد نے سونے سے دانت بندھوانے کا باب باندھاما جاء فی ربط سنان بالذهب۔ حالانکہ پورے باب میں اس پہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ خدا جانے امام ابو داؤد کا یہ قیاس واجتہاد غیر مقلدین کس طرح برداشت کرتے ہوں گے۔ (کتاب الخاتم ج ۲ ص ۳۳۵)

★ بچوں کو بھی سونا نہ پہنایا جائے۔ (نمبر ۴۲۳۶)

## کِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

★ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام حالات و واقعات، فتنوں اور ان کے سرغنوں کا، ان کے باپ داداؤں کا، ان کے قبیلوں کا بلکہ ان کی تعداد بھی بتادی۔ (نمبر ۴۲۳۰-۴۱-۴۳)

★ فرمایا میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کریں گے (جہاں شرک نہ کرنے کا ذکر ہے وہاں مجموعی طور پر یہ مراد ہے کہ ساری امت مشرک نہ ہوگی۔ لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ) (نمبر ۴۲۵۲) سے بھی یہی مراد ہے۔ یتقارب الزمان۔ زمان قریب ہو جائے گا۔ (نمبر ۴۲۵۵)

★ فتنہ کے دور میں زبان چلانا تلوار چلانے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے (کیونکہ ایسے وقت میں چند الفاظ حالات کو خراب سے خراب تر کر کے فتنہ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتے ہیں) (نمبر ۴۳۶۴)

★ حضرت امام مہدی چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال حکومت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ہم نام ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی امام حسن کی اولاد سے۔ ان کا اخلاق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھے گا۔

(کتاب المہدی کا خلاصہ)

## کِتَابُ الْمَلَا حِم (جنگوں کا بیان)

★ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے بعد ایک ایسا شخص (مجدد) پیدا فرمائے گا جو دین کی

درستگی فرمائے گا۔ (۲۲۹۱)

★ اہل اسلام پہ اقوام عالم ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے لوگ کھانے سے بھرے ہوئے پیالے پہ حالانکہ مسلمان اس وقت کثیر ہوں گے مگر بزدلی کی وجہ سے سمندر کی جھاگ اور خس و خاشاک کی طرح ہوں گے۔ (نمبر ۲۳۹۷)

ہاں دکھا دے یا الہی بھر وہ صبح و شام تو

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

★ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کون ہے جو مسجد عشر میں ”میرے لئے“ دو یا چار

رکعات پڑھے اور اس کا ثواب مجھے پہنچائے۔ (نمبر ۲۳۰۸) کسی نے نہ کہا نماز تو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اور آپ فرماتے ہیں: اَنْ يُصَلِّيَ لِي۔ میرے لئے نماز پڑھے معلوم ہو ایہ عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔

★ بروں کو برائیوں سے نہ روکنے سے بے گناہ بھی عذاب کی زد میں آجاتے

ہیں۔ (نمبر ۲۳۳۹) و اتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة

(القرآن)

★ ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کرنا افضل جہاد ہے۔ (نمبر ۲۳۴۴)

یا الہی رحم کن برما ہمہ عفو کن جملہ گناہ باہمہ

## کِتَابُ الْحُدُودِ (سزاؤں کا بیان)

★ حضرت علی نے اپنی خطا تسلیم فرمائی اور ابن عباس کو شاباش دے کر ان کی

حوصلہ افزائی فرمائی۔ (نمبر ۲۳۵۱)

★ اسلام سے پھر جانے والے کو بیس روز کی مہلت دی گئی یعنی اس کو تبلیغ کی جاتی رہی۔ (نمبر ۲۳۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمان کی سفارش پہ پناہ عطا فرمادی۔ (نمبر ۲۵۵۸) اسی طرح حضرت عباس کے ساتھ چمٹ جانے والے نشئی کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۳۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنیوالی کو بذات خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر) قتل کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں فرمادیا۔ (نمبر ۶۲-۶۱-۲۳۶۱)

★ حدود کے علاوہ باعزت لوگوں سے درگزر کیا کرو۔ اَقْبِلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثْرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ (نمبر ۲۳۷۵) عدالت میں معاملہ پہنچ جائے تو معافی نہیں۔ (نمبر ۲۳۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت سے سزا مل گئی۔ (نمبر ۲۳۶۸-۲۳۸۱)

★ مار پیٹ کر اقرار جرم کروالینا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ (نمبر ۲۳۸۲)

★ بلوغ کی ایک علامت موئے زیناف بھی ہیں۔ (نمبر ۵-۲۳۰۲) اگرچہ معتبر اور مفتی بہ قول مرد کو احتلام، عورت کو حیض یا پھر پندرہ سال کی عمر ہو جائے۔

★ چور کا ہاتھ کاٹ کر (برائے عبرت) اس کی گردن کے ساتھ لٹکانا۔

(نمبر ۲۳۱۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کی (سنگسار کرنے کے بعد) تعریف تو فرمائی مگر (خود) ان کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔ (نمبر ۲۳۳۰) شاید اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ تو پڑھی جائے گی لیکن دینی اعتبار سے زیادہ معزز لوگ حاکم اسلام قاضی اسلام وغیرہ نہ پڑھائیں تاکہ

لوگوں کو عبرت ہو کہ یہ اتنا قبیح فعل ہے کہ کئی عظیم الشان لوگوں کی دعاؤں سے محروم کر دیتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کا منہ بھی سونگھا (کہ کہیں نشے میں تو اقرار جرم نہیں کر رہا) (نمبر ۲۲۳۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لئے کس قدر چھان بین کرنی پڑتی ہے چہ جائیکہ پولیس والے چھتروں کر کے زبردستی اقرار کروالیں۔

★ ضرورت کی بنا پر حیلہ کرنے کی اجازت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ (نمبر ۲۲۷۲) اَنْ يَّاخُذُوْا لَهٗ مِائَةً شِهْرًاخِ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَّاحِدَةً۔

## كِتَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

★ یہودیوں کے بنی نضیر اور بنی قریظہ قبیلے بھی اپنے فیصلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا کرتے تھے۔ (نمبر ۲۲۹۲) ہائے افسوس کہ آج ہم مسلمان ہو کر اپنے فیصلے خدا کے قرآن کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے کروا رہے ہیں۔ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون۔

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار فرمانے پر مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۵۰۱-۲۲۹۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

★ بھنی ہوئی بکری کی دستی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ میرے اندر زہر

ہے۔ اَخْبَرْتَنِيْ هٰذِهِ فِىْ يَدِيْ الدِّرَاعِ۔ (نمبر ۲۵۱۰)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم (ﷺ) نے

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

★ قتل کسی نے کیا دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔

(نمبر ۴۵۲۳)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قتل کی تین اقسام ہیں

(۱) قتل عمد کہ جو آلہ جارحہ سے کیا جائے۔ (۲) قتل خطا شبہ عمد کہ جو آلہ جارحہ سے قتل نہیں کیا لیکن معلوم قتل عمد کی طرح ہوتا ہے۔ (۳) قتل خطا یعنی مذکورہ دونوں اقسام کے علاوہ باقی سب قتل خطا میں شامل ہیں۔ مذکورہ تینوں اقسام کی تعریفوں اور تعین میں آئمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ مذکورہ تینوں اقسام کی دیت پوپ ادا کی جاتی ہے۔

قتل خطا

کی دیت میں بالاتفاق پانچ قسم کے اونٹ ادا کئے جاتے ہیں یعنی بیس ایک سالہ اونٹنیاں بیس دو سالہ اونٹنیاں بیس تین سالہ اونٹنیاں اور بیس چار سالہ اونٹنیاں ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

قتل خطا شبہ عمد

میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت کے سو اونٹوں میں چار قسم کے جانور ادا کرنا واجب ہے یعنی پچیس ایک سالہ اونٹنیاں، پچیس دو سالہ اونٹنیاں پچیس تین سالہ اونٹنیاں اور پچیس چار سالہ اونٹنیاں۔ جبکہ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک تین قسم کے جانور دینے واجب ہوتے ہیں۔ یعنی تیس چار سالہ اونٹنیاں، تیس تین سالہ اونٹنیاں اور چالیس ایسی اونٹنیاں جو سب حاملہ ہوں۔

قتل عمد

کی دیت بھی وہی ہے جو قتل خطا شبہ عمد کی ہے جبکہ مقتول کے وارث رضا مند

ہوں ورنہ قصاص ہے۔ یہ دیت اس صورت میں ہے جبکہ اونٹوں کی شکل میں ادا کی جائے نقدی کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم جبکہ امام شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درہم۔ گائے بھینسوں کی صورت میں ادا کریں تو دو سو گائیں، بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے تو ایک ہزار بکریوں اور کپڑوں کی صورت میں ادا کی جائے تو دو سو جوڑے کپڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## کِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان)

★ تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً مِثْرِي أُمَّتِ كَيْ تَهْتَرَفِرْتِي هُوں گے۔ (نمبر ۲۵۹۶) غنیۃ الطالبین میں ہے واما الفرقة الناجية فهي اهل السنة والجماعة نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے (ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ کراچی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا اور اہل سنت کے ناجیہ ہونے کی دلیل بھی بیان فرمائی۔ (اشعة اللمعات ج ۱ ص ۱۴۱-۱۴۰) امام مذہب و اعتقاد ایشاں قدیم است و طریقہ ایشاں اتباع احادیث نبوی و اقتداء بآثار اسلف و حمل نصوص بر ظاہر است و محدثین اصحاب ستہ وغیرہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ معنی و مدار احکام اسلام بر آئنا افتادہ و آئمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ وغیرہم از انہا کہ در طبقہ ایشاں بردہ اند۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات دفتر اول مکتوب ۱۲۹ میں اہل سنت کو ہی فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔

★ اہل ہوا و بدعت کے سلام کا جواب نہ دینے کی رخصت (نمبر ۲۶۰۱)

★ شیطان عالم (یعنی حکمت والے) شخص کے ذریعے بھی لوگوں کو گمراہ کرتا

ہے۔ پہلے وہ قرآن پڑھتا ہے جب کوئی اس کی بات نہیں مانتا حتیٰ ابتداء لہم

غیرہ پھر ساتھ کوئی نیا شوشہ چھوڑتا ہے۔ (نمبر ۲۶۱۱) یقین نہ آئے تو دیکھ لو ہندوستان

کے چند علماء نے بھی انگریزی حکومت کے اشاروں پہ عظمت رسالت کے بارے میں چند ایسی زہریلی باتیں کیں کہ پوری امت میں انتشار پیدا ہو گیا اور اس سلسلہ میں حقانیت یہی ہے کہ:

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب  
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ یوں کہوں **الْأَهْرُ بِيَدِي**۔ یہ معاملہ میرے اختیار میں ہے۔ (نمبر ۴۶۱۷)  
یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا کہ قرہ بن خالد فرمایا کرتے تھے **يَا فِتْيَانُ لَا تَغْلَبُوا عَلَيَّ الْحَسَنَ فَإِنَّهُ كَانَ رَأْيَهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ**۔ (نمبر ۴۶۲۳) اے لڑکوں! حسن بصری کے متعلق مبالغہ نہ کرنا کیونکہ ان کی رائے سنت و صواب ہے۔

★ حضرت سقیان فرمایا کرتے تھے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

(نمبر ۴۶۳۱)

★ حجاج کو قابل گردن زدنی سمجھنے کے باوجود بھی لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے (ایک تو فاسق عمل ہونے کی وجہ سے اور دوسرا تاکہ امت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ نمبر ۴۶۴۲) حالانکہ صحابہ کی شان یہ ہے کہ اگر ان کے چہرے پر گرد بھی پڑ جائے تو ان کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ دوسروں کو ساری زندگی کی نیکیوں پر بھی نہ ملے گا خواہ ان کی عمر نوح علیہ السلام کے برابر ہو۔ (نمبر ۴۶۵۰)

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

★ بیعت رضوان وا توں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

(نمبر ۴۶۵۳)



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ویدتُ اَنْتِی کُنْتُ مَعَكَ حَتّٰی اَنْظَرَ اِلَیْهِ۔ کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ وہ دروازہ دیکھتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا اَنْتَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِی۔

اے ابو بکر! میری امت میں تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۲)

### عورت کا ایک فتنہ عظیمہ

★ عورتیں خود ناقصات العقل والدین ہوتی ہیں لیکن بڑے بڑوں (کی عقل

خراب کر کے ان) کو بے سمجھ بنا دیتی ہیں۔ (نمبر ۴۶۷۹)

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حقیقت بن کر سامنے آ رہا ہے ہمارے مشاہدے میں ہے کہ نسلی صحیح العقیدہ مردوں کی عورتیں بد عقیدہ مبلغات کے دروس میں شامل ہو کر اپنے خاوندوں کے عقیدوں کو خراب کر رہی ہیں۔ یہ ان عورتوں کا کمال تو ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ تو ناقصات العقل ہیں بلکہ ان مردوں کی نا سمجھی ہو سکتی ہے یا پھر میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر میرا دل چاہ رہا ہے کہ الروض الفائق فی المواعظ والدقائق (جو کہ علامہ شعیب خریفیش المتوفی ۸۱۰ھ جن کی حکایات کے حوالوں سے تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب بھرا پڑا ہے) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عربی درود و سلام بمعہ اردہ ترجمہ پیش کروں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے صرف حکایات ہی نہیں لکھیں بلکہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان بھی بڑے اچھوتے انداز میں بیان فرمائی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں دعوت

اسلامی کے شعبہ المدینہ العلمیہ نے شائع کی ہے اور اس کے صفحہ نمبر ۳۸-۳۹ پر یہ اشعار بمعہ ترجمہ موجود ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوم کر اور تصور ہی تصور میں مدینہ پاک کی گلیوں میں گھوم کر سبز گنبد کی سنہری جالیوں کا منظر دل کی نگاہوں کے سامنے رکھ کر پڑھئے اور اصل عنوان ذہن میں رکھ کر پڑھئے کہ ان ناقصات العقل والدین کی بات مانی جائے یا چھ صدیاں پہلے کے بزرگوں کے عقائد کو اپنایا جائے اور ان تمام بزرگوں کی تعلیمات حقہ کے حقیقی ترجمان امام احمد رضا خان کی پاک زبان میں کہا جائے۔

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جائے

اللَّهُ زَادَ مُحَبَّدًا تَكْرِيهًا حَبَاهُ فَضْلًا مِّنْ لَّدُنْهُ عَظِيمًا

وَاخْتَارَهُ فِي الْمُرْسَلِينَ كَرِيهًا ذَا رَافَةٍ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

يَا أُمَّةَ الْهَادِي خُصِّصْتُمْ بِالْوَفَا بَيْنَ الْوَرَى وَالصِّدْقِ أَيْضًا وَالصَّفَا

صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ الْهَادِي الْمُصْطَفَى فَاللَّهُ قَدْ صَلَّى عَلَيْهِ قَدِيمًا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

فَتَى أَرَى الْحَادِي يُبَشِّرُ بِاللِّقَا وَيَضُنُّنَا بَابَ الْمُحْصَبِ وَالنَّقَا

وَأَرَى ضَرِيحَ الْمُصْطَفَى قَدْ أَشْرَفَا مَوْلَى رَحِيمًا لَا يَزَالُ حَلِيمًا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ إِلِيهِ الْكُرْمَاءِ وَكَذَلِكَ عَنْ أَصْحَابِهِ الْخُلَفَاءِ

فَهُوَ هُوَ دِينِي وَعَقْدُ وَلَائِي قَوْمًا تَرَاهُمْ فِي الْبَعَادِ نَحْوَمًا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(۱) اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲) اے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق و صفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳) میں کب حبیب خدا عزوجل کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں باب محصب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر لوں گا جس کو رحیم و حلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴) پھر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم آل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

★ حضور علیہ السلام سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: **اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ**۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔ (نمبر ۱۱۷۷)

★ حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے۔ (نمبر ۱۷۲۷)

## آسمانی ملائک اور خیر الخلاق صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسروق نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ لِلسَّمَاءِ صَلَٰوةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيَضَعُونَ فَلَا يَزَالُونَ كَذَلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جَبْرِيْلُ حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ جَبْرِيْلُ فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالَ فَيَقُولُونَ يَا جَبْرِيْلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ الْحَقَّ فَيَقُولُونَ الْحَقَّ الْحَقَّ.

جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو اسے ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے یوں سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پہ زنجیر کی آواز پھر وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو وہ ہوش میں آجاتے ہیں اور پوچھتے ہیں اے جبریل! آپ کے رب نے کیا فرمایا ہے؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں حق فرمایا ہے پھر وہ سارے حق حق کہنے لگتے ہیں۔ (نمبر ۴۷۳۸) فرشتے ایک وحی کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں قربان اس قلب اظہر پر جس پر پورا تمیں پارے قرآن نازل ہوا۔ فانہ نزلہ علی قلبك البقرہ۔ نزل بہ الروح الامین علی قلبك لتكون من المنذرين۔ (الشعراء) یہ دل بھی کیا دل ہوگا اس کے بارے میں پوری حقیقت تو خدا ہی جانتا ہے لیکن امام اہل سنت نے ایک اشارہ فرمایا ہے اس سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں

غنجیہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام

اور جہاں تک فرشتوں کی بات ہے تو اگرچہ ان کی شان بہت بلند و بالا ہے لایعصون اللہ ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون لیکن شرح الصدور ص ۲۳ پر

ایک واقعہ لکھا ہے جو یہاں ذکر کر دینا بہت ہی مناسب رہے گا اور وہ یہ ہے کہ حفص بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام الحدیث ابو زرہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پہ فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے ابو زرہ! کون سی عبادت کے صلہ میں آپ کو یہ اعزاز و اکرام ملا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں عن النبی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو مسلمان ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ درود شریف کی برکت ہے کہ خداوند عالم نے مجھے فرشتوں کا امام بنا دیا ہے۔

تیری درگاہ کے فقیروں کا ذکر ہوتا ہے بادشاہوں میں

اس واقعہ سے جہاں امام ابو زرہ کی کرامت کا حال معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا بے شمار اجر و ثواب ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھنے کا بھی اتنا ہی ثواب و اجر ہے۔ جو لوگ حضور اقدس کے نام نامی کے ساتھ پورا درود شریف نہیں لکھتے بلکہ صرف ”” یا ”صلعم“ لکھتے ہیں وہ نہ صرف اس اجر سے محروم رہتے ہیں بلکہ گنہگار بھی ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس عادت بد سے بچائے۔ (آمین)

یا رسول اللہ سلام علیک یا حبیب اللہ سلام علیک

انت شمس الضحی انت بدر الدجی انت نور الہدی انت کھف الوری

یا نبی الہدی سلام علیک یا شفیع الوری سلام علیک

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان تین مقامات پر مل سکتا ہوں) (۱) میزان کے پاس جب تک یہ

معلوم نہ ہو کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا زیادہ (۲) نامہ اعمال کے وقت جب کہا جائے گا نامہ اعمال پڑھو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس طرف سے ملے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں میں یا پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب کہ وہ دوزخ کی پشت پہ رکھا جائے گا۔ (نمبر ۴۷۵۵) .

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

★ جب تک حکمران نماز پڑھتے رہیں ان سے قتال نہ کرو (یہ کم از کم شرط ہے یہ

بھی ہمارے حکمرانوں میں نہیں پائی جا رہی فیاء للعب) (نمبر ۴۷۶۰)

★ جو امت میں پھوٹ ڈالے تو اسے مار ڈالو خواہ وہ کوئی ہو۔ (نمبر ۴۷۶۳)

★ خارجیوں کی علامات۔ گفتار کے اچھے اور کردار کے برے ہوں گے۔ قرآن

پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ (باب الخوارج و قتال الخوارج۔ نمبر ۴۸۵۸

تا ۴۷۷۰) نجات کا دار و مدار حسن عمل کے ساتھ حسن عقیدہ پر بھی ہے۔ قرآن، نماز اور

دیگر عبادات کے ساتھ گستاخیاں بھی ہوتی رہیں اور پھر نجات کی امید؟ اس خیال

است و محال است و جنون۔ حضرت بلھے شاہ نے کیا خوب کہا:

نہ میں بہتی رب رب کیتی نہ تبا کھڑکایا

شاہ عنایت نے نظر چا کیتی انجے چا بنجشایا

## کِتَابُ الْاَدَبِ (ادب کا بیان)

کتاب الادب میں نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ جناب

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و اخلاق کا، عادات و اطوار کا اور صفات و کمالات کا

ذکر خیر ہوگا۔ یاد رکھنا دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم (جس کی مشک و عنبر سے بھی

بڑھ کر خوشبودار باتوں کا حسین تذکرہ آپ پڑھ رہے ہیں) وہ بارگاہ ہے کہ جب محبوب

سجانی قطب ربانی شہباز لامکانی، قندیل نورانی، شیر یزدانی، غوث صمدانی (۵۱۷ھ) مدینہ شریف مواجہہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان اشعار کے ساتھ نذرانہ محبت پیش کر رہے ہیں۔ بمعہ ترجمہ فارسی اشعار پڑھ لیجئے تاکہ دل کے بند درتے چمچے مزید کھل جائیں اور جنت کی پر کیف فضا میں اور معطر و معنبر ہوائیں آپ کے دلوں کی دنیا کو آباد کرتی رہیں۔ چنانچہ پیر پیراں میر میراں دستگیر جہاں یوں عرض گزار ہیں اور کیوں عرض گزار ہیں اس لئے کہ وہ اس مقام کے حامل ہو کر بھی آج کل کے خشک عبادت گزاروں کی طرح گھمنڈ میں آنے والے نہ تھے بلکہ اتنے مرتبے و مقام کے حامل ہو کر بھی کسی کے دامن کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری سمجھتے تھے۔ یہاں پہلے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن لیں کہ چکی چل رہی تھی اور آٹا پس کر باہر آ رہا تھا تو آپ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے کہ جب دو پتھروں میں کوئی دانا سلامت نہیں رہ رہا تو خدا کے عذاب کی چکی چلے گی تو کیا کوئی سلامت رہے گا چنانچہ چکی چلانے والے سے اس طرح مکالمہ ہوا۔

چکی چل دی ویکھ کے فرید نے دتا رو

دوپڑاں وچ آ کے ثابت ریا نہ کو

تو چکی چلانے والی نے ایک پڑ (پتھر) اٹھایا اور جو دانے کلی کے ساتھ سلامت

بچے ہوئے تھے وہ دکھائے اور عرض کیا۔

سن فقیرا رب دیا ذرا کن دے دے کھول

ایہہ تک لے بیچ گئے نی جہڑے بیٹھے کلی دے کول

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

منشور لطافت از تو مشہور

اے قصر رسالت از تو معمور

اے شہنشاہ کونین آپ کی تشریف آوری سے قصر رسالت معمور ہو گیا اور لطافت کا

منشور آپ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

روشن وجود تست کونین اے ظاہر و باطن ہمہ نور  
حضور آپ کے وجود گرامی سے یہ دونوں جہاں روشن ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن  
سب نور ہی نور ہے۔

ہر کس بہ جہاں گنہ گار بست گشتہ بہ شفاعت تو مغفور  
اس جہاں میں ہر شخص گنہگار ہے آپ کی شفاعت سے خطا کاروں کی خطائیں  
بخشی جائیں گی۔

اے سید انبیاء و مرسل وے سرور اولیائے مستور  
اے سید انبیاء آپ رسولوں کے سردار ہیں اور جو اولیاء اللہ مستور ہیں ان کے بھی  
آپ ہادی اور رہنما ہیں۔

معراج تو تابہ قاب قوسین جبریل برہ بماند از دور  
سرکار آپ کو قاب قوسین تک شرف معراج حاصل ہوا۔ آپ اس مقام تک  
تشریف لے گئے جہاں جبریل بھی راستہ میں رہ گئے۔

(ماخوذ از ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اپریل ۲۰۰۹ء)

صَلُّوا عَلَيَّ الْبَشِيرِ مُحَمَّدٍ  
تَحَظُّوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرٰنِ  
فَاللّٰهُ قَدْ اٰتٰنِيْ عَلَيْهِ مُّصْرِحًا  
فِيْ مُحْكَمِ الْاٰيٰتِ وَالْقُرْآنِ

(الروض الفائق)

### قیام تعظیمی اور اخلاق و سخاوت نبوی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما رہتے، ہم سے باتیں فرماتے جب گھر جانے کے  
لئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی



زوجہ محترمہ کے گھر میں داخل ہو جاتے ایک دن اسی طرح ہی گفتگو ہوتی رہی جب آپ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈالی اور اتنا کھینچا کہ چادر کھردری ہونے کی وجہ سے گردن مبارک سرخ ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے تو اعرابی نے آپ سے کہا:

اِحْبِلْ لِي عَلِيَّ بِعَيْرَتِي هَذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ. میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے لا دوں کیونکہ آپ نے مجھے کوئی اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جب تک تجھ سے (تیری بد اخلاقی کا) بدلہ نہ لوں گا تجھے مال نہیں دوں گا چنانچہ اعرابی اپنی بات دھراتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرمان دھراتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا:

اِحْبِلْ لَهُ عَلِيَّ بِعَيْرِيهِ هَذَيْنِ عَلِيَّ بِعَيْرٍ شَعِيرًا وَعَلِيَّ الْآخِرَ تَهْرًا. اس کے دونوں اونٹوں کو لا دو ایک پر جو اور دوسرے پر کھجوریں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اِنْصَرِفُوا عَلَيَّ بِرَكَّةِ اللَّهِ. جاؤ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔

(نمبر ۷۷۵)

صَلُّوا عَلَيَّ خَيْرَ الْأَنَامِ مُحَمَّدٍ إِنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ نُورٌ يَعْقِدُ مَنْ كَانَ صَلَّى قَاعِدًا يَغْفِرُ لَهُ قَبْلَ الْقِيَامِ وَلِلْمَتَابِ يُجَدِّدُ وَكَذَلِكَ إِنْ صَلَّى عَلَيْهِ قَائِمًا يَغْفِرُ لَهُ قَبْلَ الْقُعُودِ وَ يُرْشِدُ (الروض الفائق)

★ غصے کو پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا۔ مِنْ آتِي الْحُورِ الْعَيْنِ شَاءَ. جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (نمبر ۷۷۷)

★ جو اللہ کے لئے کسی کا نکاح کروائے تَوَجَّهَ اللَّهُ تَابِحَ الْبَيْتِ. اللہ تعالیٰ اس

کوشا ہی تاج پہنائے گا۔ (نمبر ۸۷۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا، نہ کسی خادم یا عورت کو پیٹا  
ہمیشہ درگزر کرنے کا حکم دیا۔ (نمبر ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴)

★ الْمُؤْمِنُ غَدٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ۔ مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے  
اور فاسق و فاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ (نمبر ۹۰)

گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟

یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے  
اپنا منہ (بات کرنے کے لئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کے ساتھ لگایا  
ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک پیچھے ہٹا لیا ہو یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی  
(بات مکمل کر کے) سر ہٹا لیتا اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک  
(جلدی سے) ہٹا لیا ہو۔ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ۔ یہاں تک کہ  
وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ ہٹا لیتا۔ (نمبر ۹۳) دنیا کی وہ کون سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ  
نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل، مکمل اور اکمل طور پر نہ رکھی ہو۔ صاحب  
الروض الفائق نے کیا خوب کہا:

وَهُوَ الَّذِي قَدْ حَازَ كُلَّ الْكَمَالِ      وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ  
وَهُوَ الَّذِي قَدْ جَاءَنَا رَحْمَةً      مُفَرَّقًا بَيْنَ الْهُدَى وَالضَّلَالِ  
مُحَمَّدٌ بِنِ الْبَعُوْثِ مِنْ هَاشِمِ      أَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِيعَ الْخِصَالِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ طَوْلَ الْهُدَى      مَا عَطَرَ الْكُونَ نَسِيمُ الشِّبَالِ

ترجمہ

(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہیں اور  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل و کمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمایا۔  
(۴) اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطر کرتی رہے۔

★ مومن حسن اخلاق کے ذریعے صائم النہار اور قائم اللیل کا درجہ پالیتا ہے۔

(نمبر ۲۷۹۸)

### مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا زَعِيمٌ بَبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْبِرَاءَ وَإِنْ كَانَ  
مُحِقًّا وَبَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكُذِبَ وَإِنْ كَانَ  
مَا زِحًا وَبَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَنَ خُلُقَهُ (نمبر ۴۸۰۰)

جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت میں  
ایک مکان کا ضامن ہوں۔ جو جھوٹ کو چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت  
کے وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اگرچہ جھوٹ ہنسی مذاق میں  
ہی بولتا ہو اور جو اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ  
درجہ میں (مکان کی ضمانت دیتا ہوں)

جنت میں مکان کی ضمانت ہر کوئی نہیں دے سکتا ہے بلکہ وہی دے سکتے ہیں جو  
خدا کی خدائی کے مالک، اللہ کے خلیفہ اعظم، خدا کی رحمتوں کے خزانوں کے قاسم  
ہوں۔ لہذا طالب رحمت کو اس رحمتہ للعالمین کی بارگاہ میں رحمت کی بھیک مانگتے رہنا  
چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اپنی بارگاہ میں بٹھا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ایسی ایسی عظیم بشارتیں عطا فرماتے رہے ہیں۔ یہاں پھر الشیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروض الفائق سے چند عربی اشعار بمعہ ترجمہ لکھنے پہ مجبور ہو گیا ہوں۔

هَنِيئًا لِعَيْنٍ قَدْ رَأَتْ نُورَ أَحَدٍ      وَفَازَتْ جَهَارًا مِّنْهُ بِالْحُسْنِ وَالرُّوِيَا  
وَقَدْ أَسْعَدَ الرَّحْمَنُ عَبْدًا دَعَا لَهُ      فَأَضْحَى سَعِيدًا فِي الْمَبَاتِ وَفِي الْبَحْيَا  
وَبَدَّلَ دِينَ الشِّرْكِ بِالنُّورِ وَالْهُدَى      بَلَغَ مَا يَهْوَى مِنَ الدِّينِ وَالدُّنْيَا  
وَفَازَ بِرُويَا الْمُصْطَفَى سَيِّدِ الْوَرَى      نَبِيُّ حَبَاهُ اللَّهُ بِالرُّتْبَةِ الْعُلْيَا  
عَلَيْهِ صَلَاةُ اللَّهِ مَا طَافَ طَائِفٌ      بِبَكَّةَ بَيْتِ اللَّهِ قَصْدًا آتَى سَعْيَا  
صَلَاةً شَذَاهَا عِطْرُ الْكَوْنِ جَهْرَةً      فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

ترجمہ

(۱) مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

(۲) رحمن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروک پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہو گیا۔

(۳) اور اس نے شرک والے دین کو نور ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴) اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہو گیا جو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفًا وَ تَكْرِيمًا میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے

طواف کا قصد کرتے رہیں۔

(۶) درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن

کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی کے طور پر فرمایا (جب صحابہ کرام نے

عرض کیا) اَنْتَ سَيِّدُنَا۔ آپ ہمارے سید (سر دار) ہیں تو آپ نے فرمایا: اَلْسَيِّدُ اللّٰهُ۔

سید اللہ ہی ہے۔ (ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انا سید ولد ادم یوم

القیمة۔ قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خود فرمایا: سیدا و

حضورا ونبیا من الصالحین۔ پھر حضور کے بارے میں کیوں نہ کہا جائے:

سید و سرور محمد نور جہاں

مہتر و بہتر شفیع مجرماں

اس کے بعد حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا۔ آپ ہم میں خوبیوں کے لحاظ سے افضل اور

درجے کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمْ الشَّيْطَانُ۔ اپنی باتیں

(یا فرمایا کوئی اور بات کرو) کہیں شیطان تمہیں اپنا مزدور نہ بنا لے۔ (اس کا یہی

مطلب ہے کہ آپ کا فرمان عالی شان عاجزی کی وجہ سے تھا) (نمبر ۷۸۰۷) لہذا

شیطان کے چیلے بن کر ایسے الفاظ کا سہارا لے کر اور ان کی غلط تاویلات کر کے اپنے

ایمان کو ضائع ہونے سے بچاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے

خدا کی بارگاہ میں یوں دعا گور ہو۔

محمد کے قدموں پہ قربان ہو کے

خدایا مریں ہم مسلمان ہو کے

عمر ہو میری بسر حمد خدا میں ماجد

نام ہو میرا محمد کے ثنا خوانوں میں

★ جوزی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔ (نمبر ۲۸۰۹)

★ کسی کے لئے دعا کرنا اور اس کی تعریف کرنا بھی اس کے ثواب میں شامل

ہونا ہے۔ (نمبر ۲۸۱۳)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ جب مہاجرین نے عرض کیا: حضور انصار تو سارا ثواب لے گئے تب آپ نے فرمایا: لَا مَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ لَهُمْ وَأَنْتَيْتُمْ عَلَيْهِمْ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تعریف کرنے اور ان کے لئے دعا کرنے سے بندہ ان کے ثواب میں شامل ہو جاتا ہے تو جو محبوب خدا کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتا رہے وہ کس قدر ثواب کا حق دار ہوگا اس پر بھی الروض الفائق سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ”کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟“ تو اس نے جواب دیا: ”میں ایک دن محفل ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگئی“۔ پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باواز بلند درود پاک پڑھا،

میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔

يَا فَوْزَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فَإِنَّهُ  
 يَحْوِي الْأَمَانِي بِالنَّعِيمِ السَّرْمَدِي  
 إِنَّ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِي  
 صَلَّى عَلَى الْهَادِي النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ  
 يَا قَوْمَنَا صَلُّوا عَلَيْهِ لِيَتَطَفَرُوا  
 بِالْبُشْرِ وَالْعَيْشِ الْهَنِيِّ الْأَرْغَدِ  
 وَيُخَصَّكُمْ رَبُّ الْأَنَامِ بِفَضْلِهِ  
 وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ يَوْمَ الْمَوْعَدِ  
 صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ  
 مَا لَاحَ فِي الْأَفَاقِ نَجْمُ الْفَرَقَدِ

ترجمہ

(۱) کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس لئے

کہ وہ ہمیشہ رہنے والی نعمت کی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲) اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی

حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔

(۳) اے لوگو! درود پاک پڑھو تا کہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر

کامیابی حاصل کر لو۔

(۴) اور تا کہ تمہیں رب الانام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو

حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کر دے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے

کناروں میں فرقہ (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

زباں تا بود در دہاں جائے گیر

ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بود دل پذیر

★ دوست بناؤ تو مومن کو کھانا کھلاؤ تو پرہیزگار کو۔

لَا تُصَاحِبُ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا. (نمبر ۲۸۳۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہوئے کتنی ہی مرتبہ آسمان کی طرف

دیکھتے۔ (۲۸۳۷)

★ جو گفتگو اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ شروع کی جائے وہ لنڈی (بے برکتی، ادھوری،

ناکمل) ہوتی ہے۔ (نمبر ۲۸۳۱) اس حدیث میں اجزم کا لفظ ہے اور اگلی حدیث

میں ہے کَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ كُنَّ هَوَّءَ هَاتِهِ كِي طَرَحَ۔ (نمبر ۲۸۳۱)

تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تین شخصوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔

(۱) ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ۔ بوڑھا مسلمان۔

(۲) حَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ۔ قرآن پاک کے عالم

کی جو اس میں کمی بیشی یا تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۳) ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ انصاف کرنے والا بادشاہ۔ (نمبر ۲۸۳۳)

قرآن مجید کی خدمت کرنے والے فقراء جنہوں نے دوسرے طبقوں کی طرح

(جو چند گھنٹے دفتر میں کرسیوں پر بیٹھ کر چائے بسکٹ کھاپی کر لاکھوں روپیہ ماہانہ

اپنے گھروں میں جمع کر لیتے ہیں) کبھی جلوس نہیں نکالے کہ ہماری تنخواہوں میں بھی

اضافہ کیا جائے بلکہ صبر و شکر کر کے مسجدوں کی صفوں پہ بیٹھ کر قرآن کی تعلیم دیتے رہتے

ہیں ان کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سے بھی پہلے فرمایا ہے اور

ان کو جو اخروی مقام و مرتبہ عطا کیا ہے یہ سب قرآن مجید کی برکت ہے انہی درویشوں

کے بارے میں اس مقام پہ چند اشعار الروض الانف کے صفحہ ۲۳ اور ۳۳ پر پڑھیے اور

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے قرآن پاک کے ساتھ اور زیادہ

محبت کیجئے کیونکہ:



ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر  
دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

### فقراء کی فضیلت

اے حضور کی امت کے فقراء! تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبی پاک، صاحب  
لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے  
فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب  
سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔“

(فضائل الصحابة لابن حنبل، الحدیث ۴۲۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، ”یا معشر الفقراء“)

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا: تم سے  
محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور،  
دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے ساتھ  
تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ”میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن  
پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں  
گے، پیئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔“

(المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ الحدیث ۱۰۸۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء ان فقراء، الخ۔ الحدیث ۲۳۵۳، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا۔ ان کے ذکر کو عام کیا، صبر  
عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام  
حریفیش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمُ الْفُقَرَاءُ أَهْلُ اللَّهِ حَقًّا وَقَدْ جَاؤُوا بِصِيقِ الْفَقْرِ فَخْرًا  
هُمُ الْفُقَرَاءُ قَدْ صَبَرُوا وَأُودُوا فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ النَّصْرَ أَجْرًا  
هُمُ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتِ حَقًّا وَمِنْهُمْ تَكْتَسِي الْأَكْوَانُ عِطْرًا

هُمُ الْفُقَرَاءُ عَنْهُمْ فَارَ وَذِكْرًا وَحَدَّثَ عَنْهُمْ سِرًّا وَ جَهْرًا  
فَكَمْ صَبَرُوا عَلَى ضَيْمِ اللَّيَالِيِ فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الْكُسْرَ جَبْرًا  
وَقَدْ زَارُوا الْحَبِيبَ وَ شَاهَدُوهُ وَقَدْ سَجَدُوا لَهُ حَمْدًا وَ شُكْرًا  
ترجمہ

(۱) یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر  
(یعنی بلند مقام) کو پالیا۔

(۲) انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں جھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا  
فرمایا۔

(۳) یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپی  
ہوئی ہے۔

(۴) یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سر او جہراً (یعنی آہستہ اور  
بلند آواز سے) ذکر الہی عزوجل میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵) کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہذا اللہ عزوجل نے اس  
صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرمادی۔

(۶) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے  
ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز

حضرت قبیلہ بنت مخزمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرفصا کی حالت میں (گھٹنے کھڑے کر کے اور  
ہاتھوں سے حلقہ بنا کر جیسے کوئی بڑی ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بیٹھتا ہے)  
تشریف فرماتے، فرماتی ہیں:

فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُبْتَخَشِعَ (وَقَالَ مُوسَى  
الْمُبْتَخَشِعَ فِي الْجَلْسَةِ) أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ. (نمبر ۴۸۴۷)

پس جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں تشریف فرما دیکھا تو  
میرے اوپر رعب طاری ہو گیا۔

مطلب یہ کہ جن کی بارگاہ میں جبریل امین علیہ السلام بھی دوزانوں ہو کر بیٹھیں  
وہ خود کس قدر عاجزی و انکساری کے ساتھ تشریف فرما ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا  
نہ ہوگا:

جبریل امین رہ گئے راہ میں عرش اعلیٰ پہ پہنچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِّنْ  
أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَلَنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرِ. میرا  
کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے  
صاف سینہ لے کر جاؤں۔ (نمبر ۴۸۵۹)

★ اپنی بیوی کا راز فاش کرنا سب سے بڑی خیانت ہوگی۔ (نمبر ۴۸۷۰)  
★ معراج کی رات غیبت کرنے والوں کا تانے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے  
چہروں اور سینوں کو نوچنا۔ (نمبر ۴۸۷۸)

### مسلمان کی عزت و حرمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں  
اس کی عزت کی جاتی ہوتا کہ اس کی عزت میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ رسوا  
فرمائے گا جہاں اس کو اللہ کی مدد درکار ہوگی اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے  
جہاں اس کی عزت کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو حالانکہ وہاں اس کی عزت ہوتی  
ہے تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اس کو خدا کی مدد درکار ہوگی۔

(نمبر ۴۸۸۴)

★ ایک حدیث میں ہے کسی کے بھید کو چھپانا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ کرنے کی طرح ہے۔ (نمبر ۴۸۹۱)

حدیث میں ذلیل کرنے اور عزت کرنے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدرت کے باوجود اس کی عزت کا دفاع نہ کرے چاہے قول سے چاہے فعل سے کوئی اس کی توہین کرے تو اس کو روکے کوئی اس کی غیبت کرے تو اس کو منع کرے۔ (ص ۳۱۳ ج ۲ حاشیہ نمبر ۱۲) یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّبَّةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ. حاکم جب گمان اور اندازے سے لوگوں کے درمیان (فیصلے کرنے) میں لگ جائے گا تو ان کو تباہ کر دے گا۔ (نمبر ۴۸۸۹) قرآن مجید میں ہے: وَلَا تَجَسَّسُوا. اور حدیث میں ہے: نُهَيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ. ہمیں کسی کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا گیا۔ ہاں کوئی بات ظاہر ہو تو اس پہ مواخذہ ہونا بھی لازم ہے ورنہ معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی اور زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چاہے وہ فساد دین کے نام پہ ہو یا دنیا کے نام پہ۔ آج کل روزانہ سینکڑوں لوگ جو سوات، مالاکنڈ اور دیگر علاقوں میں دین کے نام پر مارے اور مروائے جا رہے ہیں ان کا حساب کون دے گا۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے  
کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے  
مسلمان تو اس پر تبصرہ اپنے اپنے ذہن کے مطابق کر ہی رہے ہیں لیکن عالم کفر  
کی حالت یہ ہے کہ:

حدہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں

جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَادْعُوهُ وَلَا تَقْعُوبُوا فِيهِ. (نمبر ۴۸۹۹)

جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو نظر انداز کرو اس کی برائی نہ کیا کرو اس سے اگلی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَن مَّسَاوِيهِمْ (نمبر ۴۹۰۰)

اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو روکے رکھو۔ کیونکہ جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ چکا ہے تو وہ جانے اور اس کا پروردگار جانے ہاں اس کی نیکیوں کا چرچا کر سکتے ہو لیکن اگر وہ بد عقیدہ یا گمراہ ہو کر مرا ہے تو اس کی بد عقیدگی اور گمراہی کو ضرور بیان کیا جائے گا بلکہ اس میں زندہ ہونے یا مرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

★ کسی (گناہ گار) مسلمان کو یہ کہنا کہ خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشنے گا یا تجھے

جنت میں داخل نہ کرے گا یہ ایسی بات ہے جس سے کہنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۴۹۰۱)

★ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

(نمبر ۴۹۱۶)

کیا یہ شرک ہے؟

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں کہ میری شادی کی اگلی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے کچھ لڑکیاں دف بجا کر غزوہ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کے کارناموں کے اشعار پڑھنے لگیں اور ان میں سے ایک بچی نے یہ الفاظ کہے: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِيٍّ. اور ہم میں ایسے نبی تشریف فرما ہیں جو کل کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

الفاظ سن کر فرمایا: دَعِيَ هَذَا وَقَوْلِي الَّذِي كُنْتَ تَقُولِينَ۔ اس کو چھوڑ اور وہ کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (نمبر ۴۹۲۲)

یقیناً یہ اشعار کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہی لکھے ہوئے ہوں گے اور یہ مصرعہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ما فی غد کا علم بیان ہوا اس سے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ بھی معلوم ہو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کو شرک قرار نہ دیا کہ یہ تو علوم خمسہ سے ہے جو اللہ ہی جانتا ہے نہ ہی یہ مصرعہ پڑھنے والی کو کہا کہ تو شرکیہ بات کر رہی ہے اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جس نے میرے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں اس کو کہو کہ تو نے شرک کیا ہے۔ لہذا اس سے توبہ کر۔ آج کے مولوی کو تو اس بات کا پتہ چل گیا کہ شرکیہ بات ہے۔ مگر شرک کی جڑیں کاٹنے والے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو سکا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہم مسئلہ پہ خاموش رہ سکتے تھے؟ باقی رہا کہ یہ الفاظ پڑھنے سے روکا کیوں؟ تو اس وجہ سے کہ جو موضوع چل رہا ہے اسی کو بیان کرتے رہو اور اس موقع پہ اس نازک موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اسی بدر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے نشان لگا کر بتا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا اور جس کے بارے میں آپ نے جہاں نشان لگایا وہ اگلے دن وہیں پہ مرا۔ پھر یہ شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ حضرت ابن عمر کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈالنا اور راستے

سے ہٹ جانا۔ (نمبر ۴۹۳۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا منٹ جو ہاتھوں پاؤں پہ مہندی لگاتا کہ

عورتوں سے مشابہت پیدا کرے اس کو شہر بدر کر دیا گیا اور قتل کرنے سے منع فرمایا

کیونکہ نمازی تھا۔ (نمبر ۴۹۲۸)

★ قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (نمبر ۴۹۴۸)  
 ★ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا قیامت کو سب سے برا ہونے کی نشانی ہے۔

(نمبر ۴۹۶۱)

★ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو کہ جس کو وہ سچی جانے اور تم اس میں جھوٹے ہو۔ (نمبر ۴۹۷۱)

### شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ

حضرت ابوالحسین سے روایت ہے انہوں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پہ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری پھسلی تو میں نے کہا: تَعَسَ الشَّيْطَانُ شَيْطَانُ كَابِئْرٍ غَرَقَ هُوَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ۔ یوں نہ کہو کہ شیطان کا ستیاناس ہو کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے تو وہ (خوشی سے) پھول کر اتنا بڑا ہو جائے گا جتنا مکان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میری قوت کو مان لیا گیا ہے بلکہ (ایسی بات ہو تو) تو کہا کرو ”بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّىٰ يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ۔ جب تو یہ کہے گا تو وہ سکڑ کر مکھی جتنا ہو جائے گا۔ (نمبر ۴۹۸۳)

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں چھڑنا شیطان کا عادت کیجئے  
 ★ جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کیلئے خرابی ہے۔ (نمبر ۴۹۹۰)

★ حسن ظن حسن عبادت سے ہے۔ (نمبر ۴۹۹۳)

### بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفائی

حضرت عبداللہ بن ابوالحسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت میری طرف باقی رہ گئی تھی میں نے عرض کیا (ٹھہریے) میں اسی جگہ آپ کو (باقی رقم) لا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بھول گیا اور مجھے تین دن بعد (اپنا وعدہ) یاد آیا جب میں اس

جگہ حاضر ہوا تو فاذا ہو فی مکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پہ تشریف فرما ہیں اور مجھے صرف یہ فرمایا:

يَا فَتَى لَقَدْ شَقَّقْتَ عَلَيَّ اَنَا هَهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِ اَنْتَظَرُكَ. (نمبر ۴۹۹۶)  
اے جوان تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تین دن سے یہیں پر تیری  
نظار کر رہا ہوں۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھے جسے  
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ چرب زبان اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (نمبر ۵۰۰۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَّازَ  
هُوَ خَيْرٌ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ متوسط اور اعتدال والا کلام کروں کیونکہ اعتدال ہی  
بھلائی ہے (نمبر ۵۰۰۸) اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے:

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے  
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام  
ان کی باتوں کی لذت پہ بے حد درود  
ان کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام  
ان کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود  
ان کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

★ جس کو قرآن مجید اور ذکر الہی کی بھی فرصت نہ ملے وہ شاعر قابل مذمت  
ہے۔ (نمبر ۵۰۰۹)

حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ وَرَنَّهُ وَإِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً.

(نمبر ۵۰۱۰)



★ قرب قیامت لوگوں کے خواب (اکثر) سچے ہوں گے۔ (نمبر ۵۰۱۹)

★ یہودی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس امید پہ چھینک لیتے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں يَرْحَمُكَ اللَّهُ فرمائیں گے لیکن آپ فرماتے يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُفْرِ۔ (نمبر ۵۰۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر قضائے حاجت فرمائی پھر ہاتھ منہ

دھو کر سوئے۔ (نمبر ۵۰۴۳)

★ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ

فِي قَبْرِهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک تقریباً اسی طرح کا ہوتا جیسے بندے کو اس

کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (نمبر ۵۰۴۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(ثلث مرات) اے اللہ مجھے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

(نمبر ۵۰۴۵)

★ وظیفے میں نبی کی بجائے رسول کا لفظ بولنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

صحابی کی اصلاح فرمائی کہ نبی کا لفظ ہی بولا جائے۔ (نمبر ۵۰۴۶)

★ سونے سے پہلے اور بعد ذکر الہی نہ کرنے والے کو قیامت کے دن حسرت

ہوگی۔ (نمبر ۵۰۵۹)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہر نے

★ خاتون جنت رضی اللہ عنہا چکی پیستی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں پہ نشان پڑ گئے،

مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں یہاں تک کہ گردن پہ نشان پڑ گئے، گھر میں جھاڑو دیتیں

کہ کپڑے گرد و غبار سے اٹ جاتے اور ہانڈی پکایا کرتیں کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے اور

جب لونڈی غلام کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح فاطمہ بتادی۔ (معلوم ہوا

کہ ذکر الہی کے صرف دینی و اخروی فوائد ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد و برکات بھی ہیں)

(نمبر ۵۰۶۳) حضرت علی فرماتے ہیں جب سے ہم نے اس تسبیح کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی (غلام لونڈی بھول گئے) مگر یہ تسبیح بغیر کسی ناغے کے پڑھی صرف جنگ صفین کی رات (زیادہ مصروفیت کی وجہ سے) آخری رات یاد آئی تو میں نے اسی وقت پڑھ لی۔ (نمبر ۵۰۶۴) یاد رہے تسبیح فاطمہ کا ذکر رات کو سوتے وقت بھی آیا ہے اور ہر نماز کے بعد بھی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا

حضرت ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو صبح و شام تین تین مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ لے اس پہ ناگہانی مصیبت نہ آئے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ  
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے ساتھ کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان کو فالج کا ٹیک ہو گیا تو جس شخص نے ان سے یہ حدیث سنی تھی وہ (حیران ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگا) مطلب یہ تھا کہ آپ نے ہی تو یہ حدیث بیان کی تھی پھر آپ پر ناگہانی آفت کیسے آگئی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ میری طرف کیوں غور سے دیکھ رہا ہے۔ فرمایا میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ عَلَىٰ عُمَانَ وَلَا كَذَبَ عُمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے حضرت عثمان پہ جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی حضرت عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے (پوچھا پھر فالج کیوں ہو گیا

آپ تو ضرور یہ دعا پڑھتے ہوں گے) فرمایا: وَلٰكِنَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ اَصَابَنِيْ فِيْهِ مَا اَصَابَنِيْ غَضِبْتُ فَنَسِيْتُ اَنْ اَقُوْلَهَا. بات یہ ہے کہ آج میں غصہ کی حالت میں تھا تو یہ دعا پڑھنا بھول گیا (اس لئے یہ عارضہ لاحق ہو گیا) (نمبر ۵۰۸۸) غور فرمائیں صحابہ کرام ہر بات میں سے کس طرح کمی کی نسبت اپنی طرف کر لیتے تھے اور فضیلت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ ہر بات سے اپنے آقا کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو یہ عقیدہ عطا فرمادیتے تھے کیونکہ ان کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ:

آپ کی مدحت نگاری کا ہنر اچھا لگا      موسم نعت نبی شام و سحر اچھا لگا  
سبز گنبد پہ نظر صل علی ورد زباں      دیکھنا یوں روضہ خیر البشر اچھا لگا  
ان کے دامن کی ہوانے سرخوشی بخشی مجھے      اس بھری دنیا سے ہونا بے خبر اچھا لگا  
ذکر اوصاف نبی کرنا ہے غین زندگی      چشمہ آب بقا پیش نظر اچھا لگا  
فیض ہے ان کا اندھیروں سے چھڑالائے مجھے      قریہ جاں میں اجالوں کا سفر اچھا لگا  
ملت بیضا کا غم تازہ رہا ان کے حضور      اشک خوں بہنا مجھے اے چشم تراچھا لگا  
خامہ مژگاں سے لکھا اسم پیغمبر حسن      روشنائی کے لئے خون جگر اچھا لگا

### آندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات

★ آندھی اور بادل دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام چھوڑ دیتے چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہوں (اور ہماری طرح انجوائے کرنے کی بجائے اللہ سے ڈرتے ہوئے کئی قسم کی دعائیں کرتے ان میں سے ایک یہ دعا ہے) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا. اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اگر رحمت کی بارش برس پڑتی تو عرض کرتے: اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَيِّئْنَا. اے اللہ سیراب کر رہتا پختا۔

(نمبر ۹۹-۵۰۹۸)

ایک مرتبہ بارش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے اتار دیئے (یعنی قمیض کے بٹن کھول کر سینہ اقدس ظاہر فرمایا) بارش آپ کے جسم انور پر پڑی تو صحابہ

کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا حضور! لِمَ صَنَعْتَ هَذَا. آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: لِأَنَّهُ حَدِيثٌ عَاهِدٌ بِرَبِّهِ. اس لئے کہ یہ (بارش ابھی ابھی) اپنے رب کے پاس سے آرہی ہے۔ (نمبر ۵۱۰۰)

سبحان اللہ رحمت رب کے پاس سے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوں اور مجھ جیسا گناہ گار رحمۃ للعالمین کے قدموں میں پہنچ جائے تو زہے نصیب۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے:

کبھی وہ کوچہ و بازار دیکھیں مدینے کے در و دیوار دیکھیں  
جو یارو ہو کبھی قسمت ہماری دیار احمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں  
وہ شہر مصطفیٰ..... ارماں ہمارا اگر دیکھیں تو پھر سو بار دیکھیں  
مدینے کے گلی کوچوں میں گھومیں جمال مصطفیٰ ضوبار دیکھیں  
کھلی آنکھوں سے نظارہ کریں ہمہ گلستان..... دشت و در کہسار دیکھیں  
زیارت گنبد خضریٰ کریں ہم حرم کے خوشنما مینار دیکھیں  
کبھی مہر و مہ و انجم کو شاہا تری دہلیز پر ضوبار دیکھیں  
مدینے میں بسر وہ زیت عاقل وہاں کے روز و شب انوار دیکھیں  
مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور.....

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مرغ کو برانہ کہو اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ بَشَكِّهِ وَهُوَ نَمَازُكَ لِنَسْوَةِ لَوَاغِيكَ (نمبر ۵۱۰۱)

مرغ تو سارے لوگوں کو نماز کے لئے جگائے اور جو انسان ہو کر مسلمان ہو کر خود ہی نماز کے لئے نہ جاگے اور اپنے گھر والوں کو بھی نہ جگائے اس کو پھر کیا کہا جائے کیا یہی اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا ہے؟ حالانکہ جب مرغ دوسروں کو نماز کے لئے جگاتا ہے تو خود بھی اپنے حال کے مطابق نماز ادا کرتا ہوگا کیونکہ يسبح لله ما في

السموات وما فی الارض۔ کل قد علم صلاته و تسبیحہ۔ نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ان کے کان میں نماز کی طرح خود اذان پڑھی۔ (نمبر ۵۱۰۵)

★ وسوسوں کا آنا ایمان کی علامت ہے اور وسوسوں کے علاج کا وظیفہ۔

(نمبر ۱۱-۵۱۱۰)

★ اقرباء کی مدافعت کرنے والا بہتر ہے جبکہ قصور پر نہ ہوں کیونکہ عصبیت یہ ہے کہ کسی (رشتہ دار) کی ظلم پہ مدد کی جائے۔ (نمبر ۲۰-۵۱۱۹)

★ ایک بندہ ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے (نیک) عمل نہیں کر سکتا تو حضرت ابوذر کے اس سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّبت۔ تم اس کے ساتھ ہی ہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ (نمبر ۵۱۲۶)

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل تیرا کاشانہ ہے

ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا

صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بات پر اتنا خوش ہوتے نہ دیکھا جتنا اس بات پہ خوش ہوئے کہ جب ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ يَعْمَلُ بِهِ وَلَا يَعْمَلُ بِمِثْلِهِ۔ ایک آدمی دوسرے سے اس کے نیک کاموں کی وجہ سے محبت کرتا ہے لیکن اس طرح کا نیک عمل نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْبَرُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ (نمبر ۵۱۲۷)

لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر پیارے بندے سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان سے محبت فرماتا ہے اور ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے مناصب کو تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے حکم بھی تو دیا ہے وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ ولی نبی نما اور نبی خدا نما ہوتا ہے۔ ولی کی صفات نبی کی صفات کا اور نبی کی صفات خدا کی صفات کا ذہن میں تصور جماتی ہیں۔

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا

نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

### اولاد اور والدین

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے باپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلِّقْهَا بِعَلَّاقٍ دَعَا دَعَا۔ (نمبر ۵۱۳۸) باپ کے کہنے پر بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اب ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہزاروں لوگ بیوی کے کہنے پر والدین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ رب اور رسول کی رضا بیوی کی رضا میں نہیں بلکہ والدین کی رضا میں ہے۔ اگر دین کے ساتھ ہماری وابستگی کا یہی عالم رہا تو ایمان، اسلام اور قرآن کی باتیں صرف رسمی ہوں گی۔

رہ گئی رسم ازاں روح بلالی نہ رہی

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی چار صورتیں ہیں: (۱) ان کے لئے دعا و استغفار کرنا۔ (۲) ان کے عہد کو پورا کرنا۔ (۳) اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتا تھا۔ (۴) ان کے دوستوں (پیاروں) کی تعظیم کرنا۔ (نمبر ۵۱۴۳) بلکہ اس آخری بات کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ إِنَّ أَبْرَأَ الْبِرِّ صَلَّةُ الْبَرِّ أَهْلَ وَدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوتِيَ (نمبر ۵۱۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی والدین کو اپنی چادر پہ بٹھا لیا اور اپنے رضاعی بھائی کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔ (نمبر ۵۱۴۵) اس سے جہاں قیام تعظیمی کا مسئلہ حل ہوا وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بڑا اگر چھوٹے کے لئے یہی معاملہ کرے تو یہ اس کی عزت افزائی کی نشانی ہے اور از دیاد محبت کی علامت ہے۔ وہ قیام جو منع ہے وہ وہ ہے کہ بندہ خود چاہے کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں جیسا کہ ابن عامر حضرت معاویہ کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَثُلَ لَهُ الرَّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(نمبر ۵۲۲۹)

جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں یا کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنا لے (کیونکہ ایسا شخص متکبر ہے اور اس کے لئے قیام عموماً جبری ہوتا ہے نہ کہ تعظیمی) اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اپنے تشریف لانے پہ کھڑے ہونے سے منع فرمایا: لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ ..... (نمبر ۵۲۳۰) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف و مضطرب الاسناد قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوالعبس راوی مجہول ہے لہذا اس حدیث سے قیام تعظیمی کی ممانعت پہ استدلال درست نہیں۔ (مرقاۃ الصعود للسیوطی عن الطبرانی)

★ تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے، ان کو ادب سکھانے والے، ان کی شادی کرنے والے اور ان سے اچھا سلوک کرنے والے کے لئے جنت واجب ہے۔ (نمبر ۵۱۴۷)

★ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھی اسی طرح کا لباس پہناتے جیسا خود پہنتے۔ (نمبر ۵۸-۵۱۵۷)

★ خادم سے ستر بار روزانہ درگزر کرنے کا حکم۔ (نمبر ۵۱۶۴)

## غلام کو دو گنا ثواب

حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ (نمبر ۵۱۶۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اسلام کی برکت سے اب ظاہری غلامی کا دور تو نہیں رہا لیکن رہی خیر خواہی تو یہ قیامت تک رہے گی کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے لہذا کوئی مزدور آج سے ماتحت افسر سے حکمران رعیت کی اور رعایا حکمرانوں کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو ان کے لئے دو گنا ثواب ہے۔

## روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط

★ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے پر گواہ طلب کیا۔ (نمبر ۵۱۸۱) اور فرمایا: إِنِّي لَمْ أَتْهَبْكَ وَلَكِنَّ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ. (نمبر ۵۱۸۳) میں آپ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اگلی روایت میں ہے کہ میں تجھ پہ تہمت نہیں لگاتا۔ وَلَكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوْلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف باتوں کو (بلا تحقیق) منسوب کرنے لگیں۔ (نمبر ۵۱۸۴) لہذا حضرت عمر کے بارے میں جو یہ آتا ہے کہ وہ حدیث لکھنے سے منع کرتے تھے یا درے مارتے تھے اسکو اسی تناظر میں دیکھا جائے گا اور پھر اس لئے بھی تا کہ قرآن و حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے کیونکہ قرآن پاک بعد



میں علیحدہ یکجا لکھا گیا اور اس کے مختلف نسخے مختلف شہروں میں بھیجے گئے اس کے بعد کتابت حدیث میں کوئی خدشہ نہ رہا۔

★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی کی دعا (السلام علیک) لینے کے لئے آہستہ سے سلام کا جواب دینا (تا کہ تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم فرمائیں) (نمبر ۵۱۸۵)

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بے کساں

میری طرف سے ہمنشیں جا کے اسے سلام دے

★ صحابی نے کا شانہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. (نمبر ۵۲۰۱)

★ مصافحہ کرنے والے جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔

(نمبر ۵۲۱۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے معاف فرمایا:

وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (نمبر ۵۳۲۰)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی

کرنا۔ (نمبر ۵۲۳۲)

★ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زارع کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاؤں چومنا۔ (نمبر ۵۲۲۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (نے خوش ہو کر)

کہا: أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ. اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا ہوا رکھے۔ (نمبر ۵۲۳۴)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

★ بیری کا درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا اور اس پہ وعید کہ اللہ تعالیٰ اسے سر

کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ (نمبر ۴۱-۵۲۳۹)

قیل سدرۃ الحرم او البدینۃ تفصیل دیکھئے (ص ۳۵۵، ج ۲ حاشیہ نمبر ۴)

اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَالْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ. ایک بندے نے قطعاً کوئی نیکی نہ کی تھی سوائے ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے خواہ اسے درخت سے کاٹ کر کسی نے ڈال دیا تھا یا کسی اور طرح (راستے میں) پڑی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (نمبر ۵۲۳۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ اپنے (مرحوم)

بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ (نمبر ۵۲۵۷)

★ گرگٹ کو ایک ہی ضرب میں مارنے پہ ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (نمبر ۵۲۶۴)

★ چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی کو (جلا کر) شہد کی مکھی، ہد ہد

اور چڑیا کو (نمبر ۵۲۶۷)

★ عورت کے ختنے کا ذکر (امام ابو داؤد کے ہاں اس حدیث کی سند قوی نہیں)

(نمبر ۵۲۷۱)

★ جب عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے درمیان میں چلنے سے

منع فرمایا تو ہر عورت دیوار کے اتنا ساتھ ہو کر چلنے لگی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ

اٹک جاتا تھا۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ مرد دو عورتوں

کے درمیان چلے۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ ابوداؤد شریف کی آخری حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يُؤْذِنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ**۔ انسان زمانے کو گالی دے کر مجھے ازیت پہنچاتا ہے۔ **وَإِنَّا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرِ أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ**۔ حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، اختیار میرا ہے اور رات دن کو میں خود بدلتا ہوں۔ (نمبر ۵۲۷۴) اہل عرب کی عادت تھی کہ جب ان پہ کوئی تکلیف آتی تو زمانے کو برا کہتے کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ زمانہ ہی فاعل حقیقی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّا الدَّهْرُ**۔ یعنی انا الذی احل **لَهُمْ ذَلِكَ لَا الدَّهْرُ**۔ میں زمانہ ہوں یعنی ان پہ مصائب میں خود نازل کرتا ہوں نہ کہ زمانہ۔ **وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ الدَّهْرَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى**۔ یہ مراد نہیں کہ دھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

## غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون

زمانہ طالب علمی میں ایک شوق تھا کہ جو دلیل بھی مسلک حقہ کے بارے میں ملتی چاہے وہ نقلی ہو یا عقلی پورے حوالے کے ساتھ ہو یا نہ ہو اس کو لکھ لیا کرتا تھا بعض باتیں اساتذہ کرام کی زبانی سن کر لکھ لیتا۔ غیر مقلدین حضرات جن کا دعویٰ ہے کہ صرف وہی حدیث پہ عمل کرنے والے ہیں اس موضوع پہ اگرچہ بہت ساری کتابیں علماء نے لکھی ہیں مگر میرے پاس بھی ان نام نہاد اہل حدیث حضرات کے لئے چند اشارات ہیں جو کہ آج سے پچیس سال پہلے درس مشکوٰۃ کے دوران کچھ ابواب سے اپنے اساتذہ کرام سے سنے اور ان کو چند صفحات پہ محفوظ کر لیا چونکہ الزامی جوابات کے لئے اس طرح کے دلائل کام آجاتے ہیں لہذا اس ارادے سے انہیں لکھا جا رہا ہے کہ وہ جو اکثر مواقع پہ حدیث کے چند الفاظ پڑھ کر سادہ لوح اہل سنت کو مرعوب کر لیتے ہیں اور اہل سنت چونکہ مودب ہوتے ہیں لہذا حدیث کا نام آجائے تو سر تسلیم خم کر لیتے ہیں حالانکہ احادیث تو ہر طرح کی مل جاتی ہیں لیکن ہم ان احادیث پہ عامل ہیں جن پر امت کی اکثریت نے عمل کیا اور فقہاء و مجتہدین نے ان سے مسائل کا استنباط کیا۔ (بہتر تو یہ تھا کہ یہ مضمون مصباح المشکوٰۃ یعنی اپنی کتاب جس میں مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس میں لکھا جاتا کیونکہ یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہی ہیں اگرچہ ہر حدیث کا اصل ماخذ لکھ دیا گیا ہے لیکن چونکہ ترمذی شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں اصول فقہ کے حوالے سے ایک مضمون لکھا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ اس

سے ملتا جلتا مضمون ابوداؤد شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں بھی ہو جائے کیونکہ دونوں کتب کی منتخب احادیث کو ایک ہی جلد میں شائع کیا جا رہا ہے اور نام بھی ایک ہی رکھا گیا ہے۔ ”راہ ہدایت“ جو کہ فقہاء کرام ہی کی راہ ہے اور یہ صرف احادیث میں ہی نہیں قرآن پاک کی کئی آیات کا بھی ظاہری معنی مراد نہیں لیا جاسکتا ورنہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

### قرآن پاک سے

مثلاً قرآن مجید کی آیات میں صم بکم عسی فہم لا یرجعون۔ صم بکم عسی فہم لا یعقلون۔ ان میں بالاتفاق بہرے، گونگے اور اندھے سے حقیقتاً بہرے، گونگے اور اندھے مراد نہیں بلکہ سنتے بولتے اور دیکھتے تھے لیکن جب اللہ رسول کی بات نہ سنتے تھے تو ان کو بہرہ قرار دیا گیا جب خدا اور رسول کے حکم کے مطابق نہ بولتے تھے تو ان کو گونگا فرمایا گیا اور جو کچھ اللہ اور رسول ان کو دکھانا چاہتے تھے جب وہ کچھ نہیں دیکھتے تھے تو انہیں اندھا قرار دیا گیا بلکہ ایک قدم اس سے بھی آگے چلیے کہ سننے سے مراد صرف سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو ماننے والا سننا ہو۔ جس طرح ایک بندہ آپ کی بات کو سن تو رہا ہے مگر مانتا نہیں ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں تو سنتا نہیں یا تو نے میری بات کو سنا ہی نہیں ہے اسی طرح بڑے فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ان کو گونگا قرار دیا گیا۔ کوئی اگر انکار کرے اس حقیقت کا تو اس کو قرآن سے ہی جواب دو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن کان فی ہذہ اعنی فہو فی الاخرۃ اعنی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا تو کیا غیر مقلدین اس قاعدے کو تسلیم کریں گے کہ کوئی جتنا بھی نیک پرہیزگار ہو مگر نابینا ہو تو وہ آخرت میں بھی نابینا ہی رہے گا حالانکہ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس کی دنیا میں آنکھیں (کریبتیہ) نہ ہوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ صرف اس نعمت کے دنیا میں نہ ملنے پر اس کو جنت عطا فرمائے گا اسی طرح قرآن مجید کی ایک آیت ہے انک لا تسمع الموتی۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور یہ ان حضرات کا

مردوں کے نہ سننے کے بارے میں بڑا مرغوب موضوع ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جاتی ہیں اور مناظرے ہوتے ہیں اور اس جوش میں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اللہ والوں کے کمالات کا بھی انکار کر دیتے ہیں حالانکہ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں کیونکہ اسی آیت کے آخر میں ہے اِذَا وَلُوا مَدْبِرِیْن (النحل: ۸۰) جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ بندہ پوچھے وہ کس قبرستان کے مردے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر واضح حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ مردہ کو جب دفن کیا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے واپس آنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے (انہ لیسع قرع نعالہم) حالانکہ ہو سکتا ہے خود جنہوں نے جوتے پہنے ہوئے ہیں وہ اپنے جوتوں کی آہٹ کو نہ سن سکتے ہوں۔ پھر صحیح مسلم کی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا معراج کی رات قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھنا، اس کا کون انکار کر سکتا ہے بہر حال قرآن پاک سے بھی اس موضوع پہ کئی اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم اس وقت چند احادیث کے ذریعے ان حضرات کی خدمت میں سراپا سوال ہیں کہ ان پر تم کیسے عمل کرتے ہو یا ان کی کیا تاویل کرتے ہو اور تم چونکہ قرآن و سنت کے علاوہ کسی دلیل کو نہیں مانتے تو فقہاء و محدثین کی راہنمائی کے بغیر پھر تمہارا کیسے کام چلتا ہے؟ یہ میرا ایک عاجزانہ سوال ہے جس کا جواب آپ حضرات نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے دینا ہے کیونکہ آپ حضرات تو جب اپنے تاؤ میں آتے ہیں تو جمعہ کی اذان ثانی اور تین طلاق کے مسائل پہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کو بھی نہیں چھوڑتے اور برملا کہہ دیتے ہو کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر و عثمان کی۔ حالانکہ حضور نے ہی تو فرمایا ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین۔ اپنی سنت کے ساتھ صرف واؤ سے خلفاء راشدین کی سنت کا ذکر فرمایا ہے کیا عمر و عثمان خلفاء راشدین نہیں یا مہدیین نہیں (نعوذ باللہ) یہاں ثم کا لفظ بھی نہیں ہے کہ آپ اس طرح کی بات کریں کہ ماشاء اللہ و ماشاء فلاں کہنا منع ہے بلکہ ثم ماشاء فلاں (یہ چونکہ اشارات ہیں اس

لئے ہر بات کی پوری وضاحت نہیں کر رہا ورنہ تو یہ موضوع خود ایک کتاب بن جائے گا اہل علم حضرات ان اشارات کو جانتے جائیں گے اور عوام الناس کے لئے اس سے پہلے بہت کچھ لکھ چکا ہوں) بتانا صرف یہ ہے کہ:

یوں نہ نکلیں آپ برچھاتاں کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اہل علم سے گزارش

اہل علم سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ صدری نسخے ہیں اور الزامی باتیں ہیں اس لئے اگر کسی جگہ کمزوری نظر آئے تو میری علمی کمزوری سمجھیں اور میرے اساتذہ کی طرف اس کو منسوب نہ کریں۔ بہت سارے حوالوں کی بھی پوری نشاندہی نہیں کر سکا لیکن الحمد للہ! ہر بات کسی نہ کسی معتبر کتاب سے ضرور مل جائے گی۔ اگر اس موضوع پہ تحقیق شروع ہو جائے گی تو اگلا کام رہ جائے گا یا موخر ہو جائے گا یوں سمجھیں کہ یہ عنوان صرف تفسیر طبع کے لئے اس مجموعہ کے آخر میں لکھ رہا ہوں۔ چونکہ ترمذی شریف کے آخر میں اصول فقہ کے بارے میں کچھ لکھا گیا ہے لہذا ابوداؤد شریف کے آخر میں اس نعمت کے منکرین کے بارے میں لکھ دیا ہے۔ ذلک بانہم قوم لا یفقہون۔ اور نیت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو فقہاء کرام کی محنت کا مذاق اڑانے کی بجائے ان سے ہدایت لینے کی اور ان کا شکر یہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اگرچہ ان میں اکثر احادیث آپ میرے سابقہ مجموعہ ہائے احادیث میں پڑھ چکے ہیں لیکن بارگرا نہیں میں سے چند کا ذکر کر رہا ہوں، ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم اپنے لوگ تو ان کی چالبازیوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ واللہ لا یهدی القوم الظالمین۔ مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنی اپنی مساجد میں خاص طور پر وہ روایات جو فقہ حنفی کی تائید میں نہیں ہیں بڑے زور و شور سے ان کا پرچار کرتے ہیں۔ مثلاً فجر کے فرضوں کے فوراً بعد سنتوں کی ادائیگی، مغرب کے فرائض سے پہلے دو نفل پڑھنا۔ پچھلے دنوں ایک مسجد میں اعلان ہوا کہ بارش ہو رہی

ہے لہذا اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کر لو۔ نابالغ بچہ امامت کروا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل روایات جو کہ صحیح کتب میں موجود ہیں ان پہ عمل کیوں نہیں کیا جاتا اور ان کا پرچار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے صرف فقہ حنفی سے عداوت و بغض؟  
جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خالفوا اليهود فانهم لا يصلون في نعالهم وخفافهم۔

(رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۷۳ باب الستر)

یہودیوں کی مخالفت کرو پس بے شک وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ کیا غیر مقلدین حضرات اس حدیث پہ عمل کر کے یہودیوں کی مخالفت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم (جو آپ نے امر کے صیغے سے دیا) پہ عامل ہیں یا ان پہ صرف احناف کی مخالفت کا بھوت ہی سوار ہے جبکہ اس سے اگلی حدیث میں وضاحت بھی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور (تمام) صحابہ کرام جوتا پہن کر نماز ادا فرماتے۔ لہذا قالینوں، صفوں اور دریوں کے خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ان احادیث پہ عمل نہ کرنا کہاں تک درست ہے اور بزعم خویش اہل حدیث (غیر مقلدین) علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

علماء نجد سے ایک سوال

اس کے اوپر والی حدیث میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن السدل فی الصلوٰۃ۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ثوب یعنی کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ فقہ حنفی میں نماز میں سدل ثوب فی الصلوٰۃ مکروہ تحریمی ہے اور وہ یہ ہے ان يجعل ثوبه علی راسه وکتفه ثم يرسل اطرافه فی جوانبه (ہدایہ) کپڑے کو سر اور کندھے پر اس



طرح رکھنا کہ اس کے اطراف آپس میں ملے ہوئے نہ ہوں۔ حج و عمرہ پہ جانے والے تمام لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر آتے ہیں کہ ان کے عوام تو عوام آئمہ بھی سرخ رنگ کے رومال اس طرح سر پہ ڈالتے ہیں کہ کنارے جدا جدا رہتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ نماز میں بار بار دونوں ہاتھ کھول کر (عمل کثیر کے ذریعے) ان کناروں سے کھیلتے بھی ہیں اس موقع پر علامہ اقبال کا شعر یاد آ جاتا ہے:

ایسے امام سے گزر ایسی نماز سے گزر

اور پھر یہی حضرات جب حرم شریف کے برآمدوں میں درس دیتے ہیں تو بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں ابوحنیفہ یوں کہتے ہیں شافعی یوں کہتے ہیں فلاں نے یوں کہا لیکن شیخ (ابن عبدالوہاب) کا اس بارے میں یہ موقف ہے جو کہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ کاش اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی پیش کر دیا جائے لیکن جب فوقیت شیخ کے فرمان کو ہی دینی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیوں بیان کیا جائے؟ کیا کیا مسئلہ بیان کیا جائے آج سعودی عرب کے علماء میں سے کوئی بھی عمامہ شریف باندھ کر نماز نہیں پڑھاتا خاص طور پر حرمین شریفین کے آئمہ میں سے۔ کیا اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے علماء (جنہیں یہ لوگ سنت کا تارک بدعتی اور خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں) جو کچھ لکھا ہے اس میں سے کچھ آپ بھی پڑھ لیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام بھی پیش کریں اور علماء ربانین علماء حق کو دعائیں بھی دیں جنہوں نے ہر مسئلہ پہ حضور علیہ السلام کی امت کی خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات و تصریحات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعتبو اتزادو احلبا والعبائم تیجان العرب۔ (ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا اور عمائے عرب کے تاج

ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۷۶)

العبائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عبائہا

وضعت عزہا۔ (زیلی الفردوس، ج ۳، ص ۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے،  
اپنی عزت اتار دیں گے۔

فرق ما بیننا و بین المشرکین العبائم علی القلانسیں۔

(کنز العمال ج ۸، ص ۱۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۲۰۸، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۳)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فالمسلمون یلبسون القلنسوة وفوقها العمامة اما لبس

القلنسوة وحدها فزی المشرکین فالعبائم سنة۔

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں (عمامے سے نفرت کی بنا پر)

تنہا ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۶۹)

صرف گپڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسو العبائم علی القلانسیں۔

(زیلی الفردوس، ج ۵، ص ۹۳، کنز العمال ج ۸، ص ۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپوں پر عمامے باندھے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

هكذا تیجان الملكة (ابن شاذان کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

علیکم بالعبائم فانہا سیباء الملكة وارخوالہا خلف ظهورکم۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۳، ص ۳۸۳، کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، مشکوٰۃ ص ۳۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۳، ص ۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑ دو۔  
 ان اللہ عزوجل و ملئکة یصلون علی اصحاب العباءة یوم الجمعة  
 (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۷۶، معجم کبیر، طبرانی)  
 بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود  
 بھیجتے ہیں۔

الصلوة فی العباءة تعدل بعشر الاف۔ (دیلی الفردوس، ج ۲ ص ۴۰۹)  
 عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

رکعتان بعباءة خیر من سبعین رکعة بلا عباءة۔

(مسند الفردوس، ج ۲ ص ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

العباءة علی القلنسوة فصل ما بیننا و بین البشر کین یعطی بکل

کورة یدورها علی راسه نورا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پتچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا

اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ

چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا: اتحب العباءة تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو۔

میں نے عرض کی: کیوں نہیں، فرمایا: احبها تکرم ولا یراک الشیطن الا ولی۔

اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔

سبع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلوة

تطوع او فريضة بعباءة تعدل خسا و عشرين صلاة بلا

عبامة و جمعة بعبامة تعدل سبعين جمعة بلا عبامة.  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل  
 ہو خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے  
 عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

ای بنی اعتم فان البلیثکة یشهدون یوم الجمعة معتین

فیسلبون علی اهل العبائم حتی تغیب الشمس۔

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے فرزند عمامہ باندھا کر کیونکہ فرشتے جمعہ کے  
 دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے  
 رہتے ہیں۔

(اسی مفہوم کے لئے دیکھئے کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، لسان المیزان، ج ۳، ص

۲۴۴، ابن عساکر، دیلمی، ج ۳، ص ۷۷، فتاویٰ رضویہ ص ۷۹، ج ۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کے بارے  
 میں کیا خوب کہا ہے:

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا

سر جھکاتے ہیں الہی بول بالا نور کا

اور عمامہ شریف کے شملہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا

دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف کے آداب کے سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

علیہ لکھتے ہیں:

عمامہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً

سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔ لہذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذہ یعنی

شملہ چھوڑنا جو اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶)

عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے

چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ فیضان سنت، ص ۷۳۷)

### اس بارے میں چند مزید مسائل

★ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

كان صلى الله تعالى عليه وسلم يامر بستر الراس بالعبامة او

القلنسوة وينهى عن كشف الراس في الصلوة (كشف الغمہ، ج ۱، ص ۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا کرتے تھے

اور نماز میں ننگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم

تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ

ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فرق ما بیننا و بین المشرکین العباء علی القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپوں پر ہوتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ ابو نعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا ینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عبائہم تحت ردائہم یعنی

فی الصلوة۔ (الفردوس، ج ۵، ص ۱۳۶)

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی

چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پر نہ ہو مگر وہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح ص ۱۹۲، رد المختار، ج ۱۱ ص ۲۸۲، بہار شریعت ج ۳ ص ۸۵)

(شیعہ کتب میں بھی یہی لکھا ہے حالانکہ شیعہ ذاکر اعتجار کے ساتھ ہی پگڑی

باندھتے ہیں۔)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد

مشتبلا بہ فی بیت ام سلمہ رضی اللہ عنہا واضعا طرفیہ علی

عاتقیہ۔ (مشکوٰۃ باب الستر کی پہلی حدیث)

میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے

میں لپیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے مبارک

کندھوں پر تھے تو کیا کبھی کوئی ایسا اشتہار کسی نے چھپایا ہے؟ یا کسی مسجد میں کبھی اعلان

ہوا ہے کہ اتنی معتبر حدیث ہے لہذا آج اس پر عمل کرتے ہوئے ہر نمازی تمام کپڑے

اتار کر صرف ایک ہی چادر میں آئے اور اس سنت کو زندہ کر کے سوشہیدوں کا ثواب

پالے۔ اگر فقہ کو ماننے والے اپنے فقہاء کی تصریحات پہ عمل کر کے احادیث کے تارک

ہیں تو کم از کم اہل حدیث کہلانے والے تو یہ ظلم نہ کریں لیکن وہ شاید اس بات کو نہیں

جانتے کہ جو فقہ کی دولت سے محروم ہے اس کے سینے میں حدیث و سنت کا نور نہیں

آسکتا کیونکہ فقہ اسی کو ملتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرما لیتا ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ یہی ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۷۳)

### ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا لكل صلوة حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے۔ اس حدیث کے اگلے الفاظ ہیں۔ وکان احدنا یکفیہ الوضوء ما لم یحدث۔ ہم میں سے ہر ایک ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنے کو کافی سمجھتا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷) کبھی کسی نے حضرت انس پہ فتویٰ نہیں لگایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے الگ وضو فرماتے تھے تو آپ کون ہوتے ہیں ایسی بات کرنے والے۔ آج ہمیں کہا جاتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا تو آپ کیوں کرتے ہیں یہ تو بدعت ہے تو جب حضور نے ایک کام کیا اور صحابی کہتے ہیں ہم اس کام کے بغیر بھی کام چلا لیا کرتے تھے تو یہ کس زمرے میں آتا ہے اگر کوئی کہے کہ اس سے اگلی حدیث کے اندر ہی اس سوال کا جواب موجود ہے تو اس سے گزارش ہے کہ اسی طرح جو روایات آپ فقہ حنفی کے خلاف پیش فرماتے ہیں ان کا جواب بھی احادیث میں موجود ہے خدا توفیق دے تو تعصب کی عینک اتار کر شرح معانی الاثار (طحاوی) کا مطالعہ ہی کر لیجئے۔

یاد رہے کہ کئی احادیث میں اذا توضأ وضوء الصلوة کا ذکر آتا ہے کہ جب نماز کا وضو فرماتے اس سے فقہاء نے مسئلہ اخذ کیا کہ جن احادیث میں کوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا ذکر ہے مثلاً چکنائی والی چیز یا اونٹ کا گوشت اس سے مراد فقط ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہوگا کیونکہ اگر وضو کا ایک ہی معنی ہوتا تو یہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی

اذا توضأ وضوء الصلوة (عن ابی رافع مشکوٰۃ باب سنن الوضوء کی آخری حدیث)

## کیا تیمم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟

اس مسئلہ پہ کتنے ہی مناظرے ہوئے کتابیں لکھی گئیں کہ لا صلوة الافاتحة الكتاب کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے بیسیوں جوابات علماء نے دیئے ہیں لیکن میں موضوع کی مناسبت سے ہی عرض کروں گا کہ یہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوة لمن لا وضوء له۔ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (مشکوٰۃ ص ۴۶) تو کیا جس نے تیمم کر کے نماز پڑھی اس کی نماز اس حدیث کے الفاظ کے مطابق ہوئی یا نہ ہوئی۔ حالانکہ اس نے وضو تو نہیں کیا۔ اسی طرح لا وضو لمن لم يذكر اسم الله عليه۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۶) اور لا صلوة الافاتحة الكتاب کا جو معنی فقہاء کرام نے بیان فرمایا ہے وہی صحیح ہے تاکہ قرآن مجید پہ بھی عمل ہو جائے اور حدیث پاک کا مفہوم بھی قائم و دائم رہے۔ ایسے اختلافات اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت قرار دو گے تو معاملہ بہت دور چلا جائے گا اور کسی کا ایمان بھی سلامت نہ رہے گا کیا صحابہ کرام میں یہ اختلافات نہیں تھے؟ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا الاذنان من الراس (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶ آخری حدیث) مگر حضرت حماد کہتے ہیں لا ادری الاذنان من الراس من قول ابی امامة ام من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم میں نہیں جانتا کہ یہ قول کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا ابی امامہ کا اپنا۔ اب یہ فیصلہ اگر فقہاء کرام کا تسلیم نہیں ہے تو اہل حدیث حضرات ہی فرمادیں اور ساتھ دلیل بھی قرآن و سنت کی ہونی چاہئے۔

## وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

توضاً رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة مرة لم يزد على هذا.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۴۶ پہلی حدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں صرف ایک ایک



مرتبہ اعضاء کو دھویا اس پہ کچھ اضافہ نہ فرمایا۔ کیا ایک سے زائد مرتبہ اعضاء وضو کو دھونا بخاری شریف کی اس حدیث کے خلاف کہہ کر کوئی فتویٰ جڑا جائے گا جس طرح کہ اس سے کم معتبر احادیث چھوڑ کر بہت معتبر اور کئی صحابہ کرام سے مروی احادیث کی بنا پر جب احناف کوئی موقف اختیار کرتے ہیں تو آپ ضرور کوئی نہ کوئی فتویٰ جڑتے ہیں یا کم از کم امام اعظم جیسی ہستی کا نام بھی اتنے روکھے انداز سے لیتے ہیں کہ جس طرح وہ بالکل عام سے آدمی ہوں اور جب اپنے بڑوں کا نام آئے تو میں کیا کیا لکھوں کہ تم کیا کیا لکھتے ہو۔ اس بارے میں صرف ایک ہی کتاب سے چند مشاہیر کے القابات دیکھ لیں پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا یہی انصاف ہے؟ مثلاً

### علماء غیر مقلدین کے القابات

(۱) بدیع الزماں راشد صاحب کے القابات عطاء اللہ ثاقب صاحب نے یہ لکھے ہیں۔ ناصر السنۃ النبویہ، ناصر العقیدۃ السلفیہ، قاصح البدعۃ، المجاہد لا علاء کلمۃ اللہ، الصلب فی السنۃ، الملازم للعبادہ، العالم الفاضل، المحدث الفقیہ رئیس المحققین العلامہ الشیخ السید بدیع الدین الشاہ السندی الراشدی۔ (ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید ج ۱ ص ۳۴) یاد رہے پہلے دو القاب میں ناصر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے ”مددگار“ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مددگار ماننا ان حضرات کے ہاں شرک ہے بلکہ باقاعدہ اس موضوع پہ کانفرنسیں ہوتی ہیں ”مددگار صرف اللہ ہے“ اور سٹیکرز چھپتے ہیں یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت۔ اس بارے میں ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) شیخ الکل، امام المتقین، سید المحدثین، تاج فقہاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیہ و العقلیہ، ناصر السنۃ النبویہ، عمدۃ العالمین، زبدۃ الکاملین، حجۃ اللہ علی الخلق مجدد القرن، الامام، المحدث الفقیہ الاصولی الشیخ شیخنا السید نذیر حسین (بدیع الدین شاہ راشدی ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح الحمید ج ۱ ص ۱۰۰) یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب ہیں دنیا میں

کبھی کسی ڈپٹی صاحب کے اتنے القابات نہ دیکھے سنے ہوں گے ان کو بھی راشدی صاحب نے ”ناصر“ مانا ہے ہاں یہ تو ناصر ہو سکتے ہیں کیونکہ ڈپٹی جو تھے اور جب ان حضرات کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو گورنمنٹ کے افسران سے مدد لینا ان کا پرانا و طیرہ ہے جو امریکہ جیسے حرامی کی مدد عراق کے خلاف لے سکتے ہیں وہ شیخ الکل ڈپٹی صاحب کی مدد کے قائل ہو جائیں تو کیا قباحت ہے۔ محمد علی جناح کو قائد اعظم کہہ دیں (اگرچہ سیاسی طور پر ہی سہی) تو فوراً کہیں گے کہ قائد اعظم تو محمد رسول اللہ ہیں تو کیا امام المتقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں۔ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والرسل بھی ہیں امام المتقین بھی ہیں۔ (آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا، پڑھتا جا شر ماتا جا)

(۳) رئیس المفسرین، شیخ المحدثین، امام المناظرین، ابن تیمیہ زماں، شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند، الشیخ، الانام المتقی، النقی العادل، الورع الکامل، محبت السنۃ، محسود اہل البدعۃ، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، مجدد القرن ابو الوفاء ثناء اللہ بن محمد خضرا لکشمیر الاصل ثم الامر تری (ایضاً ص ۱۰۳)

یہ ہیں قاضی ثناء اللہ امرتسری صاحب اگر یہی القابات ہم قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیں جو کہ ان کی طرح برائے نام قاضی نہیں بلکہ حقیقتاً قاضی بلکہ قاضی القضاۃ ہیں تو خدا جانے یہ لوگ ہم پہ کیا کیا فتوے لگا دیں۔

(۴) نواب معلی القاب، مرجع العلماء، عمدۃ الحکماء، منبع الفيوض الرحمانیہ، ناشر السنۃ النبویہ، المحدث الفقیہ العلامہ السید صدیق بن حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی البوفالی (ایضاً) نواب صاحب کو القابات کچھ کم ملے ہیں شاید انہوں نے اپنی نوابی کا اظہار پوری طرح نہ فرمایا ہوگا۔ ورنہ ڈپٹی صاحب جتنے القاب تو ملنے چاہئیں تھے۔ (بہر حال! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

(۵) شیخنا العلامہ، المحدث، استاد العلماء، افضل الفضلاء، الصابر، الصائم، الشیخ

الحافظ عبداللہ بن روشن دین امر وبری الامر تسری لاہور (ایضاً) یہ روپڑی صاحب ہیں جن کو ”الروبری“ لکھا ہے کہیں اپنے لئے یہ لفظ سن کر حضرت رونہ پڑے ہوں کہ مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے لیکن نہیں اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ روپڑی کو عربی میں روبری ہی کہتے ہیں (تو یہ ان کے پانچ اکابر کے القابات ہیں جنہیں ان کے پیچھن کہہ لیں لیکن آگے کچھ نہ کہیں کہ کہیں شرک نہ ہو جائے کہ اللہ بھی پاک اور یہ بھی پاک)

بات وضو کی چل رہی تھی تو درمیان میں یہ ”جملے معترضے“ کچھ لمبے ہی ہو گئے۔  
الغرض حدیث میں دو دو بار اعضاء وضو کا دھونا بھی آیا ہے، تین تین بار بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶، بحوالہ بخاری، مسلم) ایک اعرابی کے سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا فہن زاد هذا فقد اساء و تعدی و ظلم۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷، بحوالہ نسائی، ابن ماجہ وروی ابوداؤد معناہ) جو اس سے زائد کرے اس نے برا کیا، زیادتی کی، ظلم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زید نے دو دو مرتبہ بیان کر کے فرمایا ہونوڑ علی نور جبکہ حضرت عثمان نے تین تین بار دھونا بیان کر کے فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) یہ میرا اور پہلے نبیوں کا اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ بات کو یہاں ختم کرتے ہیں کہ جب دو مرتبہ دھونا نوڑ علی نور ہے تو تین مرتبہ دھونا کیا ہے؟ یقیناً نوڑ علی نور علی نور ہوا جبکہ یہ حضرات تو ایک بار بھی اللہ کے رسول کو نور کہنے کے روادار نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو تین دفعہ کیسے نور کہیں گے؟

اور جب اس امام کی بات ہوتی ہے جس کی شان میں امام مالک و شافعی و ابن مبارک جیسے رطب اللسان ہیں (مناقب امام اعظم پہ ہماری کتاب دو عظیم راہنما ابوحنیفہ اور رضا کا مطالعہ فرمائیں) تو کس قدر غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس کو دہرانا بھی مناسب نہیں سمجھتے اس پر حکیم فیض عالم کی کتاب اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷-۳۸ پڑھ لیں۔ اور امام صاحب کے بارے میں ان کی اس قدر غلیظ زبان سے ان کے اپنے بھی تنگ ہیں اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کو اپنے لئے روحانی بدعا

اور باعث نحوست سمجھتے ہیں چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

### غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی

مشہور مورخ اسحاق بھٹی، داؤ غزنوی صاحب غیر مقلدین کے نامور عالم کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہلحدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق۔ ”جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ یا غریبۃ العلم انما اشکو بشی و حزنی الی اللہ“

ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ”دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اسی گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آئمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے“۔ (ص ۱۳۶/۸۷)

مشہور مورخ پروفیسر اسلم نے لکھا ”ہمارے علاقے کا ایک بھنگی چند سال ہوئے خاکروبوں میں بھرتی ہو کر سعودی عرب چلا گیا، وہاں قیام کے دوران وہ مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔ اس نے حج بھی کیا اور اب واپس آچکا ہے۔ میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔ وہ اکثر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کرتا ہے کہ ابوحنیفہ کو میرے سامنے لاؤ میں اسے نماز کا طریقہ بتاؤں پھر وہ یہ آیت پڑھتا ہے

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یقیناً ایک بھنگی سے اس طرح کی باتوں کی ہی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ابوحنیفہ کا مقام بھنگی کیا جانے۔

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد پانی کو کوئی شے ناپاک نہیں کرتی

حضرت حکم بن عمرو فرماتے ہیں: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

یتوضأ الرجل بفضل طهور البراءة (مشکوٰۃ ص ۵۰، رواہ ابوداؤد ابن ماجہ والترمذی وزاد بسورھا وقال هذا حدیث حسن صحیح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مرد کے لئے ممنوع قرار دیا۔ حمید الحمیری تابعی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہنے والے اور وہ بھی ابوہریرہ کی طرح (یعنی ہر وقت رہنے والے) صحابی سے میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت بندے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور بندہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰، بحوالہ ابوداؤد، نسائی) حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کرنے والی زوجہ محترمہ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا اور جب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حالت جنابت میں تھی تو آپ نے فرمایا: ان الہاء لا یجنب۔ پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (رواۃ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۹) جبکہ ایک حدیث میں فرمایا: ان الہاء طهور لا ینجسہ شئی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۵۱) پانی پاک ہی رہتا ہے کوئی شے اس کو ناپاک کر ہی نہیں سکتی۔ لہذا فقہاء کرام کی مخلصانہ کوششوں کا مذاق اڑانے والوں کو چاہئے کہ آدھا گلاس پانی اور آدھا گلاس..... ملا کر بے دھڑک پی لیا کریں اور بعد میں یہ نعرہ لگائیں کہ ہم نے حدیث پہ عمل کیا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا توضوا ما مست النار۔ جس شے کو آگ نے چھو لیا (اس کو

استعمال کرنے کے بعد) وضو کرو۔ (مسلم) جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اکل کتف شاة ثم صلی ولم یتوضا۔ (متفق علیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا کندھا (دستی کو) کھایا اور پھر آپ نے بغیر وضو کے نماز ادا فرمائی (تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہوائی دستی کھائی تھی یا کچی ہی کھالی تھی) حضرت ابورافع فرماتے ہیں کنت اسوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن الشاہ ثم صلی ولم یتوضا۔ (مسلم) حضرت انس، حضرت ابی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہ کیا اور جب حضرت انس نے پوچھا کہ تم نے وضو کیوں نہیں کیا تو دونوں نے یہی جواب دیا کہ ان پاک چیزوں کو کھانے سے وضو کریں۔ حالانکہ لم یتوضا منہ من هو خیر منک۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰ و ۴۱ رواہ احمد) اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنے ہوئے گوشت کی چانپ رکھی فاکل منہ ثم قام الی الصلوٰۃ ولم یتوضا۔ آپ نے اس سے کھایا اور پھر بغیر وضو کے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۴۱) یہ حوالے طحاوی، موطا امام محمد یا مسند امام احمد یا کسی اور حنفی محدث کی کتابوں کے نہیں ہیں بلکہ ان کتب کے ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات تسلیم کرتے ہیں تو ان مسائل کو بھی قبول کرنا ہوگا اور قرآن و سنت کے مطابق بغیر اجتہاد و قیاس کے ان کی تاویل کرنی ہوگی بلکہ تاویل کی ضرورت کیا ہے جب اہل حدیث ہیں تو عمل کر کے دکھائیں ہم اہل سنت ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کر سکتے ہیں کیونکہ سنت ہوتی ہی عمل کے لئے ہے لہذا اہل حدیث بھی وہی ہونا چاہئے کہ جو ہر حدیث پہ عمل کرے۔ میں یہاں معجزات والی احادیث نہیں لکھ رہا کہ جن پہ عمل نہ ہو سکے بلکہ اعمال والی احادیث ہی لکھ رہا ہوں۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

## عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قبلۃ الرجل امراتہ وجسہا بیدہ من البلامسة ومن قبل امراتہ وجسہا بیدہ فعلیہ الوضو۔ بندے کا اپنی عورت کو چومنا اور اپنے ہاتھ سے چھونا ملامت سے ہے (یعنی قرآن پاک میں جو اولہستم النساء آتا ہے جس سے وضو یا غسل فرض ہو جاتا ہے اسی طرح) جو اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو اس پہ وضو کرنا لازم ہے اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ من قبلۃ الرجل امراتہ الوضو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ آخری دو احادیث) خود حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ان القبلة من اللبس فتوضأ وافنہا۔ عورت کا بوسہ لمس سے ہے اس سے وضو لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱-۴۲) لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بعض ازوجہ ثم یصلی ولا یتوضأ۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے مگر بغیر وضو کے نماز ادا کرتے۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور وہ بھی حضرت عمر، ابن عمر اور ابن مسعود جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

## موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوة تبوک کے موقع پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا اور جب معاملہ پاؤں تک پہنچا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کی طرف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے موزے اتارنے سے روک دیا اور فرمایا میں نے انہیں پاؤں دھو کر پہنا ہے (لہذا اتارنے کی ضرورت نہیں ہے) فمسح علیہا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

دونوں موزوں کے اوپر مسح کیا۔ (رواہ مسلم) اسی طرح تمام روایات میں موزوں کے اوپر مسح کرنے کا ذکر ہے جبکہ اسی راوی سے اسی غزوہ تبوک کے موقع کی روایت ہے فمسح اعلی الخف واسفله۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر بھی مسح فرمایا اور نیچے بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴) قطع نظر اس کے کہ محدثین نے اس حدیث کو لیس بصحیح یا ضعیف فرمایا لیکن آپ حضرات جب ان محدثین کے استاذوں اور داد استاذوں کی بات ماننے (تقلید) کو شرک کہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ اپنے لوگوں (مقلدین) کو یہ تلقین کریں کہ یہ کام بھی سنت ہے اور اس پر بھی عمل کیا کرو۔ جب حدیث کی بات ہوگی تو پھر حدیث ہی کی بات کریں نہ کہ کسی راوی یا محدث کی۔ اور اگر آپ راویان حدیث کی تصریحات سے جواب دینے کا حق رکھتے ہیں تو ہم امام ابوحنیفہ کی تصریحات کو کیوں نہیں اپنا سکتے اور یہ شرک کے زمرے میں کیوں آجاتا ہے۔

نہ صدے تم ہمیں دہیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے

نہ کھلتے راز سر بنستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

### غسل کے بارے میں سوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا جلس احدکم بین شعبها الاربع ثم جهدھا فقد وجب الغسل وان لم ينزل۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷) جب تم میں سے کوئی چار گھاٹیوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو انزال نہ بھی ہو تو غسل واجب ہے۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں جلس کا لفظ ہے تو اگر کوئی کھڑا ہو کر یہ عمل کرے تو کیا غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر آپ اس سے جماع مراد لے سکتے ہیں تو ہم جب قرأت خلف الامام میں قرأت حکمی مراد لیتے ہیں تو وہ کیوں ناجائز ہو جاتا ہے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل۔ (مشکوٰۃ ص ۸۴) کا معنی حکمی کس بنا پر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انبا الباء من الباء حضرت ابن عباس



کے مطابق اختلام کے بارے میں ہے اور باقی حضرات فرماتے ہیں یہ اول اسلام میں رخصت تھی ثم نہی عنها (رواہ الترمذی و ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۴۹) اگر مٹی السنہ نے کہا ہے ہذا منسوخ تو ان کی بات تو معتبر ہو جائے اور امام الائمہ اگر کسی حکم کے منسوخ ہونے کی بات کریں تو وہاں آپ کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

### کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یا عمر لاتبل قائبا۔ اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: فَمَا بُلْتُ قَائِبًا بَعْدُ اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۳) اگر آپ کہیں کہ آخر میں قیل کان لعذر کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل عذر کی وجہ سے تھا تو یہاں تو قیل بھی قابل قبول ہے اور جب فقہاء و مجتہدین قال فرماتے ہیں تو ان کا قال: آپ کو کیوں اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے فلا تصدقوہ تو ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ ما کان یبول الا قاعدا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول فرمایا ہے۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۴۳) اس طرح کی روایات جب عام بندہ پڑھے گا تو ضرور شش و پنج میں مبتلا ہوگا اور اگر غیر مسلم ایسی باتیں پڑھے گا تو اس کو پاکبازان امت، محدثین کرام پہ طعن کا موقع ملے گا اور پھر اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کیچڑا اچھالے گا لہذا اس کا بہترین حل یہی ہے کہ بارہ سو سال سے فقہاء و مجتہدین جو محنت فرما رہے ہیں اس کا انکار کرنے کی بجائے جس روایت کو انہوں نے جس معنی پہ محمول کیا ہے اس کا وہی مطلب سمجھا اور بیان کیا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں دشمنان اسلام کو جگ ہنسائی کا موقع نہ مل سکے لیکن جن لوگوں کا کام ہی دین میں انتشار پیدا کرنا ہو اور اسلام

میں رخنہ ڈالنا ہو اور مساجد کے پر امن ماحول کو خراب کرنا ہو ان کے لئے اس نصیحت کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے اور یہ بات محض افواہ اور ہوائی نہیں بلکہ حقیقی اور باحوالہ ہے اور حوالہ حاضر ہے۔

### دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔ اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کی اقتداء میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقے کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقے کے مطابق آمین و رفع یدین سے پڑھیں گے مقلدین کو متبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے آمین کیوں کہی؟ رفع یدین کیوں کیا؟ آپ ان کو جواب دیں گے سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کارروائی کی ہمت و جرات نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۲۸-۲۹)

ورنہ تو ان حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے فقہ مروجہ پہ عمل و عقیدہ رکھنا سخت جرم ہے اور کتب فقہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں۔ کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے اس پہ عمل محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے۔ (عبدالستار مفتی، خطبہ امارت ص ۱۳)۔

### نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا (معتزلاً فی الصلوٰۃ) اگر جانتا کہ یہ کس قدر (گناہ)

ہے تو قدم اٹھانے کی بجائے سو سال تک کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہوتا (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۴) اور پھر دیکھئے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز ادا فرماتے وانا معترضة بينہ و بين القبلة كاعتراض الجنازة (مشکوٰۃ ص ۷۴) وہی الفاظ جو اوپر والی حدیث میں ہیں معترضا وہی اس میں ہیں اگر یہ اتنا بڑا گناہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس سلسلہ میں کبھی تنبیہ نہ فرمائی۔

★ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گزرے تو) نماز ٹوٹ جائے گی جبکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔ آپ نے صحر میں نماز ادا فرمائی، ہماری گدھی اور کتیا آگے کھیلتی رہیں۔ فبا بالی بذلک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ فرمائی (رواہ ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۷۴) ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز کو گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت توڑ دیتی ہے۔ الا یہ کہ پتھر پھینکنے کی مقدار دور سے گزرے۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۵) اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان اہل حدیث کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

انسان کو اشارہ ہی کافی ہے

یاد رہے! غیر مقلدین کی طرف سے توفیقہ حنفی پہ اعتراضات پہ پوری پوری کتابیں چھپی ہوئی ہیں جبکہ علماء احناف نے بھی غیر مقلدین پہ جواباً لکھا اور پھر سوالات بھی کئے ہیں جیسا کہ فقہ الفقیہ میں مولانا محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں کے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی نور اللہ مرقدہ نے۔ لیکن میرے یہ سوالات میرے اپنے ذہن کی ایک طالب علما نہ کوشش ہے، ہو سکتا ہے اپنوں میں سے کئی حضرات کو عجیب لگیں لیکن جو میرے مخاطب ہیں وہ چونکہ ہر بات پہ حدیث کی

بات کرتے ہیں لہذا جواب بھی انہی سے مطلوب ہے ورنہ علماء احناف تو ان سوالات کے جوابات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ موضوع چونکہ طویل ہو رہا ہے اس لئے اب صرف اشارات ہی کرتا جاؤں گا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ مشکوٰۃ شریف میں سے چند ابواب سے حاصل شدہ سوالات ہیں اگر حدیث کی کوئی ایک کتاب بھی لے لی جائے تو اس طرح کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں سوالات بن سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخاطبین کو تو رفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، جلسہ استراحت اور دیگر چند اس طرح کے مسائل کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے لہذا اسی پر مناظرے اور اس پہ کتابیں اور اسی پہ تمام بحثیں ہیں اور اصل اختلاف جو اعتقادات کا ہے اس کی طرف آتے نہیں ہیں۔ کیا کسی صحابی کا عقیدہ تھا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نعوذ باللہ گدھے اور بیل سے بھی برا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس بارے میں چونکہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات بھی ان کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں لہذا اس طرف نہیں آئیں گے۔ ان لوگوں کی گستاخیاں دیکھنی ہوں تو براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم، اوضح البراہین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے:

۔ اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر  
 بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا  
 ۔ ظالموں محبوب کا تھا حق یہی  
 عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات

★ لا تشدوا الرحال (مشکوٰۃ ص ۶۸) متفق علیہ حدیث پڑھ کر مزارات پہ جانے سے تو روکا جاتا ہے جبکہ مزارات سے اس حدیث کا تعلق ہی نہیں بلکہ مساجد سے تعلق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کبھی سواری پہ کبھی پیدل مسجد قبا میں تشریف

لے جاتے (ایضاً) اگر مطلقاً سفر ہی حرام ہے تو بھی اس بارے میں آپ کے علماء کیا فرماتے ہیں؟

★ مسجدوں کو سجانے سے منع فرمایا گیا اور اس کو یہود و نصاریٰ کا طریقہ قرار دیا گیا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۹) لہذا اپنی مسجدوں کو سجاوٹوں سے پاک کرو۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نو اسی امامہ کو اٹھا کر امامت کروائی، رکوع سجدہ کرتے تو ان کو زمین پہ کھڑا کر دیتے اور پھر اٹھا لیتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۹۰)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فی الصلوٰۃ (نماز میں آنکھوں کے گوشوں سے ادھر ادھر دیکھنے) سے منع فرمایا اور اس کو اختلاس یختسلہ الشیطان من

صلوٰۃ العبد (بندے کی نماز میں سے شیطان کا حصہ) قرار دیا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۹۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز میں ایسا فرماتے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلحظ فی

الصلوٰۃ یبینا و شہالا۔ (رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ ص ۹۱)

★ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سمرہ بن جندب نے

نماز عصر کہا ہے۔ زید بن ثابت، حضرت عائشہ نے ظہر کی نماز فرمایا ہے۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم صلوٰۃ الوسطیٰ صبح کی نماز کو قرار دیتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۶۳ فصل ثانی و ثالث باب فضائل الصلوٰۃ)

★ سورۃ نجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۃ تلاوت فرمایا ہے (رواہ البخاری

عن ابن عباس جبکہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ

عنه سے ہے اس میں ہے کہ فلم یسجد فیہا سجدہ نہیں فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۹۳)

باب سجود القرآن فصل اول۔

★ لا صلوٰۃ الا بفاتحة الكتاب۔ پہ شور مچانے والے یہ کیوں نہیں بیان

کرتے لا صلوٰۃ بحضرة الطعام۔ کھانا موجود ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوتی۔ (رواہ مسلم

عن عائشہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) من سبغ النداء فلم يحبه فلا صلوة له۔ جو اذان کی آواز سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا نہ کرے) اس کی نماز نہیں (جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ عن ابن عباس، مشکوٰۃ ص ۹۷)

★ عورت خوشبو لگا کر عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آئے۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) کیا باقی نمازوں میں خوشبو لگا کر مسجد میں آسکتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر صرف العشاء الاخرہ کا ذکر خصوصاً کیوں فرمایا جواب عقلی نہیں نقلی ہو اور حدیث سے ہو۔

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر جا کر یہی نماز اپنی قوم کو پڑھاتے (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۰۳) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی عن سلیمان مولیٰ میمونہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۱۰۳)

★ جمعہ کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جا کر دو رکعتیں ادا فرماتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۴) جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنا فرمان ہے من کان منکم مصلیاً بعد الجمعة فليصل اربعاً (رواہ مسلم) وفي اخرى له قال اذا صلى احدكم الجمعة فليصل بعدها اربعاً (مشکوٰۃ ص ۱۰۴) باب السنن وفضائلها فصل اول کی آخری حدیث) حضرت ابن عمر دو بھی پڑھتے اور چار بھی

(ابوداؤد، ترمذی عن عطاء، مشکوٰۃ ص ۱۰۵) باب کی آخری حدیث)

★ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مغفل مشکوٰۃ ص ۱۰۴) صحابہ کہتے ہیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے دیکھتے تھے لیکن فلم یامرنا ولم ینہنا نہ ہمیں ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور نہ منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۰۵) عن البخاری بن فلفل) حالانکہ عبداللہ بن مغفل والی حدیث میں حکم موجود ہے صلوا قبل صلوة المغرب بلکہ دو دفعہ فرمایا اس بارے میں کوئی تسلی بخش فتویٰ

جاری فرمائیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں

(بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا) جبکہ حضرت عمر لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے پہ مارا

کرتے تھے کان عمر یضرب الایدی علی صلوة بعد العصر (رواہ مسلم عن عبداللہ

بن مغفل) اسی سے صاحب مشکوٰۃ نے مغرب کے فرضوں سے پہلے کی دو رکعتوں کے نہ

پڑھنے کا ارشاد دیا ہے جیسا کہ اسلوب کلام بتا رہا ہے۔ (ایضاً)

★ وتروں کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ حدیث سے فرمائیں، چار تین، چھ

تین، دس تین (ابوداؤد) ایک جگہ ہے سات سے کم نہ پڑھتے اور تیرہ سے زائد نہ

پڑھتے (ابوداؤد) ایک میں ہے تین پڑھتے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں

الکافرون اور تیسری میں آخری تین سورتوں کا ذکر ہے پھر فرمایا جو چاہے پانچ پڑھ لے

جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے پھر اس میں دعائیں مختلف ہیں۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ عن ابی ایوب باب ابتراب مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور کعتیں پڑھتے

آٹھویں رکعت کے سوا کہیں نہ بیٹھتے۔ اسی میں سے تیرہ رکعتیں پڑھتے جن میں پانچ

وتر ہوتے اور قعدہ صرف آخر میں ہوتا۔ باب الوتر ابتدائی احادیث جو کہ بخاری و مسلم

کی ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کو دن کے وتر قرار دیا

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۸) اور ظاہر ہے مغرب کی تین رکعتیں ہیں لہذا وتر بھی تین

رکعت قرار پائے۔

★ نماز چاشت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں اتنی اہمیت تھی کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بھی اتنی مصروفیت کے باوجود حضرت ام ہانی کے

گھر جا کر غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز چاشت ادا فرمائی۔ (متفق علیہ عن ام ہانی، مشکوٰۃ ص

۱۱۵) اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو بارہ رکعات چاشت کی ادا کرے

اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) ایک روایت میں ہے جو دو رکعات چاشت کی ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ نے فرمایا اگر میرے والدین بھی زندہ کر دیئے جائیں تو میں اس نماز کو نہ چھوڑوں (مشکوٰۃ ص ۱۱۶) لیکن بخاری کی حدیث حضرت مورق العجلی سے ہے نہ ابن عمر نے یہ نماز پڑھی نہ حضرت عمر نے اور نہ حضرت ابوبکر نے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو فرمایا لا اخالہ میرا نہیں خیال کہ آپ نے پڑھی ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۱۱۶ باب صلوٰۃ الضحیٰ کی آخری حدیث)

★ صلوٰۃ خسوف و کسوف کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں کہ احادیث کے مطابق ان میں رکوعات اور سجدوں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔

(دیکھئے باب الخسوف مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

★ نجاشی کے جنازہ سے غائبانہ کی دلیل پکڑتے ہو مگر چار تکبیر کا انکار کیوں؟ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۲۴ آخری حدیث) حضرت زید بن ارقم نے پانچ تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور پوچھنے پہ فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبرھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۲۵ پہلی حدیث) لوگوں کا (حیرت سے) سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی مرتبہ انہوں نے چار سے زائد تکبیرات کے ساتھ جنازہ پڑھاتے دیکھا ورنہ سوال کرنے کا مطلب؟ تو پھر جنازہ کتنی تکبیرات کے ساتھ پڑھایا جائے۔ پہلی حدیث متفق علیہ ہے اور دوسری صحیح مسلم کی۔ پھر پہلی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بھی ماننا ہوگا کیونکہ آپ نے اسی دن لوگوں کو بتا دیا تھا جس دن وصال ہوا حالانکہ کہاں جہنہ اور کہاں مدینہ؟ نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ۔

★ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اگرچہ یہودیہ کا ہو (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۲۴) اس



حکم کا منسوخ ہونا اگرچہ ثابت ہے مگر کیا جواز باقی ہے یا نہیں؟

★ احرام و صوم کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپنے لگوائے (عن ابن

عباس، متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۶) دوسری حدیث میں افطر الحاجم والحجوم ہے کہ چھپنے لگوانے والے اور لگانے والے کا روزہ ختم ہو گیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چھپنے لگوانا آپ لوگ روزہ دار کے لئے مکروہ سمجھتے تھے تو انہوں نے فرمایا لا الا من اجل الضعف۔ نہیں مگر صرف کمزوری کی وجہ سے (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) کہاں افطار اور کہاں کراہت۔ لہذا الاصلوۃ الا بفاتحة الكتاب میں اگر صلوٰۃ کامل معنی کر لیا جائے گا تو اس حدیث کی بنا پر کیوں نہ درست ہوگا؟

★ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی (متفق علیہ) اور یہ بھی فرمایا: لیس من

البر الصوم فی السفر (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) اس کے بارے میں حدیث کی روشنی میں واضح حکم بتائیں۔

★ کسی کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف

سے روزے رکھے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۸) نافع نے ابن عمر سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، فصل ثانی کی پہلی حدیث)

★ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار

چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑا ان میں سے ایک عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔ (رواہ النسائی

مشکوٰۃ ص ۱۸۰) جبکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ما رايت رسول الله صلى الله عليه

وسلم صائبا في العشر قط (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۷۹) میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

★ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۳۵) جبکہ حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں نکاح بھی حلت میں ہوا شب زفاف بھی و کنت انا الرسول بینہما میں خود دونوں میں قاصد تھا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۳۶)

★ رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی کمائی (چھپنے لگانے کی کمائی) کو خبیث قرار دیا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۳۱) جبکہ حضرت انس فرماتے ہیں ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپنے لگائے تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو ایک صاع کھجوریں دو اور اس کے خراج میں بھی کمی کر دو۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۳۲ پہلی حدیث)

★ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ الشفعة فی کل شیء (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۲۵۷) حق شفعة ہر شے میں ثابت ہے اور حضرت عثمان فرماتے ہیں لا شفعة فی بئر ولا فحل النحل۔ (رواہ مالک، مشکوٰۃ ص ۲۵۷)

★ حضرت جابر سے روایت ہے بعنا امہات الاولاد علی عهد رسول اللہ و ابی بکر فلما کان عمر نہانا عنہ فانتھینا۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۲۹۵) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں امہات الاولاد کی بیع کیا کرتے تھے جب حضرت عمر کا ذور آیا تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رک گئے (کسی نے نہ کہا کہ جب حضور علیہ السلام نے نہیں روکا تو آپ کیوں روکتے ہیں جس طرح تین طلاق کے مسئلہ میں غیر مقلدین کہتے ہیں کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر کی؟ کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے)

★ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ چوتھائی دینار سے کم کی چوری پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۱۳) جبکہ حضرت ابو ہریرہ سے انڈاء، رسی کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹنا منقول ہے اور یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱۳)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس سفر سے رات کو واپس آنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۳۹) جبکہ ص ۳۴۰ پر حضرت جابر ہی سے ابوداؤد شریف کے حوالے سے ہے رات کے شروع والے حصے میں سفر سے واپسی کو آپ نے بہت اچھا قرار دیا ہے۔

★ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موتیوں کی تھیلی آزاد عورت اور لونڈی میں تقسیم فرمائی اور آپ ہی فرماتی ہیں۔ کان ابی یقسم للحر و لعبد (راہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۳۵۶) جبکہ میرے والد آزاد مرد اور غلام میں تقسیم کرتے تھے (حضرت عائشہ نے بھی نہ کہا کہ حضور علیہ السلام تو ایسا کرتے تھے اور آپ یوں کرتے ہیں آج اللہ کے حکم صلوا علیہ وسلموا تسلیبا پہ جھگڑا کیا جاتا ہے کہ کیوں پڑھتے ہو، جب مطلقاً حکم الہی ہے تو جب بھی پڑھو حکم الہی یہ ہی عمل ہو رہا ہے)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۵۹) اور حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ص ۳۶۱) اسی طرح گوہ کا گوشت آپ کے سامنے کھایا گیا اور آپ دیکھتے رہے (گویا اجازت دی) اور ابوداؤد ہی کی روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن شبل سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں منع بھی فرمایا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن اکل لحم الضب۔

(مشکوٰۃ ص ۳۶۱)

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست کھانے والی گائے) کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی) ابوداؤد میں ہے کہ اس پہ سواری کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۱) آپ کے علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ خوب مزے لے لے کر کھاتے

ہیں یا منع فرماتے ہیں۔ یا فقہاء کرام کا ہی مذاق اڑاتے ہیں۔ ان دلائل میں سے اگر بعض کو آپ نے اپنایا اور بعض کو انہوں نے اپنایا تو صرف اپنے دلائل کو دیکھ کر ان کو مخالفین حدیث ٹھہراتے ہیں یا ان کے دلائل پہ بھی نظر فرماتے ہیں۔

★ باپ دادا کی قسم اٹھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مگر حضرت فحیح العامری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باپ کی قسم اٹھائی قال ذلك و ابى الجوع (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۷۰) ان احادیث پہ ہمارے علماء کے حاشیے دیکھے بغیر جواب دینا ہوگا تا کہ پتہ چلے آپ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر (کوئی مشروب) پینے سے منع فرمایا بلکہ فرمایا منی نسی منکم فلیستقی (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۷۰) جو بھول کر پی لے وہ تے کر دے (وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا یہ حکم نہیں) جبکہ ترمذی کی روایت ہے آپ نے خود کھڑے ہو کر پانی پیا اور بیٹھ کر بھی (مشکوٰۃ ص ۳۷۱) اور ابن عمر سے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتے پھرتے کھاتے بھی تھے اور کھڑے ہو کر پیتے بھی تھے۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۱)

اسی لئے فقہاء نے فرض، واجب، سنت، موکدہ، غیر موکدہ، اسات، خلاف اولیٰ، حرام، مکروہ تحریمی، تنزیہی، اباحت وغیرہ اصطلاحات قائم کی ہیں تاکہ ہر بات کو نافرمانی اور حرام و خلاف سنت کہہ کر ان جلیل القدر ہستیوں کی توہین کر کے کسی کا ایمان خراب نہ ہو کہ اگر یہ لوگ دین پہ عمل نہیں کرتے تھے تو پھر کون کرے گا؟ مخاطب چونکہ غیر مقلد ہیں لہذا وہی اس بارے میں غور کریں ہمارے فقہاء نے تو ہر بات نکھار کر لکھ دی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے حضور علیہ السلام کی امت کی خوب خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھر میں) ایک بستر مرد کا، دوسرا عورت کا، تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے (رواہ مسلم،

مشکوٰۃ ص ۳۷۳) اہل حدیث حضرات اس حدیث پہ کہاں تک عمل کرتے ہیں وہ خود جانتے ہیں۔

★ انگوٹھی پہننے کے بارے میں دو احادیث ہیں دونوں ابوداؤد کی ہیں عبداللہ ابن جعفر فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یبینه اور ابن عمر سے ہے کان النبی یتختم فی یسارہ (مشکوٰۃ ص ۳۷۸) کسی تیسری حدیث کی رو سے فیصلہ آپ فرمادیں کہ انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے۔

★ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اور حضرت عائشہ بھی ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلے ہیں

(ترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

★ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، عن عبداللہ بن مغفل) مگر خود کثرت کے ساتھ کنگھی فرمائی یکثر دھن راسہ و تسریح لحيۃ (عن انس، مشکوٰۃ ص ۳۸۱) عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بالوں کو زیادہ سنوارنے سے منع فرمایا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۲) دوسری حدیث میں ہے من کان له شعر فلیکرمہ جس کے بال ہوں وہ ان کو سنوار کر رکھے۔

(ابوداؤد عن ابی ہریرۃ، مشکوٰۃ ص ۳۸۲)

★ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا اور ان کو نوراً لمسلم قرار دیا اور فرمایا کانت له نورا یوم القیمة پھر ان کا رنگ بدلنے کا حکم بھی دیا (یہ تینوں احادیث کتب صحاح کے حوالے سے مشکوٰۃ ص ۳۸۳ پر موجود ہیں) حضرت انس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۴) جبکہ حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک نکالا (موتے مبارک کی زیارت کرائی) تو وہ مخضوب (اس

یہ خضاب لگا ہوا تھا) (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۳۸۴)

★ زخم کو داغنے سے منع فرمایا (رواہ البخاری عن ابن عباس مشکوٰۃ ص ۳۸۷) مگر حضرت جابر وسعد رضی اللہ عنہما کے زخم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود داغا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اور حضرت ابی کے زخم کو داغنے کے لئے طبیب کو بھیجا۔ جس نے ان کا زخم داغا (رواہ مسلم عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اسی طرح دم کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائی (عن عائشہ، عن ام سلمہ، عن جابر، عن عوف بن مالک مشکوٰۃ ص ۳۸۸) پھر دم کرنے اور داغنے کو توکل کے خلاف بھی قرار دیا (عن المغیرۃ بن شعبۃ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۸۹) لا عدوی فرمایا (عن جابر رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۹۲) حالانکہ مجزوم کو دور سے بیعت فرمایا اور فرمایا ان قد بایعناک فارجع (رواہ مسلم عن عمرو بن العزید) دوسری طرف مجزوم کا ہاتھ پکڑا، اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا (عن جابر، رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

★ خط لکھ کر اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۹۹) لکھنے والے کو قلم کان پہ رکھنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۹۹ عن زید بن ثابت) کیا اہل حدیث حضرات ان احکام پہ بھی عمل کرتے ہیں اور ان روایات کو بھی احادیث مانتے ہیں۔

★ عند الملاقات جھکنے، چومنے سے منع فرمایا (عن انس، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۱) جبکہ حضرت مزید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ملاقات کے وقت خود چوما قبلہ (عن عائشہ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اس طرح جعفر بن ابی طالب کو قبل ما بین عینیہ، عن الشعبی، (مشکوٰۃ ص ۴۰۲) پہ اور بھی احادیث دیکھیں۔ وفد عبدالقیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھی چومے اور پاؤں بھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا ہاتھ چومتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اور ایک دوسرے کے لئے کھڑے بھی ہوتے جبکہ صحابہ کرام کو منع فرمایا کہ لا تقوموا، کھڑے نہ ہوا کرو یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے پھر بھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو گھر میں داخل ہونے تک صحابہ

کرام کھڑے رہتے (عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اب بتاؤ کس کس پر کیا کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر فقہاء کرام اور علماء حق کی تصریحات سامنے نہ رکھی جائیں تو صرف حدیث پڑھنے سے عام بندے کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا احادیث کو سمجھنے کے لئے سلف صالحین کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ خود آپ کے اپنے عوام وہ کرتے ہیں جو آپ ان کو بتاتے ہیں تو اور تقلید کیا ہوتی ہے؟ جبکہ دلائل تو دونوں طرف موجود ہیں تو گویا انہوں نے آپ کی بات کو بے دلیل مانا۔

★ پست کے بل یعنی چت لیٹنے (مستلقیا) ایک پاؤں دوسرے پہ رکھ کر سونے سے منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) جبکہ حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بالکل اسی طرح لیٹے ہوئے دیکھا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) اسی طرح کی کوئی تیسری حدیث آپ کے پاس ہے تو اس کے ذریعے جواب عنایت کریں ورنہ فقہاء و مجتہدین و محدثین کو گالیاں دینے کی بجائے دعائیں دیں جنہوں نے اس طرح کی احادیث میں تطبیق دیگر امت پہ بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

★ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نام (یعنی، برکہ، ارح، یسار، نافع وغیرہ) رکھنے سے منع فرمانے کا ارادہ کیا ولہذا ینہ عن ذلك۔ لیکن منع نہ فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

لیکن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

★ اشعار و شعراء کی مذمت بھی فرمائی اور خود اشعار نے بھی پڑھے بھی، پسند بھی فرمائے (دیکھئے پورا باب البیان والشعر ص ۴۰۹)

★ غیبت کرنے والوں کو نماز، روزہ قضا کرنے کا اور وضو دوبارہ کرنے کا حکم دیا

(روی البیہقی عن ابن عباس فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

کیا آپ کے مفتیانِ کرام کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

★ عبادت میں اللہ کے علاوہ (غیر) کی نیت کرنے کو آپ حضرات بھی شرک فرماتے ہیں اور حدیث میں بھی حضرت ابو ہریرہ سے ہے قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشركاء عن الشرك من عمل عبلا اشرك فيه معي غيري تركته وشركه وفي رواية فانا منه برئ هو للذي عمله (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۵۴)

و عن ابی سعید بن ابی فضالہ، فصل ثانی کی پہلی حدیث جبکہ ہجرت جیسے عظیم عمل میں عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور اس کے رسول کی نیت کی اور پھر حضور کی بارگاہِ ناز میں عرض بھی کیا یا رسول اللہ ما کانت ہجرتی للہال وما کان الا للہ ولرسولہ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۶) اس مسئلہ میں ذرا تفصیلی وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ حضرات کو ایسی باتوں میں کچھ زیادہ ہی شرک دکھائی دیتا ہے۔

★ دجال کی دائیں آنکھ ”کافی“ ہوگی یا بائیں، حضرت عبداللہ سے روایت ہے وان المسیح الدجال اعور عین الیمن کان عینہ عنبة طافیة یعنی دائیں آنکھ کافی ہوگی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷۲) جبکہ صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدجال اعور العین الیسری کہ اس کی بائیں آنکھ کافی ہوگی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳) شاید آپ کا فتویٰ ہو کہ دونوں ہی کافی ہوں گی۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں مشکوٰۃ ص ۵۲۱ باب المبعث و بدء الوحی کی ابتداء میں بخاری و مسلم کی احادیث ابن عباس اور حضرت انس جیسے جید صحابہ کرام سے ہیں۔ ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال اس بارے میں آپ حضرات قرآن و سنت سے کیسے فیصلہ فرمائیں گے۔ ذرا ہمیں بھی آگاہ کریں اور کسر کو شامل کرنے نہ کرنے کے چکر میں نہ پڑیں کیونکہ یہ تو پھر تقلید ہو جائے گی۔

★ حضرت علی سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی



کے لئے اپنے والدین کو فدا کرنے کا ذکر نہیں فرمایا: فداك ابى و اُمى (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) متفق علیہ۔ صفحہ کی آخری حدیث۔ ص ۵۶۷ صفحہ کی پہلی حدیث۔ لیکن بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث حضرت زبیر سے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کی خبر لائے پس میں گیا اور جب واپس آ کر خبر دی تو جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال فداك ابى و اُمى۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) اب بتاؤ کہ باب مدینۃ العلم کے علم میں کمی نکالو گے یا کوئی اس سے بڑھ کر گستاخی کرو گے۔

★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمین پہ جتنے بھی چلنے والے ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ میں نے کسی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ انه من اهل الجنة یہ جنت والوں میں سے ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۷۵) حالانکہ عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر فرمایا ابوبکر فی الجنة، عمر فی الجنة..... ایسی باتوں کو لے کر ہی فقہاء پر طعن کرتے ہونا، تو ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں کیا کہو گے۔

★ آخری بات یہ ہے کہ مسئلہ ثابت کرنے کا تم نے ایک ہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ قرآن و سنت کے ظاہری الفاظ پہ اکتفا کر لیتے ہو حالانکہ اس طرح کئی مقامات پر تمہیں پریشانی ہوگی۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ والدین کو اف نہ کہو تو کیا اس سے والدین کو مارنا بطریق اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ یا صرف اف کہنا ہی جائز نہیں باقی مار کٹائی میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں تو کیا صرف زبان سے اور ہاتھ سے ہی مسلمان کو تکلیف پہنچانا منع ہے اگر پاؤں سے ٹھڈے مارے جائیں تو اس کی اجازت ہے؟ تو فقہاء نے عبارتہ النص، اشارۃ النص، دلالة النص اور اقتضاء النص، حقیقت مجاز صریح کنایہ، خاص عام مشترک مؤول۔ خفی مشکل مجمل متشابہ وغیرہ اصطلاحات قائم فرمائی ہیں یہ باقاعدہ

قرآن و احادیث میں جاری ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے ہی مذکورہ سوالات کے جوابات حاصل ہو سکیں گے۔ لہذا ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ باقی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اب آپ کی مرضی ہدایت سے دور رہ کر ظالم بنے رہیں یا ادب کا دامن تھام کر ان کے لئے دعا گور ہیں کیونکہ الایمان کلہ ادب۔

از خدا جویم توفیق ادب  
بے ادب محروم ماند از فضل رب







# الکریم پبلشرز

زبیدہ سنٹر ۲۰، اردو بازار لاہور

Ph:042 37352022

Mob:0300 4477371

